سوانح عمری

حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی۔ایم۔جی

مصنفہ

عالیجناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی و

ا[illegible] پروفیسر میور سنٹرل کالج وفیلو الہ آباد یونیورسٹی دام برکاتہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

۱۳۲۷ھ م ۱۹۰۹ء

سوانح عمری

حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی ایم جی

مصنفہ

عالیجناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی و
سابق پروفیسر میور سنٹرل کالج وفیلو الہ آباد یونیورسٹی دام برکاتہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

۱۳۲۷ھ م ۱۹۰۹ء

فہرست مضامین حصۂ اول

HAJI MOULVI MOHAMMED SAMEE-ULLAH.
KHAN BAHADUR, C.M.G.

شجرہ
۱ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
۲ حضرت محمد حنیفہ
۳ حضرت عبدالمنان
۴ حضرت بطل غازی
۵ عبدالفتاح غازی
۶ حضرت ملک آصف غازی
۷ ملک احمد شاہ غازی
۸ شاہ عمر غازی
۹ شاہ ابراہیم غازی
۱۰ شاہ خلیل غازی
۱۱ شاہ عبدالمنان ثانی غازی
۱۲ محمد شاہ غازی
۱۳ شاہ یعقوب غازی
۱۴ شاہ اسحق غازی
۱۵ شاہ طیب غازی
۱۶ محمد اسمٰعیل خان
۱۷ محمد فضل خان غازی
۱۸ محمد جان خان
۱۹ محمد امین خان
۲۰ محمد احسان خان غازی
۲۱ محمد عبداللہ خان
۲۲ حاجی محمد عمر خان
۲۳ محمد حسن خان
۲۴ حاجی محمد رحیم خان
۲۵ محمد عبداللہ خان
۲۶ محمد عابداللہ خان
۲۷ محمد حسن خان ثانی
۲۸ محمد رحمت خان
۲۹ محمد حامد خان
۳۰ محمد امان خان
۳۱ محمد جان خان ثانی
۳۲ محمد احمد خان عرف حاجی شیخ احمد
۳۳ محمد عزیز اللہ خان عرف میاں محمد خان
۳۴ حاجی محمد سمیع اللہ خان سی۔ ایم۔ جی
۳۵ محمد حمید اللہ خان فضل العلماء نواب سربلند جنگ
۳۵ محمد مجید اللہ خان بیرسٹر ایٹ لا

دیباچہ

یہہ ہمارا ضروری فرض ہی کہ حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی۔ ایم۔ جی مرحوم کی گران بہا سوانح عمری کو آئینہ بناکے اُن کاموں کو دکھائین جنکی زمانہ حال مین مسلمانونکو اپنی ترقی۔ بہبودی۔ آسودگی و تونگری و آسایش و آرام کیلیے اشد ضرورت ہی۔ مولویصاحب کا مسلمانون پر یہہ بڑا احسان ہی کہ اپنی بزرگ زندگی مین اُنھون نے اُن نیک کامونکو کرکے دکھایا ہی کہ جنکی پیروی کرنیسے مسلمانون کا دنیا اور عقبیٰ مین بھلا ہوگا۔ کل ہندوستان مین ایک مسلمان بھی نہین کہ جسکے نام کے اول مولوی اور حاجی اور آخر مین سی۔ ایم۔ جی لکھا جاتا ہو۔ حاجی اور مولوی کو تو سب مسلمان سمجھتے ہین کہ وہ کس شخص کے نام کے ساتھ منسوب کیے جاتے ہین۔ مگر سی۔ ایم۔ جی کو شائد لوگ کم سمجھتے ہین کہ یہہ حاجی کا ہم قافیہ کیا معنی رکھتا ہی۔ اسکا حال یہہ ہے کہ وہ ممالک یوروپ مین اعلیٰ درجہ کی

خطابات مین سے ایک خطاب ہی جو بادشاہ کی طرف سے اُن کارپردازان سلطنت کو دیا جاتا ہی جو اسکی مملکت سے باہر کسی ملک مین جاکر بادشاہ اور اپنے ملک کی بزرگ خدمات بجالاتے ہین۔ سرکار نے مولوی صاحب کو مصر کی پولٹیکل خدمات کے جلدو مین یہہ خطاب مرحمت کیا تھا۔ پس جو شخص فقط ان خطابات پر نظر کریگا وہ سمجھ جائیگا کہ اُنکی ذات نیک صفات مین دین و دنیا کی دونو خوبیان جمع تھین۔ وہ دین کے سارے چھوٹے بڑے کام قرآن اور حدیث کو اپنے پیش نظر رکھکر کرتے تھے۔ فرائض مذہبی کے ادا کرنےمین احکام خدا کی پوری اطاعت ملحوظ رکھتے تھے اُنکو دلی نفرت تھی کہ وہ اپنے قدیمی مذہب مین بدعتین ایجاد کرین۔

باب اوّل

خاندانی حالات

آپ کے خاندان کا جو نسب نامہ اس کتاب کیساتھ منسلک ہی اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپکا سلسلۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفۂ چہارم سے چونتیسوین پُشت مین ہی۔ آپکے ایک مورث حضرت بطل غازی رحمۃ اللہ علیہ دوسری صدی ہجری مطابق نوین صدی عیسوی مین مسلمان حملہ آورونکے ساتھ حق سبحانہ تعالیٰ کے فرمان قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کی متابعت مین سرزمین عرب کو چھوڑ کر ہندوستان تشریف لائے تھے اور شہر ملتان مین سکونت پذیر ہوے تھے۔

آپکی جد اعلیٰ کا عرب سے ہندوستان آنا۔

(نوٹ: سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی رحمۃ کے

خلفائے کرام سے ایک جلیل القدر خلیفہ تھے آپکا نسب نامۂ مبارک نوین پشت مین
حضرت امام محمد نقی علیہ السلام سے ملتا ہے حضرت موصوف پہلے پہل بخارا سے بھکر تشریف
لائے پھر وہان سے ملتان کو رونق بخشی۔ یہان شیخ بہاء الدین ذکریا کی خدمت مین
باریاب ہوئے اور عرصۂ دراز تک اُنکی خدمت مین رہ کے فیوض ظاہری و باطنی سے
بہرہ مند و مالامال ہوئے۔ حضرت شیخ سے خرقۂ خلافت پایا اور اُن ہی کے ارشاد
و ایماء سے اوچ کی بود و باش اختیار کی۔

حضرت سید جلال الدین بخاری کے پانچ فرزند تھے پہلے سید علی۔ دوسری سید جعفر
بادشاہ بخارا کے نواسے۔ ان دونومین سے سید جعفر نے بخارا کی سکونت پسند کی
اور بخارا جاکے تا زیست پھر کبھی ہندوستان نہین پلٹے۔ تیسرے سید احمد کبیر
بی بی فاطمہ بنت سید بدرالدین بھکری کے بطن مبارک سے تھے۔ چوتھے سید صدرالدین
پانچوین سید بہاء الدین جو محمد معصوم کے لقب سے مشہور تھے۔

جب سید جلال الدین رح نے بخارا سے سیر و سیاحت کیلیے سفر اختیار کیا تو سب سے
پہلے نجف اشرف مین حاضر ہوے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مزار پُر انوار کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ اسکے بعد مدینۂ منورہ مین حاضر ہو کے حضرت
سرور کائنات علیہ الثنا والتحیات کے روضۂ اقدس کی عتبہ بوسی کا شرف حاصل کیا
پھر وہان سے مکہ معظمہ (زاد اللہ شرفاً و تعظیماً) گئے اور فریضۂ حج ادا کیا۔ ان حسنات کے
حصول سے فارغ ہو کر دنیا کے اور اور مقامات کی سیر و سیاحت مین مشغول ہوئے

اور جب سیر و سیاحت سے فرصت اور سیری ہوئی تو پھر ملتان آئے۔ اثناء سفر مین ہزارہا مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کی اور اُسے راہ راست دکھائی۔

حضرت کی ولادت باسعادت ۵۹۵ھ مین ہوئی اور ۶۹۰ھ مین وفات پائی۔ آپکا سن شریف پچانوے سال کا تھا۔ تاریخ ولادت "آفتاب جلال والاجاہ" اور تاریخ وفات "آفتاب اہل یقین" ہے۔ بمقام اوچ آپ نے انتقال فرمایا اور وہین آپکا مزار پُرانوار بنا۔)

جب حضرت ممدوح نے ملتان کا سفر کیا تو خاندان علوی کے بزرگ حضرت شاہ طیب غازی نے جو آپکے ہم جد تھے باہمی اتحاد و ارتباط و ارادتمندی کو ترقی دی۔

حاجی شیخ احمد کا استغنا اور علم و فضل۔

یون تو یہہ کل خاندان زہد و ورع اور تقوی مین درجہ خاص رکھتا تھا اور اِرد گرد کے مقامات کے باشندونکو اس تمام خاندان سے عقیدت و ارادتمندی حاصل تھی لیکن بارہوین صدی ہجری مین اس خاندان کے ایک رکن رکین شیخ احمد صاحب علوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام خاندان کے لوگون مین اپنے علم و فضل کی وجہ سے ممتاز تھے۔ آپکی طبیعت مین استغنا اس درجہ تھا کہ دنیا کے مال و متاع کی کبھی آپکو پروانہ ہوتی تھی۔ چنانچہ حج بیت اللہ کو چلتے وقت آپنے اپنی تمام ملک و املاک اور اثاث البیت اپنے خاندان کے دوسرے اراکین کو دے ڈالا۔

حاجی شیخ احمد کی دہلی مین سکونت

جب دولت حج سے متمتع ہو کر آپ تخمیناً ۱۱۸۵ھ و ۱۷۷۰ع مین واپس تشریف لائے اور سفر وطن کی ٹھہر لو نین آپکی ایک منزل دہلی مین ہوئی تو آ

شاہ عالم دہلی کے تخت پر جلوس فرما تھے اور مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام کے منصب پر سرفراز تھے۔ آپکے علم وفضل اور زہد وتقوے کے باعث مولانا فخر الدین نے شاہ عالم کے ایما سے آپکو دہلی مین ٹھیرالیا اور آپنے بھی خدائے عزوجل کے فرمان أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ کی تعمیل کے خیال سے بادشاہ وقت کے کہنے کو نہین ٹالا۔

شیخ احمد صاحب کو جاگیرات کا ملنا

شاہ عالم نے اضلاع رہتک اور میرٹھ مین گزراوقات کے لیے معقول محاصل کی اُنھین جاگیرین عطا کین۔

شیخ احمد صاحب کے بعض معاصر

دہلی کو صرف مملکت ہند کے پایہ تخت ہونے ہی کی عزت نہین حاصل تھی بلکہ وہ دنیا مین مسلمانون کا دار العلم بھی مشہور تھا اور اسلامی علم وفضل کے مرکز بننے کا بھی اُسے فخر حاصل تھا۔ صدہا بزرگ دہلی کی خاک پاک سے یکے بعد دیگرے اُٹھے تھے جنمین سے بعض بزرگان دین مثل شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا فخر الدین صاحب اور شاہ عبد العزیز صاحب۔ حضرت خواجہ میر درد۔ حضرت مظہر جان جانان۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب خلیفہ مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ۔ حاجی شیخ احمد صاحب علوی کے ہمعصر تھے۔

وعظ اور اُسکا اثر

چونکہ حاجی صاحب ایک جید عالم تھے اور حدیث وتفسیر پر آپ کو عبور حاصل تھا اسیلیے مدرسۂ ارادت مندخان اور نیز دوسرے موزون ومناسب مقامات پر آپ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ وعظ مین ہزارہا سامعین ذوق وشوق وارادتمندی سے

شریک ہوتے تھے۔ زبان مین اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر عطا فرمائی تھی کہ پند و نصیحت کی
باتین سُنکر کفار دائرۂ اسلام مین داخل ہوئے بغیر نہین رہتے تھے۔

دہلی مین اس خاندان کے قیام کی ابتدا

چونکہ حاجی صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہ خلیفۂ چہارم کی اولاد مین سے تھے
اور زہد و تقوی اس پایہ کا تھا کہ اُنھون نے نقاب پوشی اختیار کرلی تھی جس کے
اسرار سے اہل تصوف ہی خوب واقف ہین۔ اسلیے دہلی کے شریف اور نجیب
خاندانون نے آپ سے رشتے ناتے بڑے فخر کے ساتھ کیے۔ چنانچہ قاضی القضاۃ
دہلی کے خاندان مین خواجہ نعمت اللہ خان کی صاحبزادی سے آپکا عقد ہوا۔
جس سے دہلی مین آپ کے خاندان کے قائم ہونیکی بنیاد پڑی۔

آپ کا انتقال بمقام دہلی ہوا۔ آپکا اور آپکی اہلیہ کا مزار قدم شریف کے قریب
حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جوار مین ہی۔ اسوقت تک یعنی ۱۹۱۰ء مین جو
مسجد درگاہ مین موجود ہی اُسکی مغربی دیوار سے تخمیناً ۱ گز کے فاصلہ پہ آپ کا مزار ہی
جسپر آپکے نام کا کتبہ لگا ہوا ہی۔ درگاہ کی جیسی خراب و خستہ حالت اسوقت ہے
ایسی اُسوقت نہ تھی بلکہ اُس زمانہ مین قدم شریف اور خانقاہ کا درمیانی حصہ فقرا
اور درویشونکے حجرون سے معمور تھا۔

اس خاندان کی وقعت اور اسکا رسوخ

یہہ خاندان صرف سلطنت مغلیہ ہی کے دور مین ذی وقعت و مرتبت اور
رسوخ یافتہ نہین رہا ہے بلکہ انگریزی عملداری ہونے پر بھی اس خاندان کی وہی
عظمت و عزت قائم رہی۔ اور وہی رسوخ و اثر بحال رہا۔

حاجی صاحب کی اولاد کا سرکار انگریزی کی خدمات پر پہنچنا۔

گورنمنٹ انگریزی کے تسلط کے بعد حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزندوں
مین سے ایک فرزند مولوی برکت اللہ خانصاحب جن کا ۲۲ ربیع الاول ۱۲۵۳ھ کو
انتقال ہوا ریواڑی مین صدر امین تھے۔ دوسرے مفتی خلیل اللہ خانصاحب جن کا
یکم جمادی الاول ۱۲۵۳ھ کو انتقال ہوا دہلی مین مفتی تھے اور تیسرے صاحبزادے
حافظ منشی محمد عزیز اللہ خانصاحب جو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے والد بزرگوار
تھے ممالک محفوظہ کی نامور پولیٹکل ایجنٹ جنرل اختر لونی Genl. Ochterlony
اور کپتان جارج برچ Capt. George Birch کے ہندوستانی نائب تھے
جو اُس زمانہ مین میر منشی کہے جاتے تھے اور اسی وجہ سے منشی مشہور ہو گئے۔ آپ
عرصہ تک ریاست ناہن مین پولیٹکل ایجنٹ بھی رہے۔ آپ نے اپنی مفوضہ خدمتوں کو
جس بے لوثی کے ساتھ انجام دیا اُسکا اظہار ذیل کی تحریر سے ہوتا ہے جو راجگان متعلقہ
وکلا، اور دیگر وابستگان نے بطور وثیقہ لکھکر دی تھی۔

صداقت نامہ

ما یانکہ تمامی وکلا، سرکار ہر چہار راجہ و دیگر برادران صغار و کبار علاقہ ملک محفوظہ حاضر
کچہری کرنال ایم۔
چون از روزیکہ خانصاحب منشی محمد عزیز اللہ خانصاحب ملو بعنایت بندگان حضور
خداوند نعمت جارج برچ بہادر دام اقبالہ سرفراز و مامور کار کچہری ملک محفوظہ گردیدہ
لغایت نہضت فرمائی حضور ممدوح بولایت خاص خود از وضیع و شریف مایان ہرگز
بے لوث طمع و رشوت و نذرانہ وغیرہ بودہ طریقہ حسن اخلاق و حفظ مراتب ہر یک از مایان

علی قدر منزلت سرکار موکلانم بکمال کشادہ پیشانی و مہربانی مرعی و مبذول داشتہ از بس
مشکور داشتند و نیز لغایت عرصہ اجلاس معدلت اساس حضور ممدوح غیرامر
یک روپیہ نذرانہ رسم ضیافت روز اول کہ بوقت ورود ڈیرہ در مساکن و اماکن خاص
ہر کدام راجہ و برادران اکابر علی قدر حال استعداد خودہا کہ معمول قدیم بودہ است باجازت
آقائے نامدار خویش لغایت آخر سنہ ۱۸۲۰ء کہ موقوفی و ممانعت قطعی این امر نہ بودہ است
ملوث و متمتع نگردیدہ اند۔ و از روزیکہ من ابتدائے سنہ ۱۸۲۱ء احکام انسداد ممانعت این امر
یک روپیہ نذر رسم و ضیافت فرجات مرقوم الصدر بمقام ورود شہر دہلی ایرا دیافتہ
بنا بر قطعاً با غذ آنہم × × × احتیاط دست کش و محترز گردیدہ اند۔ از آنجا کہ ہر یک از مایان
نسبت دیگری بنظر تہذیب و اخلاق منشی صاحب ممدوح زیادہ از حد شاکر و رضامند است
لہذا از خود بے تکلیف درخواست منشی صاحب معظم الیہ قطعہ قرطاس ہذا جہت تطہیر و
تنیز بہر اوقات حال و استقبال شان از قید تہمت دھرم عقائد خودہا نوشتہ دادیم کہ پیش
صاحبان عادل منصف بلا حجت سند موثق باشد۔

مرقوم تاریخ ہشتم ذی حجہ سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق ششم ماہ سپٹمبر سنہ ۱۸۲۱ء

نلونت سنگہ وکیل سرکار پٹیالہ — غلام حسن الزمان وکیل سرکار نابہ — مہر وکیل سرکار جیند
ملک شیر خان ولد زبردست خان وکیل سرکار کیتھل — امام بخش وکیل سرکار — دیگر مہر
بدستخط خاص سردیال وکیل احمد علیخانصاحب کوٹلہ والہ — مکا کیوان تھانیسر وکیل مذکور

جنرل اختر لونی کو حافظ منشی محمد عزیز اللہ خانصاحب پر بیحد اعتبار تھا اور انھیں بہت

عزیز رکھتے اور انکی بڑی قدر کرتے تھے - ذیل مین وہ چٹھیان درج کی جاتی ہین جو جنرل اختر لونی نے گورنر جنرل وقت کو آپکی تعریف مین لکھی تھین - اور اُنکے جواب مین جو چٹھی گورنر جنرل کے سکرٹری نے بھیجی تھی اور بہت سے کاغذات اور صداقت نامے تھے جو غدر ۱۸۵۷ء مین تلف ہو گئے -

Extract of a letter from General David Ochterlony Bt. K.C.B. to Mr. J. Adam, Acting Secretary to Government. Dated the 25th January 1817.

I can not however transmit these letters and proceedings without soliciting the permission of his Lordship, to bestow on Uzeezoollah Khan some trifling present as a mark of the approbation to which I hope he will be thought entitled by the discovery and disclosure of the intentional concealment of so large a portion

of the revenues and by his prudence in calming the commotion which the folly of the Rani was calculated to excite.

ترجمہ چٹھی جنرل اختر لونی بہادر کے سی. بی موسومہ مسٹر آڈم قائم مقام سکرٹری گورنمنٹ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۱۷ء

"مین یہہ مراسلات اور کارروائی حضور گورنر جنرل بہادر سے اس امر کی استدعا کیے بغیر پیشکش خدمت نہین کرسکتا کہ عزیز اللہ خان کو اظہار خوشنودی کی طور پر کچھ نہ کچھ انعام مرحمت فرمانیکی اجازت صادر فرمائی جائے کیونکہ اُنھون نے مالگزاری کی اُس کثیر رقم کا پتہ لگایا ہے جسکو رانی نے قصداً چھپایا تھا اور اُس شور و شر کو دبایا ہے جسکے مشتعل ہونیکا رانی کی حماقت سے اندیشہ تھا۔"

Extract of a letter from Mr. Adam Secretary. Dated 15th February 1817.

His Lordship in Council is pleased to approve of your suggestion with regard to bestowing some presents of inconsiderable

value on Uzeez Oollah and you are accordingly authorized to exercise your own discretion in that respect reporting to me the amount of the expenses incurred which will be passed to your account.

True Extract.

(Signed) Political Agent.

ترجمہ چھٹی مسٹر آڈم سکرٹری گورنر جنرل موسومہ جنرل اخترلونی۔

مورخہ ۵ افبروری سنہ ۱۸۱۷ء

"حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل آپکی یہہ تحریک منظور فرماتے ہین کہ عزیز اللہ خان کو کچھ نہ کچھ انعام عطا کیا جائے - اور اس بارہ مین آپکو اختیار عطا فرماتے ہین کہ آپ اپنی صوابدید سے کام لین - عطائے انعام کے متعلق جو اخراجات عائد ہون اُنسے اطلاع دی جائے تاکہ وہ آپ کے حساب مین شریک کرائے جائین"

علاوہ اِسکے سنہ ۱۸۲۳ء مین بھی آپکی سفارش عمدہ الفاظ مین کی گئی تھی جیساکہ مندرجہ ذیل چھٹی سے ظاہر ہوگا۔

ترجمہ چٹھی مسٹر ولیم + + جہلم پنجاب موسومۂ مسٹر ایف سی اسمتھ متقام میرٹھ
مورخہ ۱۳ نومبر ۱۸۲۳ء

"مجھے ایک منشی کے متعلق سفارش موصول ہوئی ہی جو سابق مین کپتان برچ پولیٹیکل ایجنٹ کرنال کے یہان ملازم تھے۔ اب جبکہ مین نے یہہ سُنا کہ آپ مُرارین ہین تو یہہ دوستی کے خلاف سمجھا گیا کہ شخص مذکورۂ بالا کا ذکر آپ سے نہ کیا جائی جنکا نام عزیز اللہ خان ہی۔ اگر آپ کو ایسے شخص کی ضرورت ہی تو غالباً یہہ آپکے بہت کار آمد ہونگے کیونکہ جنکے یہہ پہلے ماتحت تھے اُنسے اِنھون نے غیر معمولی تعریفی سند حاصل کی ہی۔ علاوہ برایں اُنکی سفارش مجھسے ایک ایسے شخص نے کی ہی جنکی رائے پر مجھکو بہت وثوق اور اعتماد ہی۔"

ریاست الور مین قیام

حافظ صاحب کو بیکاری پسند نہ تھی بعد ختم ملازمت سرکاری تھوڑی دنون تک غالباً ۱۸۴۵ء کی قریب زمانہ مین راجہ صاحب الور کے خاص مشیرون مین بھی شریک رہی اور تقریباً ۱۸۴۹ء مین وہ الور سے بھی چلے آئے۔ بوجہ منشی صاحب کے پولیٹیکل تجربہ کے اس زمانہ مین سرکار انگلیشیہ اور ریاست الور کے تعلقات نہایت اچھے رہے۔ اس عرصہ مین اکثر عہدہ داران ریاست کے حسابات جانچے گئے تھے تو اُنمین غلطیان پائی گئین اور ریاست نے سب سے رقم بطور ڈنڈ یا جرمانہ وصول کی تھی لیکن منشی صاحب کے متعلق جتنے کارخانے تھے اُنکے حسابات نہایت صحیح پائے گئے اور اُنکو بہت عزت کے ساتھ ہر مطالبے سے ریاست نے مستثنیٰ کیا

عزیز اللہ خان صاحب کا انتقال۔

حافظ صاحب کا انتقال ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ م ۸ اجنوری ۱۸۵۴ء کو دہلی مین ہوا جہان اُنھون نے اپنی اخیر عمر عبادت الہی و تلاوت قرآن شریف مین بسر کی۔ چنانچہ مجھے اپنے بچپن کی زمانہ کا خیال ہی کہ اُنکو قرآن شریف کا اسقدر شوق تھا کہ اُنھون نے اپنے قدیم داروغہ کریم بخش کے لڑکے کو خود قرآن شریف حفظ کروایا تھا اور جب اُنکی نصیحت پر عمل کرکے میرے دوست سمیع اللہ خان نے تھوڑیسے عرصہ مین چند پارے قرآن شریف کے یاد کر لیے تو منشی صاحب بے حد خوش ہوے تھے کہ وہ بآسانی حافظ ہو جائینگے۔

عزیز اللہ خان صاحب کا مزار

منشی صاحب کا مزار دہلی دروازہ کے باہر مہندیون مین شاہ عبدالعزیز صاحب شکر بار کے مزار کے قریب ہی جہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے مزارات ہین۔

دہلی مین آپکا مکان۔

دہلی مین آپ کا مکان اُس محلہ مین تھا جہان اب قلعہ معلی کے سامنے پریڈ کا میدان ہے حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کا مزار بھی وہین ایک گچ اور چونہ کے چبوترہ پر ہے جس پر نہ چھت ہےا ور نہ سائبان۔ صرف لکڑی کا ایک سبز کٹہرا اُس مزار کو محیط ہی۔ اس چبوترہ کا عرض شرقاً و غرباً ۱۳ قدم اور طول شمالاً و جنوباً ۲۲ قدم ہے۔ بالین مزار یہہ قطعہ کندہ ہی۔

فضل و کمال خویش بود — مرہمِ قلبِ ریش بود
سال وصالش گفتۂ ہاتف — قطبِ زمانۂ خویش بود

چونکہ اُس مکان کی تعمیر بزرگونکی توجہ سے ہوئی تھی اُسکے استحکام کی یہہ حالت تھی کہ زمانۂ غدر مین بہت سی مکانات توتوپونکے گولونکی زد سے مسمار ہوگئے لیکن یہہ اپنی حالت پر قائم رہا جس جگہ گولہ پڑتا تھا دھنس کے رہ جاتا تھا اور عمارت کو نہین گراتا تھا۔

غدر فرو ہونیکے بعد خاندان کے لوگونکو اُس مکان مین رہنے کی اجازت بذریعہ چٹھی ذیل دی گئی تھی لیکن ۱۸۵۸ء مین پریڈ کیلیے میدان نکالنے کی غرض سے اس موقع کے تمام مکان منہدم کردیے گئے اور اُس مکان کے منہدم ہونے پر جو بڑی حویلی کے نام سے مشہور تھا اُنکے خاندان کے لوگ دہلی دروازہ کیطرف اپنے دوسرے مکانات مین منتقل ہو آئے۔

اجازتی چٹھی

نمبر ۴۰۴ نقل چٹھی اجازتی کاغذ قیمتی ۸ ر

شجاعت نشان کوتوال شہر دہلی کے لعافیت رہو۔

عرضی محمد علیم اللہ خان برادر عمزاد نواب امین اللہ کی بدرخواست اجازت آباد ہونے متعلقان مفصلۂ ذیل ذات اپنی کے مکان شہر مین اور عطا ہونے ٹکٹ نو آبادی کے ملاحظہ ہوئی۔ اسیلیے تمکو لکھا جاتا ہے کہ سائل کو اپنے مکان مین مع مردم مصرحۂ ذیل کے آباد ہونے دو۔

مرد	زن	اطفال	کل
۵	۱۰	۵	۲۰

باب دوم

ولادت - طفولیت - تربیت اور عام تعلیم و شوق تصنیفات

منشی حافظ محمد عزیز اللہ خانصاحب کے دو بیٹے تھے بڑے محمد علیم اللہ خان عرف میان احمد جان اور دوسرے محمد سمیع اللہ خان عرف میان محمود جان جو ۱۸۳۴ء مین پیدا ہوئے تھے انکا تاریخی نام آغا مرزا (۱۲۵۰ھ) نکلا تھا۔ منشی صاحب کو اپنی بیٹونکی دماغی اور جسمانی تعلیم کا خیال ایسا تھا کہ اُس زمانہ کے شرفا کو کمتر ہوتا تھا اُنکی یہہ دلی تمنا تھی کہ میرے لڑکونکی تعلیم ایسی ہو کہ نیک - عاقل - عالم ہون اور اسکی ساتھ ہی توانا و تنومند و شہسوار بھی ہون۔

طباعی و ذہانت

چھوٹے بیٹے محمود جان اوائل عمر سے ایسے طباع - ذکی اور ذہین تھے کہ اُنکی تعلیم مین منشی صاحب حسب تمنائے دلی کامیاب ہوے۔

تعلیم قرآن شریف

دستور کے موافق بسم اللہ خوانی کے بعد اُنکے واسطے قرآن مجید پڑھانیکے لیے استاد نوکر رکھا گیا - چونکہ اُن مین ایسی خداداد ذہانت تھی کہ دوسر دن مین کمتر ہوا ہوا کرتی ہے اُنھون نے آٹھ نو برس کی عمر مین سارا قرآن شریف ناظرہ پڑھ لیا آواز اچھی تھی قرآن خوب یاد تھا اسلیے وہ قرآن شریف کو نہایت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔

فارسی و خط املی کی تعلیم

جب قرآن ختم ہو چکا تو مولوی محمد حسین صاحب فارسی کی تعلیم کیلیے مقرر ہوئے۔

خوشخطی کا شوق

خط کی اصلاح جب تک تختی پر لکھتے رہے اپنے عمزاد بھائی عظیم اللہ خان سے لیتے تھے جب وصلی پر لکھنے لگے تو میان امیر پنجہ کش خوشنویس دہلی سے جو ہندوستان مین بے مثل خوشنویس تھے لینی شروع کی۔ ہاتھ مین خوشنویسی کی صلاحیت تھی تھوڑے دنون مین خوشخط ہو گئے اور اپنے ہم عمرون سے خوشنویسی مین سبقت لے گئے۔

عربی تعلیم

جب فارسی زبان مین اچھی طرح عبارت خط کا لکھنا پڑھنا آگیا تو عربی موافق سلسلۂ نظامیہ کے پڑھنی شروع کی۔ لائق مولوی کو نوکر رکھ کر ابتدائی صرف ونحو کی کتابین بہت جلد ختم کر دین۔

مولوی سید محمد اور مولوی مملوک علی سے تلمذ۔

عربی پڑھانے کیلیے ذی استعداد معلم ایسے کم ملتے تھے جو معلمی کی نوکری کرین اسلیے اُنھون نے مولوی سید محمد صاحب مدرس دوم اور مولوی مملوک علیصاحب مدرس اول عربی دہلی کالج سے اُنکے مکانون پر جاکر پڑھنا شروع کیا جو اُنکے مکان سے فاصلہ پر تھے۔ دہلی کالج مین گرمیونکے موسم مین درس کا وقت صبح کے چھ بجے سے گیارہ بجے تک ہوتا تھا اسلیے وہ اسوقت مین توان مولویون سے پڑھ نہین سکتے تھے دوپہر کے بعد اُنکے پڑھنے کا وقت ایک یا دو بجے ہوتا تھا۔

علمی شوق

شوق کا یہہ عالم تھا کہ وہ گرمی کے موسم مین باوجود گھر پر سواری ہونے کے پڑھنے کیلیے اکثر پیدل جاتے تھے۔ مولوی سید محمد صاحب سے اُنھون نے کافیہ

اور شرح مُلّا اور مختصر معانی کا درس لیا۔ اور مولوی مملوک علی صاحب سے منطق فقہ اور اصول فقہ کی کتابین پڑھین۔

مفتی محمد صدر الدین خان سے تلمذ

جب ان متوسط کتابونکی تحصیل سی فراغت ہوئی تو معقول کی انتہائی کتابین مفتی محمد صدر الدین خانصاحب صدر الصدور دہلی سے پڑھین۔ اسطرح سلسلۂ نظامیہ کی کتابون کی تحصیل سے فراغت حاصل کی۔

عادت مطالعہ

کبھی رات کے مطالعہ کے بغیر اُستاد سے سبق نہین پڑھا۔ مطالعہ ایسا زبردست تھا کہ اسکے بعد استاد سے کچھ تھوڑی سی باتین سبق پڑھنے کے وقت پوچھنی پڑتی تھین کبھی کبھی وہ ایسی باریک باتین استادون سے پوچھ بیٹھتے تھے کہ اُستاد دنگ ہوجاتے تھے۔

آپکی شاگردی پر استادونکو فخر

آپکی شاگردی پر سب استادونکو خاصکر مفتی صدر الدین خانصاحب کو فخر تھا جو کل ہندوستان مین ایک بے مثل عالم متبحر تھے۔ وہ یہہ کہا کرتے تھے کہ میرے بعد میرا جانشین میرا یہہ شاگرد ہوگا۔

حصول علم کی ایک نادر مثال

غرض سارے شہر مین صرف ان ہی کی ایک مثال تھی کہ کوئی دہلی کا آسودہ حال شریف زادہ تحصیل علم مین ایسی شوق سی محنت کری جیسی کہ غریب پردیسی طلبہ دہلی مین لیا کرتے تھے۔

علم و فضل کی شہرت۔

اُنکے علم و فضل کی شہرت سترہ اٹھارہ ہی برس کے سن مین دور دور ہوگئی متوسط درجہ کی کتابین پڑھنے کے لیے اُنکے پاس طلبہ آنے لگے جنکو وہ بڑے

شوق سے پڑھاتے تھے۔

عمدہ طرز تعلیم

اُنکی طرز تعلیم ایسی اعلیٰ درجہ کی تھی جس سے یہہ ثابت ہوتا تھا کہ کسی عربی کی ٹریننگ کالج مین اُنھون نے وہ سیکھی ہے۔ اُنکا کوئی ہم عمر طالب علم شہر بھر مین ایسا نہ تھا کہ اُنکی ہمسری و برابری کرتا۔

موزونی طبع

اُنکی طبیعت بھی بہت موزون تھی۔ کبھی کبھی شعر کہہ لیا کرتے تھے مگر اسطرف زیادہ توجہ نہین کی۔

جسمانی تعلیم

وہ جب اپنے والد ماجد کے ساتھ الور چلے گئے تھے تو وہان اُنھون نے ایک عمدہ چابک سوار کو نوکر رکھ کے گھوڑے کی سواری سیکھی اور تھوڑے عرصہ مین شہسوار ہو گئے تھے۔ شریر سے شریر گھوڑے پر وہ سوار ہو سکتے تھے گھوڑے کی پیٹھ پر اُن کی پٹڑی خوب جمتی تھی۔ چنانچہ ایک کاٹھیا واری سبزہ گھوڑا ایسا شریر ہو گیا تھا کہ کسی کو اپنے اوپر سوار نہین ہونے دیتا تھا مگر یہہ اُسپر بلا خوف سوار ہوتے تھے اور جسطرح چاہتے تھے چلاتے تھے۔

جسمانی ورزشونکو یعنی ڈنڑ مگدر وغیرہ کو اُنھون نے اپنے گھر مین سیکھا تھا۔ طرح طرح سے مگدر ہلاتے تھے۔ ایک دفعہ نال اُٹھانے مین پائون کے انگوٹھے مین ایسی چوٹ آئی تھی کہ مدت مین اچھی ہوئی حُسن صورت تو خداداد تھا۔ ورزشون نے اُسکو اور بھی چمکا دیا تھا۔ لیکن اُنھون نے کبھی کشتی نہین سیکھی۔ نہ کبھی اکھاڑے مین جا کے کسی کا شاگرد ہونا پسند کیا نہ گھر پر اکھاڑا بنایا۔

اُنکو کبھی لہو و لعب کی طرف لڑکپن مین بھی رغبت نہین ہوئی - وہ کوئی ایسا کھیل جو شرفا مین معیوب سمجھا جاتا ہی جیسے چدھی - بدھول - گیڑیان - کبڈی پتھر پھوڑا وغیرہ نہین کھیلے - البتہ شطرنج - چوسر - گنجفہ کھیلنے کا شوق تھا - بلکہ شطرنج تو اُنکی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ شہر مین دو چار ہی شطرنج باز ایسے تھے جو اُنسی کھیل سکتے تھے - تکل - کنکوے لڑائے مگر جانور کبھی نہین لڑائے - مرغبازی کبوتر بازی - بٹیر بازی وغیرہ کبھی نہین کی - لال - بدڑی بلبل وغیرہ کا مطلق شوق نہین کیا -

میلون نو ہمسے تنفر - میلون کے سیر و تماشہ کا مطلق شوق نہ تھا - دہلی مین جو بڑے بڑے میلے مثلاً پھول والونکی سیر - سترھوین - ہولی - دیوالی - دسہرے کے ہوتے ہین اُن مین شاذ و نادر ایک مرتبہ بھی اپنے لڑکپن مین نہین گئے - ہان محرم مین تعزیونکی دیکھنے کو جاتے اور عشرہ کے روز اجمیری دروازہ کے مدرسہ مین بیٹھکر تعزیون کا کربلائے شاہ مردان کو جانا دیکھتے تھے -

غیر مشروع کامون سے نفرت - کم عمری ہی سے اُنھین غیر مشروع کامون سے قلبی نفرت تھی ناچ رنگ کی محفلونکی باعث عزیز و اقربا کی شادیون مین بھی نہین شریک ہوتے تھے - سماع کو حرام جانتے تھے - مگر اخیر زمانہ مین اُسکو صوفیہ طریق سے حلال خیال کرنے لگے تھے -

تہذیب - مولوی صاحب ہمیشہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ سے نہایت شایستگی و اخلاق سے ملتے تھے ترشروئی و بدمزاجی کا نام نہ تھا - کبھی کوئی فحش و سقیم لفظ اُنکی زبان سے لوگ ون

چاکرون کی نسبت بھی نہین سُنا گیا۔

نوکرونکیساتھ عمدہ برتاؤ

کبھی اپنے نوکرونکو بُرا نہین کہا نہ بلا وجہ کبھی کسی کو موقوف کیا طبیعت مین خلاداد حلم تھا۔ بہت کم کبھی کسی پر غصہ آیا ہوگا۔

جھوٹ۔ مکر و ریا سے حذر

جھوٹ بولنا وہ جانتے ہی نہ تھے کہ کیا چیز ہے۔ مکر و فریب سے دلی نفرت تھی۔ ریا کی باتون کے پاس تک نہین جاتے تھے۔

اسراف سے احتیاط

وہ کبھی روپیہ پیسہ کو فضول باتونمین خرچ کرنا پسند نہین کرتے تھے۔ مگر واجبی اور قومی ضرورتون کے موقعون پر فراخ حوصلگی سے صرف کرنے مین دریغ بھی نہین کرتے تھے۔

حفظ اوقات

وقت کی بڑی قدر کرتے تھے تحصیل علم کا اسقدر شوق تھا کہ کسی سے ایسا ربط ضبط نہین بڑھایا کہ بے نتیجہ ملاقاتون مین وقت ضایع ہو۔

سنجیدگی

وہ کسی سے کھلی اور ہنسی کی باتین نہین کرتے تھے اُسکو بُرا جانتے تھے شوخی و مذاق کرنا نہین آتا تھا۔

روزہ و نماز کی پابندی

نماز کے ایسے پابند تھے کہ جب سے وہ فرض ہوئی تھی کبھی قضا نہین کی۔ نہ کبھی گرمی کے روزے قضا ہوئے۔

سادگی

بننے سنورنے کا مطلق شوق نہ تھا۔ سیدھا سادہ لباس پہنتے تھے اُنہین کچھ تکلف نہین کرتے تھے۔

آثار اقبالمندی

غرض کہ اس نوعمری مین سارے آثار ایسے نمودار تھے جنسے معلوم ہوتا تھا

کہ یہہ آگے چل کر ہندوستانکے بڑے نامور آدمیون مین سے ایک ہونگے۔

پابندی شرع

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شیو دھیان سنگہ مہاراجہ بہادر الورنے حافظ عزیز اللہ خانصاحب سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ مین آپکے بڑے فرزند کو تو سب جلسوںمین دیکھتا ہون لیکن چھوٹے فرزند کو رقص و سرود کے جلسوںمین نہین دیکھتا۔ آپ اُنکو بھی حکم دیجیے کہ آیا کرین۔ حافظ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بچہ کم عمر ہی۔ مگر اُسے شرع شریف کی پابندی کا بہت خیال ہی اسیلیے حاضر نہین ہوتا۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ آنے تو دیجیے۔ یہان کی کیفیت دیکھکر سب بھول جائیگا۔ حافظ صاحب نے بتعمیل حکم اُنکو شب کے خاص دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا۔ چونکہ والد کا حکم تھا اُنھون نے اُسکی تعمیل کی۔ لیکن کانون مین روئی رکھکر اوپر سے عمامہ باندھ لیا۔ اور جب ناچ شروع ہوا تو آنکھین بند کرلین۔ چندبار دیکھنے کے بعد مہاراجہ صاحب بہادر پر کچھ ایسا قدرتی اثر ہوا کہ اُنھون نے اس کم عمر بچہ کی بہت محبت کیساتھ حاضری معاف فرمادی اور ارشاد فرمایا کہ اچھا حافظ صاحب آپ اپنے اس بچہ کو جیسا اُس کا دل چاہتا ہے ویسا کرنے دیجیے۔

قانونی تعلیم

چونکہ آپ کے خاندان مین علوم مشرقیہ کے ساتھ ساتھ قانونی تعلیم کا بھی چرچا تھا اور آپ کے دو چچا عدالت کی دو بڑی خدمتون پر ممتاز تھے اور آپ کے ماموں مغل جان صاحب دہلی کی ایک نامی گرامی وکیل تھے (جنسے آپکو اس قدر محبت تھی کہ اُنکے انتقال کے بعد آپ ہر جمعرات کو اُنکی قبر پر جاکر فاتحہ پڑھ کے خوب

رویا کرتے تھے) اسیلیے آپ کے دلمین بھی قانون یاد کرنیکا خیال پیدا ہوا خیال پیدا ہونیکی دیر تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ مین آپ نے قانون پر پورا عبور حاصل کرلیا اُسی زمانہ مین قانون یاد کرنیکے شوق مین آپ دہلی سے چند روز کے لیے بجنور چلے گئے تھے جہان سید احمد خان صاحب منصف تھے۔ قرابت تو پہلے ہی سے تھی لیکن اُسوقت سے خاصکر ان دونوین بہت محبت ہوگئی۔ عدالتی کتب خانے اور کاغذات کی مدد سے قلیل عرصہ مین مولوی صاحب نے ایک ایسا مجموعۂ قوانین تیار کرلیا جسکو پڑھکر نہ صرف اُنھون نے فائدہ اُٹھایا بلکہ اُنسے مجموعۂ مذکور کی نقلین لے لے کر بہت سے امیدواران امتحان کامیاب ہوتے رہے۔

امتحان وکالت و منصفی میں کامیابی

نومبر ۱۸۵۶ء مین امتحان وکالت و منصفی مین جو زیر نگرانی مسٹر مارگن جج دہلی منعقد ہوا تھا شریک ہوکر آپ نے نہایت تعریف کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور سب امیدوارونمین اول رہے جیسا کہ گزٹ سرکاری ۱۸۵۶ء سے معلوم ہوتا ہے۔

سند وکالت کی نقل حسب ذیل ہے:۔

سند وکالت

"ہم بذریعۂ ہذا تصدیق کرتے ہین کہ محمد سمیع اللہ خان عرف محمود جان کا امتحان اُس سالانہ امتحان کے موقع پر لیا گیا جو دہلی مین ماہ نومبر ۱۸۵۶ء مین ہوا تھا اور ہم بلحاظ اُنکی اس قابلیت کے جو اُنکو دیسی زبانون اور قوانین و قواعد مین حاصل ہے جو عدالتہائے دیوانی کی رہبری و ہدایت کے لیے وضع اور نافذ کیے گئے ہین اُنکو بحیثیت وکالت صدر عدالت یا عدالت ضلع یا عدالت صدر امین مین کام کرنیکے

قابل سمجھتے ہین۔

شرح دستخط آر۔ بی۔ مارگن

الیف۔ ٹیلر پرنسپل دہلی کالج　　صدرالدین صدرالصدور

نام امیدوار	ولدیت	عمر	سکونت
محمد سمیع اللہ خان عرف محمود جان	عزیز اللہ خان	۲۵ سال	دہلی

آپکی کامیابی پر مفتی صدرالدین خان کی خوشی اور ایک موثر ریمارک۔

مفتی صدرالدین خان صاحب اپنے شاگرد رشید کی اس کامیابی سے بے انتہا خوش ہوئے۔ اُنھین مبارکباد دی۔ مگر اسکے ساتھ ہی آبدیدہ ہوکر فرمانے لگے کہ "افسوس اب تم قانونی مشاغل مین مصروف ہونیکے باعث علوم قدیمہ کی شمع کو روشن نہ رکھ سکوگے اور تمھارے استادونکا نام زندہ نہ رہ سکیگا۔ جنھون نے اسی غرض سے جہانتک اُنسے ممکن تھا تمھین حلیۂ علم وادب سے مزین کیا تھا۔"

شوق تالیف و تصنیف

مولوی صاحب کا خود گھر پر اپنا چھاپہ خانہ تھا۔ اُنکو یہہ شوق تھا کہ کتب درسیہ مین جو اعلیٰ درجہ کی اَدَق کتابین ہین اُنپر عربی زبان مین خود مختصر اَحسب ضرورت حواشی لکھکر طبع کرائین تاکہ طلبہ کو مطالب کے سمجھنے مین آسانی ہو۔ چنانچہ اُنھون نے مختصر معانی کے متن تلخیص پر حاشیہ لکھکر طبع کرایا اور فلسفہ کی کتابون پر بھی

حاشیے لکھے تھے مگر وہ ابھی چھپنے نہ پائے تھے کہ غدر ہو گیا اور اُنکے تمام مسودے
برباد ہو گئے۔ فارسی مین ایک مشہور قصہ ممتاز کا تھا اُسکا بامحاورہ اُردو مین ترجمہ کیا تھا
وہ ترجمہ بھی غدر مین ضایع ہو گیا۔ مولوی صاحب نے اپنے چچازاد بھائیون کی
دو بیٹون کے لیے جو تحصیلداری کا امتحان دینا چاہتے تھے مال کی قانونی کتابونکا
خلاصہ لکھا تھا جو امیدواران تحصیلداری کے لیے نہایت مفید و کارآمد تھا وہ
بھی غدر مین غارت ہو گیا۔ غرضکہ اگر اُنکی تصنیفات چھپتین تو بڑی ضخیم ہوتین اور
اُنسے طلبہ مستفید ہوتے مگر افسوس ہی کہ اُنکا علمی ذخیرہ غدر کی وجہ سے برباد ہو گیا۔

مولوی صاحب کا پہلا عقد

ایام غدر سے چند سال قبل آپکی شادی نواب اعتبارالدولہ خواجہ علی احمد خان
احراری کی بڑی صاحبزادی کیساتھ نہایت دھوم دھام اور بڑے تزک و
احتشام سی مگر بالکل شرعی پابندی کیساتھ ہوئی۔ مجھے خوب یاد ہی کہ براتی ہاتھیون پر
سوار ہو کے گئے تھے تمام عمائدین دہلی دعوت مین شریک تھے اور مفتی صدرالدین خان نے
اپنے شاگرد رشید کا عقد پڑھا تھا۔ ان بیوی سے تین خوبصورت بچے تولد ہوئے
تھے۔ زمانۂ غدر کی مصیبتونکو یہہ نازپروردہ برداشت نہ کرسکے اور جیسے اور
ہزارہا اشخاص بیمار ہو کر راہی ملکِ عدم ہوئے آپکی دونو لڑکیان اور ایک
لڑکا مع اپنی والدہ کے بزمانۂ قیام قریب درگاہ حضرت نظام الدین اولیا چند روز مین
پے در پے جان بحق تسلیم ہو گئے۔ مین نے ان صدمات کا جیسا اثر مولوی صاحب پر
دیکھا ایسا کم کسی پر دیکھا ہی۔ ایک عرصہ تک اُنکی زندگی خطرہ مین رہی اور کسیطرح سے

دوسری طرف خیال متوجہ نہین ہوتا تھا بالآخر مولوی صاحب کی والدہ ماجدہ نے
جو نہایت عاقل و فرزانہ تھین بہت کچھ وقتاً فوقتاً فہمایش کی اور چند سال کی کوشش مین
اس طریق پر کامیابی حاصل کی کہ مرحومہ کی ہمشیرہ سے جو صورت و سیرت کے لحاظ سے
اپنی ہمشیرہ کی یادگار تھین مولوی صاحب کا ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۷۱ھ مین عقد کر دیا مولوی صاحب کے
مزاج مین استقلال کے ساتھ محبت و رفاقت کرنیکا بے مثل مادہ تھا جسکو اُن کے
دشمن بھی تعریف کے ساتھ مانتے تھے۔ اُنکا دوسرا عقد بھی اسی اصول پر ہوا اور
خدا تعالیٰ نے دونو کی زندگی کو ایسا خوش کیا کہ دہلی مین ضرب المثل تھا۔ ایسی
محبت میان بیوی مین بہت کم ہوتی ہے کہ جو ایک کی رائے اور مرضی تھی وہی دوسرے
کی تھی۔ اگر ایک لباس بیوی نے پہنا اور خاوند نے کہدیا کہ اچھا نہین ہے تو وہ
لباس آئینہ مین دیکھکر خود بی بی کو بھی برا معلوم ہونے لگا غرضکہ یہ دونون میان بیوی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی   تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
کے مصداق اور ایک جان دو قالب تھے۔

اس دوسرے عقد کے وقت نہ دہلی کی پہلی سی حالت تھی نہ قدیم اہل دہلی ہم
تھے۔ کابین نامہ جسکی اصل میری نظرون سے گزری ہے اُسپر منجملہ حاضرین جلسۂ
عقد کے صاحب عالم میرزا ہدایت افزا عرف میرزا الٰہی بخش بہادر کی دستخط
موجود ہین۔ چنانچہ اُنکے جانشین حال صاحب عالم مرزا ثریا جاہ بہادر سی۔
آئی۔ ای۔ نے مجھے یاد دلایا کہ وہ خود بھی اپنے والد ماجد کے ہمراہ محفل عقد مین

دوسرا عقد

گئے تھے اور دولہا کے قریب بیٹھکر دولہا کو بغور دیکھا تھا کیونکہ صاحب عالم خاص مجالس کو اپنی شرکت سے فخر بخشا کرتے تھے۔ شاہزادونکی عادت نہ تھی کہ سوائے اپنے ہم رتبہ وہم درجہ لوگون کے کہین اور جائین مگر صاحب عالم ممدوح کو مولویصاحب سے خاص محبت ہوگئی تھی۔

مولویصاحب کے بزرگون اور مولویصاحب کی بیوی کے بزرگونکے جو تعلقات خاندان شاہی سے تھے اُنکو یہہ دونو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے اور اُنھین تعلقات کی وجہ سے غدر کے بعد مولوی صاحب نے اپنے کانپور کی منصفی کے زمانہ مین اکثر شاہزادونکی مثل صاحبشاہ بہادر وغیرہ کے جو کانپور مین تھے سرکار انگلیشیہ کے افسر مسٹر شیرر سے عرض معروض کرکے امداد کروائی پچاس پچاس روپیہ تاحیات اُنکی پنشن مقرر ہوگئی اور اُنھین تکالیف معاش سے نجات ملی۔ لکھنو۔ بنارس اور خاص دہلی مین جو معزز شاہزادے آباد ہین وہ سب مولوی صاحب سے اپنے خانگی وسرکاری امور مین اکثر مشورہ کرتے اور فائدہ اُٹھاتے رہے اور مولوی صاحب نے اُنکی خدمت کرنےمین کبھی دریغ نہین کیا۔

مولوی صاحب کا عام مسلک تھا کہ وہ اپنے خاندان کے قدیم ملنے والون سے اپنے استادونکی آل واولاد سے۔ اپنے شاگردون اور اُنکی اولاد سے اپنے محسنون اور اُنکے خاندان کے لوگون سے اپنے وابستگان اور اُنکے متعلقین سے غرض ہر ایک کے ساتھ قدیم وضع کی پابندی اور عجیب ہمدردی کا

برتاؤ کرتے تھے۔ ہر شخص کو یہہ خیال ہوتا تھا کہ جو محبت مولویصاحب کو مجھسے ہی اس سے زیادہ دوسرے سے ہونی ناممکن ہی۔ اپنی اولاد کو بھی اُنھون نے یہی نصیحت فرمائی کہ جس جس سی جس جسطرح مین ملتا تھا اُس سے تم بھی ویسے ہی میل جول رکھنا۔ جدید دوستونکا تمکو اختیار ہی۔

باب سوم

انسانی عام ہمدردی اور سلوک

زمانۂ غدر مین احسان۔

جنکو ۱۸۵۷ء کے غدر کے واقعات اپنی آنکھون سے دیکھنے یا بطور روایات صحیحہ سُننے کا اتفاق ہوا ہوگا وہ اِسکے باور کرنیمین ذرا تامل نہ کرینگے کہ تاریخ ہند مین غدر کے پُر آشوب زمانہ سے بڑھکر بے اطمینانی و خوف و ہراس کا کوئی اور زمانہ نہین گزرا۔ یہہ وہ زمانہ تھا کہ ہر متنفس اپنی مصیبتونمین گرفتار اور اپنی عزت و آبرو اور جان و مال کے تحفظ کی غرض سے مضطرب الحال نظر آتا تھا۔ ہندوستان کی دوسرے شہرونسے بڑھکے دہلی مین غدر کی آگ مشتعل تھی اور سب جگہہ سے زیادہ یہین ہلچل پڑی ہوئی تھی۔ سب کے چھکے چھوٹے ہوئے تھے اور کوئی کسی کا پُرسان حال نہ تھا۔ سرزمین دہلی حشر کا میدان بنی ہوئی تھی۔ انسانی ہمدردی و خدا ترسی کے امتحان کا موقع اسوقت سی بڑھکے اور کب ہوسکتا تھا زمانہ نے ایسے نازک وقت پر اُن بہت سے لوگون کا امتحان لیا جو دوستی مین ثابت قدم رہنے اور وضعداری

نبھانے کے مدعی تھے لیکن محک امتحان پر بہت کم کھرے نکلے۔

یہ بات یہان فخر کے ساتھ بیان کرنیکے قابل ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب
اُن چند مبارک اور واجب التعظیم لوگونمین سے تھے جو غدر جیسے پُر آشوب اور
صعب زمانہ مین انسانی ہمدردی و خدا ترسی کے امتحان مین پوری اُتری تھے۔
جو احسان لوگون پر مولوی صاحب نے ایام غدر مین فرمائے تھے اُنھون نے
اُسوقت اس بات کی پیشینگوئی کردی تھی کہ آیندہ چل کر یہ محسن قوم ہون گے
اور قومی فلاح و بہبود کے متعلق انکے کارنامے احسانمندی و شکرگزاری کیساتھ
یاد رکھے جائینگے۔

غدر کے کارنامے

اسموقع پر بخوف طوالت مولویصاحب ممدوح کے وہ کل کارنامے جو غدر کے زمانہ سے
تعلق رکھتے ہین بیان نہین کیے جاسکتے۔ مثالاً صرف چند واقعات کی اظہار پر
اکتفا کیا جاتا ہی۔

شورش غدر کے زمانہ مین دہلی کے بعض شریفون پر چھوٹی چھوٹی رقمونکا جرمانہ
ہوا اور اسی کے ساتھ یہ بھی حکم سُنایا گیا کہ اگر جرمانہ نہ ادا کیا جائیگا تو اُسکے
بدلے اتنی اتنی مدت کی قید بھگتنی پڑے گی۔ وہ شرفا بیچارے اُسوقت جرمانہ ادا
کرنیکی استطاعت نہین رکھتے تھے اور قرض بھی اُس زمانہ مین نہین ملتا تھا
قریب تھا کہ وہ پا بجولان کرکے قید خانہ بھیجدیے جائین کہ مولوی صاحب کی
حمیت کو جوش آیا اور خدا ترسی کا جو مادہ خداوند تعالے نے اُنہین ودیعت

کیا تھا اُس نے اُنکو ان بیکسونکی اعانت پر آمادہ کیا۔ مولویصاحب نے اُن سب لوگونکی طرفسے جن جن سے اُنھین تعارف وشناسائی تھی اپنے پاس سے زرجرمانہ اداکرکے اُنکو زندان خانہ کی مصیبتین جھیلنے سے بچالیا۔

مفتی صدرالدینخانصاحب آپ کے استاد گردش روزگار سے ایام غدر مین حوالات ہوگئے آپ نے اُنکی ہر طرحسے خدمت کرکے حق شاگردی ادا کیا۔ اُنکی رہائی مین جان لڑادی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مفتی صاحب کو مسٹر ہاڈسن نے سرٹیفکیٹ عطا کیا تھا کہ وہ باغی نہین ہین مفتی صاحب کو اپنی رہائی کیلیے اس سرٹیفکٹ کی نقل ایک حاکم کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہوئی اُنھون نے حوالات کے سقہ سے جو وہان آتا جاتا تھا دوات منگائی اور اپنے جسم کے کرتہ سے ایک ٹکڑا پھاڑ کے اُسپر انگریزی مین اُس سرٹیفکٹ کی بجنسہ نقل کی اور وہ نقل مولویصاحب کے پاس بھیجدی۔ مولویصاحب اُسکو کاغذ پر صاف کرا کے حاکم موصوف کے پاس لے گئے حاکم نے اُسے دیکھتے ہی مفتی صاحب کی رہائی کی سفارش کی اور وہ رہا کردیے گئے اور پھر اُسی کی بنا پر اُنکی جائداد بھی ضبطی سے واگزاشت ہوگئی۔ مفتی صاحب کی بیوہ کو جائداد سے حصہ وغیرہ دلوانے مین بھی بے انتہا کوشش کی۔

دہلی کے طبقۂ امرا مین سے ایک نواب زادہ کو پھانسی ہوجانے مین کوئی کسر نہین رہگئی تھی سید احمد خانصاحب اور مولوی صاحب نے کوشش کرکے اُنکی جان بچائی۔ مگر سید صاحب میرٹھ مین تھے اور مولویصاحب دہلی مین۔

ایک ہندو وکیل جو مولوی صاحب کے ملنے والوں میں سے تھے وہ شاہزادگانِ
دہلی کی رفاقت کے شبہ کی بنا پر حوالات بھیجدیے گئے۔ جبتک وہ حوالات میں
رہے مولوی صاحب اپنے پاس سے اُنکے کھانے پینے کی مدد کر کے حق دوستی
ادا کرتے رہے اور آپکی کوشش نے اُنکو بچالیا۔ وکیل مذکور کو جسقدر روپے کی
ضرورت ہوتی تھی وہ حوالات سے اپنا آدمی بھیجکر مولوی صاحب سے منگالیا
کرتے تھے اور مولوی صاحب خندہ پیشانی کیساتھ وکیل صاحب کی استدعا کے
بموجب اپنے پاس سے روپے بھیجدیتے تھے۔

جب دہلی کے ایک حصہ پر سرکار انگریزی کا تسلط ہوگیا اور باقی شہر پر
گولہ باری شروع کیگئی تو مولوی صاحب کو اپنا مکان موقوعہ کوچہ بلاقی بیگم
متصل قلعہ معلی چھوڑنا پڑا اسلیے کہ وہ ان گولوں کی زد پر واقع تھا۔

اگرچہ غدر کے پُرآشوب زمانہ میں سواری کا دستیاب ہونا کوئی آسان کام
نہ تھا مگر آپ نے بمشکل تمام بڑے کرایوں پر رتھیں حاصل کیں ایک میں اپنی
زنانہ کو سوار کرایا اور ایک رتھ لیکر آپ سید احمد خانصاحب کے مکان پر گئے اُنمیں
اُنکی بیوی اور تینوں بچوں کو (جنمیں سید حامد اور سید محمود بھی تھے جو بعد میں سپرنٹنڈنٹ
پولیس اور الہ آباد ہائیکورٹ کے جج ہوئے) بہزار مشکل سوار کرایا لیکن سید صاحب کی
والدہ اور اُنکی خالہ نے گھر نہ چھوڑا۔ سید صاحب کے ماموں وحیدالدین خان
اور اُنکے ماموں زاد بھائی ہاشم علیخان سپاہیوں کے ہاتھوں مارے گئے

غرضکہ ان تھونکو لیکر آپ پا پیادہ نظام الدین اولیا گئے۔ اس واقعہ کا تفصیلی ذکر سر سید کی لائف مین نہین کیا گیا۔

مولویصاحب کے اس برتاؤ سے سید احمد خانصاحب کے دل پر اُنکی محبت کا گہرا اثر ہوا جس سے بمقابلہ دوسرے عزیزون کے سید احمد خانصاحب کا آپ سے زیادہ اتحاد ہوگیا اور ربط ضبط بڑھتا گیا۔

شہر دہلی پر انگریزونکے مسلط ہونیکے وقت کوئی مسلمان دہلی مین نہین آنے پاتا تھا۔ مولوی صاحب باوجود اس روک ٹوک اور ممانعت کے جارج لارنس George Lawrence رزیڈنٹ راجپوتانہ کی وہ چھٹی دہلی کے دروازہ پر دکھا کر اندرون شہر اپنے مکان پر آئے جو اُنکے عمزاد بھائی نواب امین اللہ خان عرف اموجان نے اُنکے پاس بھیجدی تھی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ کہین راستہ مین مسٹر مٹکاف (Metcalf) اُنکو مل گئے اور اُنسے دہلی کے اندر آنیکے متعلق بازپرس کی آپنے اُس چھٹی کا ذکر کیا جسکے ذریعہ سے آپ دہلی مین آئے تھے مٹکاف صاحب نے کہا کہ اچھا مین اسوقت کوتوالی جا رہا ہون تم وہان حاضر ہو۔ مسٹر مٹکاف کا اس زمانہ مین کسیکو کوتوالی بلانا گویا پیام اجل تھا۔ لیکن بہت ثابت قدمی کے ساتھ مولویصاحب مکان سے وہ چھٹی لیکر مٹکاف صاحب کے پاس کوتوالی تشریف لے گئے اور وہ چھٹی اُنھین دکھائی۔ مٹکاف صاحب چھٹی مذکورہ پڑھ کے مولویصاحب سے

مہربانی پیش آئے اور پھر کچھ تعرض نہین کیا۔

مذکورۂ بالا چھٹی کے باعث مولوی صاحب مع خاندان نواب منشی امو جان صاحب کے ۵ فبروری ۱۸۵۸ع کو پھر دہلی مین آباد ہوئے۔

غدر جیسے پُر آشوب زمانہ مین جسطرح مولویصاحب انسانی ہمدردی و خدا ترسی کے امتحان مین پورے اُترے اُسیطرح سرکار انگریزی کے ساتھ آپکی وفاداری و خیر خواہی بھی بے داغ و بے عیب رہی۔

ذوالقربی سے حسن سلوک

غدر کے بعد جب پریڈ گراونڈ کے لیے آپ کا آبائی مکان سرکار مین لیا گیا اور اُسکا معاوضہ دیا گیا تو آپ نے باوجود اسکے کہ آپکے والد اس مکانکو اس خیال سے کہ کہین ایسا نہو آبائی مکان بہنونکے حصہ طلب کرنیکے باعث ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے آپ کے اور آپکے بھائی کے نام بیع کرچکے تھے آپ نے بلا تامل اپنی بہنون کو اس مکان کے معاوضہ کی رقم بموجب حصص شرعی تقسیم کردی۔ اسکے علاوہ تمام عمر اپنے بھائی اور بہنون اور اُنکی اولاد اور متعلقین اور قدیم ملازمونکے ساتھ طرح طرح سے سلوک کرتے رہے۔

باب چہارم

ملازمت و وکالت اور سرکار مین رسوخ

عہدۂ منصفی پر تقرر

آپ ۱۸۵۸ع مین بوجہ اپنی لیاقت اور عالی خاندانی کے ابتدا ہی سے

منصفی کے عہدہ پر مامور ہوئے جس روبکار کے ذریعہ سے آپکا تقرر کانپور کی منصفی پر ہوا تھا اُسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی - کئی سال آپ کانپور اور بعدہٗ علیگڈھ مین بھی منصف کی حیثیت سے رہے -

روبکار تقرر

مراسلہ محکمہ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۷ اگست ۱۸۵۶ء

نشان ۹۳۵

منجانب آر - جی - مارگن R. G. Morgan (جج)

بخدمت جے - ایچ - بیٹن اسکوائر G. H. Batten (جج کانپور)

بسلسلۂ مراسلہ نشان ۱۹ مورخہ ۴ اگست ۱۸۵۶ء نگارش ہی کہ سمیع اللہ خان سند یافتہ کو اول ڈویژن منصفی شہر کانپور پر الیسری پرشاد کی جگہ جو کہ خدمت سے علیحدہ کردیے گئے مہربانی فرما کے عدالت نے مقرر کیا ہی - یہ تقرر محرم کی تعطیلات کے بعد نافذ ہوگا - دہلی کے ڈپٹی کمشنر سے درخواست کیگئی ہی کہ وہ مولوی محمد سمیع اللہ خان کو اُنکے تقرر کی اطلاع کر دین اور اُنسے خواہش ظاہر کیگئی ہے کہ وہ وقت مقررہ پر حاضر ہو جائین -

شرح دستخط ایچ - ڈبلو - ڈیش وڈ H. W. Dashwood (رجسٹرار)

بے لوثی اور نصفت پسندی

آپکا وہ جوہر قابلیت و ذہانت جسنے زمانۂ طالب علمی مین آپ کو اپنے ہم درس اور معاصرین مین ممتاز بنا دیا تھا یہان بھی چمکے بغیر نہ رہا چنانچہ آپ نے اس خدمت کے فرائض ایسی منصف مزاجی و لیاقت اور تعریف کے ساتھ انجام دیے

کہ آپ کے بالادست حکام کو بہ طیب خاطر آپکی لیاقتون اور قابلیتون کا اعتراف کرنا پڑا اور رعایا کے دلپر بھی آپ کے انصاف کا سکہ بیٹھ گیا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہی کہ آپ کے زمانۂ منصفی کانپور مین ایک شاعر نے جسکا مقدمہ آپ کے اجلاس پر تھا آپ کی نسبت حسب ذیل قطعہ موزون کیا تھا۔

مدعی کرتا ہی مجھ پر روز اک دعوی جدید
عجب اُسکو ہی بلاشک اپنی مال وجاہ کا

گر نہ ہوتا محکمہ مین اُسکی مین ماخوذ جرم
وصف لکھتا منصف عادل سمیع اللہ کا

مسٹر ڈومرگ Mr. J. Dumergue جو اُس زمانہ مین ڈسٹرکٹ جج تھے اُنھون نے آپکی نسبت لکھا تھا کہ ”یہہ نہایت ذہین ہندوستانی ہین“۔

اُسی زمانہ مین ۱۹ فروری ۱۸۶۱ء کو کانپور کے مشہور مجسٹریٹ مسٹر شیرر Mr. Sherer نے آپکی نسبت ان الفاظ مین اپنی رائے ظاہر کی تھی کہ ”مین نے اُنکو ہمیشہ نہایت ہی ذہین پایا اور مجھے یقین ہی کہ آفیشل حیثیت سے یہہ بہت وقیع ہین“۔

مسٹر فین Mr. Fane جج نے آپکی کارگزاری پر ریویو کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ”اُنھون نے مقدمات کے جلد فیصل کرنے اور دیانت داری سے فیصلے صادر کرنے مین اپنے بالادست حکام کو بھی خوش رکھا اور فریقین مقدمہ کو بھی موقع ناراضی کا نہین دیا“۔

مسٹر فرانسیس بائیل پیرسن Mr. Francis Boyle Pearson

اور مسٹر جی۔ ایچ بیٹن Mr. G. H. Batten جو آپکے عہد منصفی مین حکام ضلع مین سے تھے اور سن بعد ہائیکورٹ کی ججی پر ممتاز تھے آپکی لیاقت وقابلیت کی قدر دانی کے باعث اخیر زمانہ تک آپکے بے حد مداح اور دوست رہے۔

مسٹر پیرسن کی رائے

مسٹر پیرسن Mr. Pearson نے آپکی نسبت ۶ فبروری ۱۸۶۱ع کو اپنی سرکاری رپورٹ مین مندرجۂ ذیل رائے ظاہر کی تھی۔

"یہہ میری رائے مین اعلی قابلیت کے ایک ہونہار افسر ہین"

مسٹر بیٹن کی رائے

مسٹر بیٹن نے تحریر کیا تھا کہ "یہہ ہوشیار منصف اور ایک عمدہ جج ہین"۔

پیشۂ وکالت و ترک ملازمت

چار سال کے قریب عہدۂ منصفی پر کار فرما رہنے کے بعد آپکو وکالت کرنے کا شوق ہوا اور آپنے وکالت شروع کی ۱۸۶۲ع سے ۱۸۷۴ع تک تخمیناً گیارہ سال کے قریب نہایت شہرت اور نیکنامی کیساتھ آگرہ اور الہ آباد کی صدر دیوانی وصدر نظامت و ہائیکورٹ مین فرائض وکالت انجام دیے۔ آگرہ مین آپنے فرائض وکالت انجام دینے کی غرض سے غالباً ۱۸۶۳ع سے ۱۸۶۹ع تک قیام فرمایا اس چھ سات برس کے عرصہ مین آپ نے وکالت مین ایسی کامیابی حاصل کی کہ اضلاع مغربی کے اکثر لوگ اپنے معرکہ کے مقدمات مین آپکو وکیل کرتے تھے آپکا قیام مہاراجہ بھرت پور کی کوٹھی واقع گلاب خانہ مین تھا۔ بڑے باوقعت اور ذی رسوخ لوگون مین شمار ہوتے تھے۔ بمقام آگرہ جو دربار منعقد ہوتے تھے اُنمین آپکو شریک ہونیکا فخر حاصل ہوتا رہا اور نیز آگرہ کی نمایش مین بھی شرکت کا

موقع ملا۔ مہاراجہ اور جو بتقریب دربار آگرہ تشریف لائے تھے وہ بوجہ قدیم تعلقات آپ سے ملکر نہایت محظوظ ہوئے تھے اور سنا ہی کہ یہہ خواہش بھی ظاہر فرمائی تھی کہ مثل اپنے بزرگونکے وہ بھی ریاست کی ملازمت حاصل کرین۔

قیام آگرہ کے زمانہ کے مزید واقعات کا مختصراً ذکر اس موقع پر خالی از دلچسپی نہ ہوگا جن حضرات کو ان واقعات سے تعلق رہا ہی اُنکی یاد تازہ ہوجائیگی۔

سنہ ۱۸۶۱-۶۲ء مین مولویصاحب کی والدہ ماجدہ مع اپنے تمامی متعلقین و ملازمین کے دہلی سے حج بیت اللہ کو تشریف لیگئی تھین وہان دو سال کے قیام کے بعد اُنھون نے ارض مقدسہ مدینہ مین انتقال فرمایا اور اپنی تمنا کے موافق جنتہ البقیع مین مدفون ہوئین۔ بعد اُنکے انتقال کے جتنے ہمراہی تھے وہ سب ہندوستان واپس آتے وقت راستہ مین بمقام آگرہ چندروز مقیم ہونیکے بعد پھر دہلی چلے گئے۔

۱۷ مارچ سنہ ۱۸۶۴ء کو آپکے بڑے فرزند مولوی محمد حمید اللہ خان صاحب (نواب سربلند جنگ بہادر) تولد ہوئے۔ اُنکے عہد طفولیت کا کچھ حصہ آگرہ ہی مین گزرا وہین بسم اللہ خوانی کی رسم ادا ہوئی اور مولوی مصاحب علیصاحب ساکن قصبۂ سہار ضلع متھرا سے کلام مجید کی تعلیم متعلق کیگئی۔ انکو کلام مجید کی تعلیم مین کمال حاصل تھا جو بچہ کلام مجید پڑھنے کیلیے اُنکے سپرد کیا جاتا تھا اولاً اُسکی

ذہانت اور حافظہ کا وہ اندازہ کرتے تھے۔ اور اندازہ کے بعد بتعین مدت ختم قرآن شریف کا ٹھیکہ لے لیتے تھے۔ مدت کی مقدار کم سے کم تین مہینے اور زیادہ سے زیادہ چھ مہینے ہوتی تھی اور حق المحنت کی قرارداد ایکسو بتیس روپیہ تھی مدت معینہ مین قرآن شریف ختم کرا دیتے تھے اور ایک سو بتیس روپیہ حق المحنت مین کمی نہ کرتے تھے۔ زیادہ دینا لڑکونکے والدین کی استطاعت و توفیق پر موقوف ہوتا تھا۔ اور یہہ اُنمین ایک خاص وصف تھا۔

آگرہ مین چونکہ اُسوقت ہائیکورٹ قائم تھا اسیلیے اکثر لوگونکی آمد و رفت وہان رہتی تھی۔ اور کوئی دن خالی نہ جاتا تھا کہ مولویصاحب کے ہان معزز مہمان مقیم نہ ہوتے ہون۔

جنوری ۱۸۶۵ء م شعبان ۱۲۸۱ھ مین مولوی صاحب کے قدیم دوست مولوی حاجی حکیم عبد العلیم نصر اللہ خانصاحب حیدر آباد جاتے ہوئے آگرہ مین بھی مولویصاحب سے ملنے کی غرض سے آئے تھے۔ چند روز مہمان رہ کے اور قدیم محبتون کا لطف حاصل کرکے روانہ حیدر آباد ہوگئے۔ جہان بعد قطع منازل بائیسوین رمضان کو پہنچ کے اپنے دوست مولوی مؤید الدین خانصاحب معتمد مدار المہام (جو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے بنی عم تھے) کے یہان فروکش ہوئے اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد مولوی مؤید الدین خانصاحب کی سعی اور نیز دوسرے وسائل سے بالآخر نظامت فوجداری کے عہدۂ جلیلہ پر مامور

ہو گئے تھے۔[1]

نومبر ۱۸۶۶ء مین مولوی سید احمد خانصاحب بتقریب دربار لارڈ لارنس آگرہ آئے اور اُنکے دونو صاحبزادے سید حامد و سید محمود بھی اُن کے ساتھ مولوی صاحب سے ملنے کیلیے آگرہ آیا کرتے تھے۔

مولوی صاحب کی وجہ سے بہت سے اعزہ واحباب مثلاً سید احمد خانصاحب کے بھتیجے سید محمد احمد خان جو آگے چل کے سب جج کے درجۂ رفیعہ پر فائز ہوئے خواجہ محمد یوسف صاحب نامی وکیل علیگڈھ (خان بہادر) ڈپٹی محمد صدیق صاحب فرزند حاجی محمد ممتاز علیخان صاحب رئیس میرٹھ واٹاوہ حکیم غلام دستگیر خانصاحب۔ سید شبیر محمد خانصاحب۔ رحمۃ اللہ خانصاحب اور بہت سے دوسرے لوگ آگرہ مین رہتے تھے جنمین سے بعض مختلف امتحانات مین کامیاب ہوئے اور بعض ملازم ہوگئے۔

آگرہ سے الہ آباد ہائیکورٹ منتقل ہوا۔ مولوی صاحب بھی ۱۸۶۹ء مین آگرہ سے الہ آباد تشریف لے گئے اور مئی ۱۸۷۳ء تک آپنے فرائض وکالت انجام دیے۔ وہان آپکا مکان اناج کی منڈی مین تھا۔ اور مثل مغربی اضلاع کی مشرقی اضلاع کے باشندے بھی اپنے بڑے۔ اہم اور پیچیدہ مقدمات مین اکثر

---

[1] ان واقعات کا ذکر مولوی نصر اللہ خانصاحب نے اپنی کتاب "تاریخ دکن" کے صفحات ۳۲۷ و ۳۹ مین تفصیل کیساتھ کیا ہو۔

آپکو وکیل کرنے لگے۔

اخبار پایونیر مشتہرہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء نے جوآپکے مختصر حالات شایع کیے ہین اُسکے ضمن مین اُسنے آپکے زمانۂ وکالت کے متعلق لکھا ہو کہ "آپکی شریفانہ صورت۔ سحر بیانی۔ قادر کلامی اورآپکی محنت وجفاکشی کی وجہ سے جج آپ کے بیان کو پوری توجہ سے سُنتے تھے اور موکلونکو بھی آپکی ذات پر پورا اعتماد اور بھروسہ رہتا تھا"

مثل آگرہ کے الہ آباد مین بھی اکثر اشخاص نے آپکی قانونی معلومات سی استفادہ کیا۔چنانچہ سید محمد میر وکیل میرٹھ اور ناظر حسن وکیل سہارنپور خواجہ محمد اسمعیل وکیل علیگڈھ وغیرہ نے آپ ہی سے قانون یاد کرکے کامیابی حاصل کی تھی۔

۱۸۷۰ء مین سید احمد خانصاحب بنارس مین عدالت خفیفہ کی ججی پر ممتاز تھے مولوی سید مہدیعلیخان (نواب محسن الملک بہادر) مرزاپور مین تحصیلدار تھے اور پھر ڈپٹی کلکٹری پر اُنھون نے ترقی پائی تھی۔ اسی زمانہ مین بمقام بنارس مدرسۃ العلوم کے قیام کے متعلق تجاویز سوچنے کے لیے کمیٹیان منعقد ہوتی تھین جنمین شریک ہونے کے لیے مولوی صاحب الہ آباد سے اور مولوی مہدیعلیخانصاحب مرزاپور سے بنارس جایا کرتے تھے۔

اکتوبر ۱۸۷۲ء مین سید محمود صاحب فارغ التحصیل ہونیکے بعد ولایت سی

واپس آئے اور الہ آباد مین بیرسٹری کا کام شروع کیا۔ مولویصاحب نے پیشۂ وکالت کے رموز سے انکو آگاہ کیا اور سب ججی کے عہدہ پر مقرر ہونیکے وقت اپنی تمام مقدمات اُنکے تفویض کرگئے۔

جلسہ تہنیت

سنہ ۱۸۶۲-۶۳ء مین حضور شہزادہ ویلز بہادر کی صحت یابی کا تہنیتی جلسہ خسرو باغ مین منعقد ہوا جسکے انتظام مین مولوی صاحب نے خاص حصہ لیا تھا۔ اور اس جلسہ مین غلام امام صاحب شہید اور دیگر شعراء الہ آباد نے قصائد پڑھے تھے۔

میل جول

غرضکہ آگرہ کی طرح الہ آباد مین بھی آپکی وجہ سے خوب رونق رہتی تھی۔ اکثر احباب ڈھاکہ۔ کلکتہ۔ عظیم آباد پٹنہ۔ بھاگلپور وغیرہ مقامات سے ملنے جلنے کیلیے ہمیشہ آتے جاتے اور باہمدگر لطف صحبت اُٹھاتے رہتے تھے۔

مولویصاحب کے دفتر وکالت کے منشیون مین ایک بزرگ حاجی شاہ سید محمد سجاد صاحب تھے جنھون نے کئی حج کیے تھے اور جنکو خانقاہ ابوالعلائی داناپور پٹنہ کی سجادگی کا فخر حاصل تھا اور بنگال و بہار مین جنکے ہزارہا معتقدین تھے باوجود تعلق ماتحتی مولوی صاحب اُنکی بہت عزت کرتے تھے۔ یہ آپکے ہمراہ آگرہ سے تھے اور اُسوقت تک آپکی رفاقت مین رہے جبکہ آپ سب ججی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ اُنکے فرزند شاہ محمد اکبر صاحب حال سجادۂ خانقاہ ابوالعلائی بھی اُنکے ساتھ مولویصاحب کے پاس اکثر رہتے تھے۔

ترک وکالت

سنہ ۱۸۷۳ء مین آپ نے اپنے بعض یوروپین دوستون خصوصاً آنریبل جسٹس

ایف- بی پیرسن F. B. Pearson کے مشورہ سے وکالت چھوڑکر سرکاری ملازمت کی جانب توجہ کی اور یہ پہلے شخص تھے کہ طبقۂ وکلاء مین سے وہلہ اول مین صدر الصدوری (سب ججی) کے عہدہ پر ممتاز کیے گئے۔

آپکی تقرری پر حکام ہائیکورٹ خصوصاً انگریزون کی پسندیدگی

وکالت کے زمانہ مین چونکہ حکام ہائیکورٹ کے دلون پر آپکی قانونی لیاقت وسعلومات کا سکہ بیٹھ چکا تھا اسلیے جسوقت ۱۸۷۳ء مین عہدۂ صدر الصدوری پر آپکے تقرر کا اعلان کیا گیا تو ہائیکورٹ کے ججون نے آپکی لیاقت وقابلیت کی تعریف کی اور باشندگان الہ آباد نے بیحد اظہار مسرت کیا۔

الہ آباد سے رخصت

مولوی صاحب کو رخصت کرنیکے لیے وکلاء ہائیکورٹ و روسار الہ آباد نے رخصتی جلسہ کیا اور شایعت کا یہ پُرلطف طریقہ اختیار کیا گیا کہ مولویصاحب کے مکان سے اسٹیشن تک سب لوگ پا پیادہ آئے۔ چونکہ اس زمانہ مین تقریباً شب کے ۸ بجے پچھان کی طرف ریل روانہ ہوتی تھی لوگونکے ملازمین روشنی اور لالٹینین لیے ہوئے تھے انکی روشنی کا عجیب لطف آرہا تھا۔ تمام احباب اپنی جوش محبت سے ریل کی روانگی تک اسٹیشن پر ٹھہرے رہے۔ اگرچہ مولوی صاحب کی جدائی کا افسوس تھا لیکن سب اُنکو مبارکباد دیکر ریل مین سوار کرا رہے تھے۔ الہ آباد اسٹیشن پر ہمیشہ حکام عالیشان کے استقبال والوداع کیواسطے مجمعے رہتے ہین لیکن یہ الوداعی مجمع ایک خاص امتیاز رکھتا تھا اسطرح احباب کا جوش محبت اس اسٹیشن پر کم دیکھنے مین آیا ہوگا۔

جابجا ادائی تہنیت۔

راستہ مین بھی مثل کانپور اور اٹاوہ کے مولوی صاحب کو مبارکباد دینے کی غرض سے اُنکے دوست اسٹیشنون پر تشریف لائے اور رات یا دن کی بیوقت ہونیکا اُنکو خیال بھی نہ ہوا۔

علیگڈہ مین استقبال

علیگڈھ کے استقبال کا حال تو ہر شخص خود ہی سمجھ سکتا ہی کہ کسقدر پُر رونق ہوگا مولوی صاحب کے قدیم عنایت فرما راجہ جے کشن داس صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر (سی۔ ایس۔ آئی) بھی اُسوقت علیگڈھ ہی مین مامور تھے۔

معافی فیس

یہان یہہ بات بالخصوص قابل ذکر ہے کہ مولویصاحب نے اپنے اُن موکلونکو جن پر فیسین باقی رہ گئی تھین اطلاع دیدی تھی کہ تاریخ معینہ تک اپنی ذمگی قمین ادا کردین۔ اسپر بعض نے الہ آباد کی روانگی سے پہلے رقمین بھیجدین لیکن چند پچھان کے اضلاع کے رہنے والے اپنی کم سمجھی سے بلحاظ کفایت رقمین علیگڈہ مین لیکر مبارکباد دینے آئے۔ مولویصاحب نے اپنی سیر چشمی سے اُن سب لانیوالون کا شکریہ ادا کرکے ایک ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کی رقمین معاف کردین جنکو لانیوالے واپس لیگئے۔ نیز عہدۂ مفوضہ کا چارج لینے کے بعد بھی جن لوگون نے اطراف وجوانب سے بقایا فیس کی رقمین ادا کرنی چاہین مولویصاحب نے اُن سب کو منع کردیا۔

مولویصاحب کے محرر سے سُنا گیا تھا کہ یون تو زمانہ وکالت کے باقیماندہ محنتانون وشکرانونکی مقدار لاکہ سے اونچی اور ڈیڑہ لاکہ کے اندر تھی لیکن تخمیناً

ساٹھ ہزار روپے تو ایسے تھے جو موکلین لیکر حاضر ہوئے تھے یا بالکل دینے پر آمادہ تھے مگر مولویصاحب نے محض اس خیال سے کہ وکالت ترک کر دی ہے یہ رقم خطیر معاف فرمادی۔

دیانت داری کا خیال

مولویصاحب فرمایا کرتے تھے کہ ملازم سرکار کو جیسا ظاہر مین متدین ہونا ضروری ہے ویسا ہی اندرونی اور خانگی طور پر بھی اُسکا طرز عمل درست رہنا چاہیے تاکہ لوگونکو اُسکے تدین پر شبہہ کی گنجایش نرہے اور حتی الامکان اُسے کوئی ایسا فعل نہ کرنا چاہیے جس پر کسی کو اعتراض کرنیکا موقع ملے۔ اسی سیر چشمی تقوے اور احتیاط کیوجہ سے عامۂ خلائق کے دل مولوی صاحب کی طرف مائل ہوتے تھے بلکہ ایسے گرویدہ ہوجاتے تھے کہ بیان نہین ہوسکتا۔

مقامات کارفرمائی اور وہان کے باشندونکی آپکے ساتھ عقیدت

آپ صدرالصدور کی حیثیت سے علیگڈھ۔ الہ آباد۔ مرادآباد اور فتح گڈھ مین کارفرما رہے اور تمام مقامات پر آپکو ہر دلعزیزی کی عزت حاصل رہی جہان آپ کی عہدہ کی وجہ سے لوگ آپکی قدر و منزلت کرتے تھے وہان آپکی حُسن اخلاق و شریفانہ برتاؤ کے باعث آپسے دلی محبت و خلوص بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ جب آپکی ایک مقام سے دوسرے مقام کو تبدیلی ہوتی تھی تو اُسوقت اُس مقام کے لوگ جہانسے آپ بدل کرجاتے تھے نہایت غمگین و افسردہ خاطر ہوتے تھے اور جہان پر آپ آتے تھے وہانکے لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ مثلاً مرادآباد کے جلسۂ وداعی اور علیگڈھ کے جلسۂ خیر مقدم کا ذکر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء کے ایک مراسلہ سے

اختصار کیا تھ ذیل مین کیا جاتا ہی:-

"۲۲ سپٹمبر ۱۸۸۱ء

کل مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر سب جج نے اپنی عدالتمین اخیر اجلاس فرمایا۔ دو بجے دوپہر کے کل ممبران بار بہ حیثیت مجموعی اجلاس مین آئے اور اہل عملہ اور اہل مقدمہ کا مجمع عظیم تھا جو اس عالم مولوی کے اخیر دیدار کے لیے جمع ہوئے تھے جنھون نے اس عرصہ مین کہ وہ ہم مین رہی یکسان انصاف بلا فرق رنگ ذات یا ملت کے کیا تھا اور جنھون نے اپنے فرائض کو نہایت خردمندی اور علم و لیاقت سے انجام دیا۔ مگر افسوس یہ جلسہ مثل سبھی مفارقت کے جلسونکے نہایت غمگین تھا جسوقت تک یہ جلسہ ہوتا رہا تمام وکلا آبدیدہ تھے اور خود مولوی صاحب کا دل بہت بھرا ہوا تھا۔ ایک بزرگ وکیل واقعی پھوٹ پھوٹ کے رو رہے تھے۔"

اس جلسہ مین وکلاء کی جانب سے بذریعۂ تقریر مولویصاحب کی مفارقت پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اور مولوی صاحب نے اُنکا شکریہ ادا کیا اور قابل قدر نصیحتین کین۔ اسکے علاوہ ایک جلسہ ۲۳ سپٹمبر کی صبح کو مرادآباد مین باہتمام حاجی مولوی سید امداد علیخانصاحب ڈپٹی کلکٹر منعقد ہوا جسمین بہت سی یورپین و ہندوستانی رئیس وکیل اور عہدہ دار شریک تھے اس جلسہ مین حاجی مولوی امداد علیخانصاحب نے ایک پُر زور اسپیچ دی تھی۔ اس جلسہ کا حال انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء مین طبع ہوا

۲۲ ستمبر کی شام کو علیگڈھ پہونچے اور وہانکی سب ججی کا جائزہ لینے کے بعد ۲۰ نومبر ۱۸۸۱ء کو علیگڈھ اور بلندشہر کے رئیسون نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ ہال مین آپکی خیر مقدم کی تقریب مین دعوت کا جلسہ منعقد کیا۔ اس جلسہ مین حاجی محمد اسمعیل خانصاحب اور حاجی محمد مصطفی خانصاحب نے تقریرین کین جنمین مولویصاحب کے علی گڈھ منتقل ہونے پر اظہار مسرت کیا گیا۔ ان تقریرون کے جواب مین مولویصاحب نے حاضرین جلسہ کی عنایتون اور مہربانیون کا شکریہ ادا کیا۔

سر آکلنڈ کالون سے رابطۂ اتحاد

جب آپ مرادآباد مین صدر الصدور تھے اُسی زمانہ مین مسٹر کالون جو بعد مین سر آکلنڈ کالون اور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی ہوئے ضلع بجنور کے مجسٹریٹ تھے سرکاری طور پر وہان دونون مین تعلقات شروع ہوئے جو بڑھتے بڑھتے ذاتی اعتماد۔ بھروسہ اور گہری دوستی کی حد تک پہنچ گئے یہ تعلقات نہ صرف مسٹر کالون ہی کی ذات تک محدود تھے بلکہ اُنکے تمام خاندان سے مثل آنریبل مسٹر بیرٹ کالون۔ مسٹر ایلیٹ کالون۔ سر والٹر کالون وغیرہ سے بھی دوستانہ تعلقات قائم تھے۔

یوروپین عہدہ دارون پر مولوی صاحب کی قابلیت کا اثر۔

سرکاری کام کی حیثیت سے جن یوروپین عہدہ دارون سے آپکو سابقہ پڑا یا واسطہ رہا تھا اُنکے دلون کو آپنے اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے مسخر کرلیا تھا اور اپنے دوسرے ہم رتبہ عہدہ دارونسے بڑھکر آپ نے اپنی قابلیت و کاردانی کی اُنسے داد لی۔ چنانچہ ایک موقع پر ہائیکورٹ الہ آباد نے ایک مراسلہ مین

لوکل گورنمنٹ کے حضور مین آپکی تعریف بدین الفاظ کی تھی کہ " ہائیکورٹ کی رائے مین مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب ممالک مغربی و شمالی کے نہایت قابل ولائق جوڈیشل افسرونمین سے ہین" آپ نے صدر الصدوری کے فرائض اسطرح پر انجام دئیے کہ آپ ایک معتبر جج اور عمدہ قانون دان تسلیم کیے جانیکے علاوہ زود فہم اور جلد فیصلہ صادر کرنیوالے بھی مانے گئے۔

پایونیر کی رائے۔

اخبار پایونیر مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء لکھتا ہی کہ " آپ کا نام مدت تک بطور ایک اعلی سب آرڈینٹ جج کے مشہور رہیگا اور جس خوبی سے وہ اپنی عدالت کے مقدمات نبٹاتے رہتے تھے وہ بھی مدتون یاد رہیگی"۔

جب آپ مصر سے خاص کام انجام دیکر جسکا ذکر آگے کیا جائیگا واپس تشریف لائے تو آپکو سر الفرڈ لائل کی لفٹنٹ گورنری کے عہد مین سب ججی کے عہدہ سے ڈسٹرکٹ ججی اور پھر سشن ججی پر ترقی دیگئی اور دونو عہدہائے جلیلہ کے اہم فرائض آپ نے یکے بعد دیگرے ضلع رائے بریلی مین تقریباً آٹھ سال یعنے پنشن لینے تک نہایت تعریف کے ساتھ انجام دیے۔

آپکے اس تقرر پر دیسی اور یوروپین دوستون نے اظہار مسرت وطمانیت کیا لارڈ رپن نے بھی ولایت سے اس تقرر پر اظہار مسرت فرمایا چنانچہ اُن کی چٹھی ذیل مین درج کیجاتی ہی :-

۴ نومبر ۱۸۹۲ء

محب من!

لارڈ رپن بہادر نے مجھے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ آپکو لکھا جائے اور اظہار شکریہ کیا جائے بجواب آپکی چھٹی مورخہ ۲۰ اگست کے - اور یہ بھی تحریر کیا جاوے کہ وہ اس بات کے سننے سے بہت خوش ہین کہ آپ سشن جج مقرر ہوے حضور ممدوح آپکی مہربانی آمیز مبارکباد کے بہت ممنون ہین -

مین ہون آپکا دوست صادق

جے - ایس کوئین این

کلکتہ کے اخبار انڈین یونین نے محض بربنار تعصب آپ کے تقرر ججی پر جو نکتہ چینی کی تھی اسکا مدلل اور پُرزور جواب ایک یوروپین نے لکھکر اُسے ساکت کر دیا تھا - اس مضمون کا ترجمہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۵ء مین شایع ہوا تھا -

کتب قانونی سمجھنے کے لایق آپکو کافی انگریزی آتی تھی تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ ممالک مغربی وشمالی و اودھ مین آپ ہی پہلے شخص تھے جو ولایت مین یا انگریزی تعلیم پائے بغیر اس عہدہ پر مامور کیے گئے تھے -

علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۵ء مین مولوی صاحب کی سب ججی سے رائے بریلی کی ڈسٹرکٹ ججی پر روانہ ہونیکا حال تفصیل سے

لکھا گیا ہی جسکے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ آپ نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۵ء کو سب ججی علیگڈھ کا جائزہ رائے الیسری پرشاد کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز علیگڈھ کی ہندو مسلمان وکلاء کی جانب سے مولوی صاحب کو الوداعی دعوت دیگئی جسمین نہایت گرمجوشی کیساتھ جام صحت پیے گئے اور وکلا نے خوب خوب تقریرین کین۔ پھر ۲۱ اپریل کو انسٹیٹیوٹ ہال مین ضلع علی گڈھ اور بلندشہر کے روسا کی جانب سی آپ کو ڈنر دیا گیا جسمین تقریباً ۳۰ یوروپین اور ہندوستانی جنٹلمین شریک تھے ۲۲ اپریل ۱۸۸۵ء کو مولویصاحب علیگڈھ سے لکھنو روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر آپ کی مشایعت کیلیے بہت سے عہدہ دار و معززین موجود تھے۔

تمغہ عطا کا ملنا۔

جب آپ لکھنؤ مین تشریف فرما ہوئے تو ۲۵ اپریل ۱۸۸۵ء کو نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ایک خاص جلسہ مین آپ کو سی۔ ایم۔ جی کا تمغہ عطا فرمایا۔ اس جلسہ مین جوڈیشل کمشنر اور صاحب کمشنر انگریزی اور ہندوستانی خاص خاص عہدہ دار نیز وکلا اور روسا اودھ کے کثیر التعداد شریک تھے۔ مولویصاحب موصوف نے ایک فصیح معنی خیز و مختصر اسپیچ مین حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند اور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا شکریہ ادا کیا۔

اودھ کمیشن کی طرف سے ڈنر۔

اُسی روز شام کو قیصر باغ کی بارہ دری مین اودھ کمیشن کے ہندوستانی عہدہ داران و وکیلون اور ہندو و مسلمان روسا نے مولویصاحب کو پرتکلف جلسہ ڈنر دیا جسمین یوروپین اور ہندوستانی دونو بلائے گئے تھے اور شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر

سابق شاہ اودھ کے بھائی اس جلسہ کے چیرمین بنائے گئے تھے۔
منشی صفدر حسین خانصاحب تعلقدار و سب جج ہردوئی اور مولوی سید فرید الدین احمد خان
بہادر سب جج نے تقریرین کین۔ ان دونون صاحبون نے مولویصاحب کی
اُن لیاقتون کا ذکر کیا جسکی وجہ سے گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ ججی کے لیے اُن کا
انتخاب کیا تھا۔ جنکا جواب مولوی صاحب نے ایک فصیح اسپیچ مین دیا۔ یہ سب
حالات مفصل طور پر علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۸- اپریل ۱۸۸۵ء اور غالباً
اودھ اخبار لکھنؤ مین بروقت چھپے تھے۔

انجام دہی فرائض

غرض آپنے اس خدمت کے فرائض نہایت لیاقت کیساتھ انجام دیلے
آپ کے فیصلونکو قانون دان اصحاب اور ہائیکورٹ کے جج بڑی وقعت کی
نظر سے دیکھتے اور آپکی قانونی لیاقت و معلومات کا اعتراف کرتے تھے۔
سشن جج کی حیثیت سے تین اضلاع کے یوروپین ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور
جملہ ہندوستانی عہدہ دار آپکے تحت مین تھے۔

حصول پنشن

باوجود اسکے کہ آپکے دماغی و جسمانی قوی ابھی بہت اچھے تھے اور اگر آپ
چاہتے تو عرصہ تک اپنی خدمت پر رہ سکتے تھے لیکن آپ نے زندگی کے
بقیہ دن یادِ خدا مین بسر کرنے اور ماتحت عہدہ دارونکی ترقی نہ رکنے کے خیال سے
۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو وظیفہ لیکر خدمت سے علحدگی اختیار فرمائی۔ اُسی مہینہ مین آپکے
قدیم عنایت فرما سر آکلنڈ کالون بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی بھی وظیفہ

لے کر ولایت جانیوالے تھے اسیلئے آپ اُنسے ملاقات کرنے اور اُنکو الوداع کہنے کیلیے ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کو الہ آباد تشریف لے گئے۔

آپکی علیحدگی پر لفٹننٹ گورنر کا تاسف

سر آکلنڈ کالون نے آپکی خدمت سے کنارہ کشی اختیار کرنیکا ارادہ سنکر اظہار تاسف کیا تھا اور ایک چھٹی مین آپ کو لکھا تھا کہ "مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنی جلدی خدمت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہین لیکن ایک زمانہ دراز تک قابلِ قدر خدمات کی انجام دہی کے بعد آپنے آرام پانیکا استحقاق پیدا کرلیا ہی"۔ چنانچہ چھٹی مذکور کی نقل یہ ہی:۔

گورنمنٹ ہاؤس۔ نینی تال

۲۶ ستمبر ۱۸۹۲ء

لفٹننٹ گورنر کی چھٹی

"مائی ڈیر سمیع اللہ خان

آپکی چھٹی مورخہ ۲۳ ستمبر موصول ہوئی۔ کاغذات کے پہنچتے ہی مین آپ کی درخواست پنشن کا تصفیہ کردونگا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنی جلدی خدمت سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہین۔ لیکن آپ نے بہت برسونکی قابل قدر خدمت کے بعد آرام پانیکا استحقاق پیدا کرلیا ہی۔

شرح دستخط

اے۔ کالون

پائونیر کا ایک نوٹ

پائونیر مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۸ء لکھتا ہی کہ "یہ عجیب اتفاق کی بات ہی کہ جسطرح آپ کی اور سر آکلنڈ کالون کی آفیشل زندگی کا ایک ہی زمانہ مین خاتمہ ہوا تھا

اسیطرح آپ دونو کو سفر آخرت بھی قریب ہی زمانہ مین پیش آیا چنانچہ علی گڈھ کالج ان دونو کی تعزیت مین ایک ہی دن بتاریخ ۹ ۔ اپریل ۱۹۰۸ء بند کیا گیا۔

آپکی علحدگی پر عموماً اظہار افسوس۔

آپ نے اپنی ملازمت کا زمانہ نہایت عزت و وقعت اور ہر دلعزیزی کیساتھ بسر کیا۔ اور جب عام طور پر یہ معلوم ہوا کہ آپ خدمت سے کنارہ کشی کرنیوالے ہین تو اس کے متعلق عموماً اظہار رنج و افسوس کیا گیا اور آپکی خدمات کا ملک کے نامی گرامی اخبارون مین موثر طریق پر اعتراف کیا گیا۔

آپکی علحدگی پر پایونیر کی رائے

چنانچہ ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کے پایونیر مین آپکے وظیفہ پر علیحدہ ہونیکے متعلق مندرجۂ ذیل نوٹ لکھا گیا:۔

"صوبۂ ہذا کے صیغۂ عدالت کو اس ہفتہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب سی ایم۔ جی۔ سشن جج رائے بریلی کے وظیفہ پر علیحدہ ہونیسے سخت نقصان پہنچیگا جو بیس سال کی ملازمت کے بعد اب اپنی خدمت سے کنارہ کشی کرنیوالی ہین۔ سب ججی کی حیثیت سے خدمت شروع کر کے آپ تھوڑے ہی عرصہ مین تمام سب ججون سے سبقت لیگئے تھے۔ اور جسوقت لارڈ نارتھ بروک کو اپنے ساتھ ایک ہندوستانی کو مصر لیجانیکی ضرورت ہوئی تو اُسکے لیے آپ ہی کا انتخاب ہوا تھا۔ آپنے مصر مین بڑی عمدگی سے کام کیا اور وہانسے واپس آنے پر پہلے ہی وہلہ مین آپکو سر الفرڈ لائل نے اودھ کی ججی کے لیے منتخب فرمایا۔ صوبۂ ہذا کے بہت سے مسلمانون کا نام لینا جو بلحاظ قابلیت و خصوصیات آپکی

جانشینی کیلیے موزون سمجھے جاسکین اسوقت آسان کام نہ ہوگا۔"

ضلع رائے بریلی کو انکی مفارقت کا افسوس۔

خاصکر ضلع رائے بریلی مین آپکی جدائی پر بالعموم اظہار رنج و قلق کیا گیا تھا اور آپکے اعزاز مین دیسی اور یوروپین اصحاب نے مختلف پارٹیان دی تھین چند پارٹیون کا ذکر مارننگ پوسٹ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۹۲ء سے اخذ کر کے ذیل مین درج کیا جاتا ہے :-

شہزادہ شہدیو سنگھ کیجانب سے الوداعی ڈنر۔

"پرنس شہدیو سگھ نے جو سکھونکے شہزادے اور رائے بریلی مین سکونت پذیر تھے آپ کو الوداعی ڈنر دیا تھا جسمین ضلع رائے بریلی کے کل عدالتی عہدہ دار مدعو کیے گئے تھے۔ یہ ڈنر ۱۱ نومبر کی شب کو ہوا تھا۔

وکلاء بریلی کیطرف سے رخصتی ضیافت

۱۲ نومبر ۱۸۹۲ء کو آپکے آنر مین وکلاء رائے بریلی کی طرف سے مسٹر ڈی-سی بیلی ڈپٹی کمشنر رائے بریلی کی کوٹھی پر پرتکلف ڈنر دیا گیا تھا جسمین ضلع کے عہدہ دار وکلا رؤسا شریک تھے۔ ۱۴ نومبر کو سہ پہر کے وقت مقامی عہدہ داران ہندوستانی کیطرف سے پارٹی دیگئی۔

ڈپٹی کمشنر کیجانب سے رخصتانہ پرتکلف

۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو مسٹر ڈی-سی-بیلی ڈپٹی کمشنر رائے بریلی نے آپ کو وداعی ضیافت دی تھی۔

رانی صاحبہ تلوئی کیطرف سے دعوت۔

سب کے اخیر مین مگر نہایت پرتکلف دعوت رانی صاحبہ تلوئی کی جانب سے رائے بریلی کے ٹاون ہال مین ہوئی تھی جسمین تمام یوروپین اور ہندوستانی عہدہ دار شریک تھے۔ اور روشنی و آتشبازی کا عمدہ طور پر انتظام کیا گیا تھا۔

تفویض جائزہ

۱۵ نومبر ۱۸۹۲ء کو مسٹر جے۔ ایس ہناگن J. S. Hannagan کو

آپ نے اپنی خدمت کا جائزہ دیدیا۔

الہ آباد کو روانگی۔

جائزہ دینے کے دوسرے ہی روز یعنے ۱۶ نومبر ۱۸۹۲ء کو آپ رائے بریلی سے براہ فتح پور الہ آباد روانہ ہوگئے۔

سرکار مین اعزاز و رسوخ

آپکا سرکار مین اسقدر اعزاز و رسوخ تھا کہ آپ مسلمانان ہند کے دیگر سر برآوردہ قائم مقامونمین سے ایک تسلیم کیے جاتے تھے اور سرکاری دعوتون جلسون اور دربارون مین آپکو دعوتِ شرکت دیجاتی تھی۔

دربارونکی شرکت۔

چنانچہ ۱۸۷۵ء مین ملک معظم قیصر ہند کی شہزادگی ویلز کے زمانہ مین آپ کی تشریف آوری ہندوستان کی تقریب مین جو دربار لیوی ۲۶ جنوری ۱۸۷۶ء کو آگرہ مین ہوا تھا اُسمین اور جو دربار دہلی مین منعقد ہوئے اُنمین اور نیز دہلی کے دربار قیصری جو ۱۸۷۷ء مین منعقد ہوا تھا۔ آپکو شرکت کا فخر بخشا گیا تھا اور آپ کو دربار آخر الذکر مین سند بھی عطا ہوئی تھی اِسکے علاوہ اور سب دربارون اور لیویونمین وقتاً فوقتاً شریک ہوا کیے۔ یہانتک کہ یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام دہلی لارڈ کرزن وائسرائے ہند نے جو ملک معظم قیصر ہند کی تاجپوشی کا دربار منعقد کیا تھا اُسمین بھی آپ کو شریک ہونیکا اعزاز حاصل ہوا تھا۔ ماورا انکے وقتاً فوقتاً جو جلسے اور دربارمین ہوتی رہتی تھین اُنمین بھی آپ شریک کیے جاتے تھے۔ چنانچہ جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند وکٹوریہ آنجہانی کی جوبلی پنجاہ سالہ و جوبلی شصت سالہ کے سرکاری جلسونمین بھی آپ شریک کیے گئے تھے اور جوبلی آخر الذکر کے موقع پر آپ اُس ڈیپوٹیشن مین

بھی شریک تھے جو شملہ پر ہندو مسلمانوں کی جانب سے متفقہ طور پر حضور وائسرائے کی خدمت میں بغرض ادائی تہنیت حاضر ہوا تھا۔

بعض متفرق دعوتی جلسوں کی فہرست درج کیجاتی ہی جنمیں مولوی صاحب مدعو کیے گئے تھے۔ لیکن یہ غیر مکمل ہے۔

درباروں کی فہرست

۱- ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی لیوی بمقام آگرہ۔ ۲۶ جنوری ۱۸۷۶ء

۲- جلسہ عطائے سند دربار قیصری دہلی۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء

۳- دربار لفٹنٹ گورنر بمقام آگرہ ۱۰ فبروری ۱۸۷۹ء

۴- دعوت جلسہ بال وائسرائے بتقریب سالگرہ ملکہ معظمہ یکم جون ۱۸۹۳ء

۵- دربار لیوی وائسرائے۔ ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء

۶- جلسہ بال وائسرائے بتقریب سالگرہ ملکہ معظمہ۔ ۳۱ مئی ۱۸۹۴ء

۷- مارشنس آف لینسڈون جلسہ بال بمقام وائسریگل لاج شملہ۔ ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء

۸- وائسرائے کا دربار لیوی بمقام آگرہ۔ ۲۵ اکتوبر ۱۸۹۵ء

۹- مارشنس آف لینسڈون جلسہ بال بمقام وائسریگل لاج شملہ ۱۳ جولائی

۱۰- دعوت ڈنر لفٹنٹ گورنر پنجاب بمقام بارنس کورٹ شملہ ۲۵ جولائی

۱۱- ایوننگ پارٹی منجانب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی بمقام گورنمنٹ ہاؤس۔ ۴ جنوری

۱۲- ایوننگ پارٹی بتقریب ڈائمنڈ جوبلی ۲۳ جون ۱۸۹۷ء

باب پنجم

قومی تعلیم اور رفاہ عام کے کامون سے دلچسپی اور صلح کل مسلک

حب قومی

مسلمانانِ ہند کو آپ سے زیادہ گرویدگی اس وجہ سے تھی کہ آپ مسلمانوں کی حرمان نصیب قوم کا درد اپنے دلمین رکھتے تھے اور آپ اس قوم کو قعر نکبت اور تاریکی جہالت سے نکالنے کی دھن مین ہمیشہ لگے رہتے تھے۔

عربی مدرسہ کا قیام۔

چونکہ مولوی صاحب کو اول تو خود ہی علوم عربی کی تعلیم کا بہت شوق تھا۔ دوسرے یہ بات بھی آپ کے مرکوز خاطر تھی کہ عامۃ المسلمین مین عربی درس و تدریس کا رواج ہو چنانچہ بمقام دہلی تقریباً سنہ ۱۸۶۲ء مین ایک بڑی شان کا مدرسہ جاری کیا تھا۔

مدرسین کا تقرر۔

مولوی سدید الدین خانصاحب جو کلکتہ کے مدرسہ مین رئیس المدرسین کی خدمت پر مامور تھے اور پنشن لیکر دہلی چلے آئے تھے بمشاہرہ سو روپیہ ماہوار اس مدرسہ کے مدرس اول مقرر کیے گئے۔ انکے علاوہ مدرس دوم ایک فاضل اجل مولوی محمد علیصاحب اور ایک دوسرے مدرس مولوی محمد احمد صاحب مقرر کیے گئے۔ یہ سب کے سب صاحب تقوی اور دیندار تھے۔

مدرسہ کے واسطے نواب امین اللہ خان عرف اموجان نے اپنا ایک عالیشان مکان اول بلاقی بیگم کے کوچہ مین بے کرایہ دیا اور پھر دریا گنج مین

ایک حویلی بلا کرایہ دی۔

مصارف مدرسہ

اس مدرسہ مین کئی جلسے بڑی دھوم دھام کے ہوئے جنمین مولویصاحب نے فصیح و بلیغ تقریرین کین۔ اس مدرسہ کا خرچ دوسو روپیہ ماہوار کے قریب تھا اور اُسکا انتظام چندہ سے تجویز کیا گیا تھا مگر چندہ کی رقم کم وصول ہوتی تھی اور اسکے اخراجات کا بار زیادہ مولوی صاحب ہی کو برداشت کرنا پڑتا تھا جب مولوی سدید الدین خانصاحب ریاست رامپور مین وہان کے مدرسہ کے انتظام ونگرانی کیلیے طلب کر لیے گئے تو اُنکے چلے جانے سے منتہی طلبہ کی تعداد کم ہوگئی۔ اس مدرسہ کے طالب علمون مین سے محمد عمر نامے ایک طالب علم منطق وفلسفہ مین ایسا ماہر تھا کہ مناظرہ مین اُس سے کوئی بازی نہین لیجا سکتا تھا شروع مین امید کی گئی تھی کہ اس مدرسہ کے لیے ریاست الور سے نواب امین اللہ خان کے ذریعہ سے جو وہان وزیر تھے کوئی معقول امداد مقرر ہوجائیگی لیکن یہ امید بر نہ آئی۔ اور اہل شہر سے بھی کوئی شخص ایسا نہ نکلا جو اسکی کفالت کرتا۔ دہلی کے آدمیون کو تو تحصیل علم کا مطلق شوق نہ تھا۔ پردیسی طلبہ اسمین آکر پڑھتے تھے چونکہ غدر کے بعد اہل دہلی کو ایسا مقدور نہ باقی رہا تھا کہ وہ اب بھی پہلے کی طرح اُن کی گزر اوقات کا انتظام کرتے اسیلیے باہر سے بھی طلبہ کا آنا بند ہوگیا اور مولوی صاحب کو بھی بوجہ پیشۂ وکالت زیادہ تر آگرہ مین قیام کرنا ہوتا تھا۔ ان تمام اسباب کے جمع ہوجانے سے یہ مدرسہ بالآخر ٹوٹ گیا

۹-۱۸۶۸ء مین بند ہو گیا۔

مدرسۃ العلوم علیگڈہ کی قیام مین کوشش اور اعانت۔

مولوی سید احمد خانصاحب کے دل مین ایک عرصہ سے مسلمانون کی اعلی تعلیم کے لیے عمدہ اور قابل اطمینان انتظام کرنیکی خواہش موجزن تھی۔مولویصاحب نے اُنکے خیال کی تائید کر کے اس کوشش مین اُنکا پورے طور پر ساتھ دیا اور اپنی نیک و مفید مشورون سے اُنکی ہمت بندھوائی۔اس مقصد کے حاصل کرنیکے لیے سید احمد خانصاحب نے جو صدر کمیٹی بنارس مین قائم کی تھی ۱۳ اگست ۱۸۷۳ء اور ۲۱ دسمبر ۱۸۷۳ء کو علیگڈہ مین اُسکی سب کمیٹی کے اجلاس منعقد ہوئے جسکے سکرٹری مولوی صاحب تھے اور ان اجلاسونمین بلند شہر اور علی گڈہ کی بہت سے سربر آوردہ اور معزز حضرات شریک تھے۔ان مین مولوی صاحب نے تقریرین کین اور اُن تقریرون مین مدرسۃ العلوم مجوزہ کے ماتحت مدرسہ جاری کرنے کی تحریک کی چنانچہ اجلاس آخر الذکر مین آپ نے فرمایا تھا کہ "مدرسۃ العلوم کی مخالفت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسکے رفع کرنیکی کوئی تدبیر اس سے بہتر نہین کہ ایک ماتحت مدرسہ بطور نمونہ کے علیگڈہ مین قائم کیا جائے جسکے طریقۂ تعلیم سے لوگون پر ظاہر ہو جائے کہ جو تعلیم صدر کمیٹی بنارس نے تجویز کی ہے وہ کسی طرح اصول اسلام کے برخلاف نہین ہے"۔ آپکی یہ تجویز بالاتفاق پسند کی گئی۔اور اس جلسہ مین جو بعض علماء اہل اسلام شریک تھے اُنھون نے اُس طریقۂ تعلیم کی نسبت جو مولوی صاحب نے اُس جلسہ مین بیان فرمایا تھا تسلیم کیا کہ خلاف شرع

نہین ہے۔ چنانچہ اسکا نیک نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ بمقابلہ اور سب کمیٹیون کے اس جلسہ مین چندہ زیادہ مقدار مین لکھا گیا سب کمیٹی کی اس تجویز کو صدر کمیٹی بنارس نے پسند کر کے مولوی صاحب سے درخواست کی جو اُس زمانہ مین علیگڈھ کے سب جج تھے۔ کہ علیگڈھ مین مدرسہ ماتحت جاری کیا جائے۔ مولوی صاحب نے قیام مدرسہ کے متعلق صدر کمیٹی کے مقاصد کو نہایت کوشش اور جانفشانی سے انجام دیا۔ بالآخر مولویصاحب کی سعی مشکور ہوئی اور ۲۴ مئی ۱۸۷۵ء کو جو ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دن تھا ایک جلسہ مین جو بصدارت مولوی محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر علیگڈھ و رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڈھ منعقد ہوا تھا مدرسہ کے افتتاح کی رسم ادا کیگئی اس موقع پر مولوی سید احمد خان صاحب بھی بنارس سے تشریف لائے تھے۔

مدرسہ کے افتتاح کے بعد یکم جون ۱۸۷۵ء سے اسمین جماعت بندی کے ساتھ تعلیم بھی شروع ہوگئی۔

سید صاحب کا پہلا لاہور کا سفر

سید احمد خانصاحب نے مدرسۃ العلوم کو ترقی دینے اور اُسکو کامیاب بنانیکے لیے زندہ دلان پنجاب سے مدد و اعانت حاصل کرنے کی غرض سے لاہور کا جو پہلا سفر ۱۸۷۳ء مین کیا تھا اُسمین سید محمود صاحب۔ خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل میر ظہور حسین صاحب وکیل۔ سید زین العابدین صاحب۔ مرزا عابد علی بیگ صاحب وغیرہ کے علاوہ آپ بھی مع اپنے فرزند حمید اللہ خانصاحب کے اُن کے ہم سفر تھے۔

چونکہ قیام مدرستہ العلوم کے زمانہ مین آپ علیگڈھ مین سب جج کی حیثیت سی تشریف رکھتے تھے اور آپ کی پابندی شرع اور حسن اخلاق و نیک سیرتی کی باعث عامتہ المسلمین پر آپ کا بہت اچھا اثر تھا اسیلئے سید احمد خانصاحب نے مدرستہ العلوم کے لیے علیگڈھ کو منتخب فرمایا تھا اور حق یہ ہے کہ قیام مدرستہ العلوم کے متعلق آپ سے جسقدر مدد و امداد پہونچنے کی توقع تھی اُس سے بڑھکر آپ نے اُسمین مدد و اعانت فرمائی۔

قیام مدرسہ کی تجویز کا پہلا جلسہ

جو لوگ مدرستہ العلوم کی ہسٹری سے واقف ہین وہ اس سے انکار نہین کرسکتے کہ آپنے قیام مدرسہ کی تجویز سوچنے کی غرض سے پہلا جلسہ باوجود عام مخالفت کے علیگڈھ مین اپنی کوٹھی پر منعقد فرمایا تھا اور آپ کے ایسا کرنیسے بہت سی مخالفانہ خیال کے لوگون کے خیالات کی اصلاح ہوگئی تھی۔

مختصر یہ ہے کہ اگر ابتدا مین سید صاحب کو آپسے مدد نہ ملتی تو وہ قیام کالج کی متعلق اپنے ارادہ مین ایسی نمایان کامیابی حاصل نہ کرسکتے۔ فی الحقیقت یہ آپ ہی کی مدد اور کوشش تھی جس نے ایک ایسا کالج قائم کرنے مین سید صاحب کو جلد کامیاب کیا جسکی نظیر اسوقت ایشیا بھر مین نہین ہی۔

آپکی سعی و امداد کا سید صاحب کو اعتراف

سید صاحب خود مولویصاحب کی مدد و امداد اور سعی و کوشش کے تہ دل سی معترف تھے چنانچہ ۱۸۷۵ء مین سر ولیم میور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت مین جو اڈریس آنکی تشریف فرمائی مدرستہ العلوم ہونیکے موقع پر

پیش کیا گیا تھا اُس مین سید صاحب نے نہایت صاف دلی سے مولوی صاحب کی نسبت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:-

"کمیٹی کی جانب سے مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر لازم ہے یہ حقیقت مین مولوی صاحب ہی کی کوشش اور توجہ تھی جس سے کمیٹی کو اس کالج کے قائم کرنے مین کامیابی ہوئی۔ اگر مولوی صاحب کالج کا انتظام اپنے ذمہ نہ لیتے اگر مولوی صاحب بورڈنگ ہاؤس کے انتظامی اور تعلیمی امور کی نگرانی نہ کرتے تو کالج کا اتنی جلد کھلنا ممکن نہ تھا"

آپکی نسبت سر ولیم میور کے حوصلہ افزا الفاظ۔

اس اڈریس کے جواب مین سر ولیم میور نے جو تقریر فرمائی تھی اُسمین اُنھون نے آپ کا ذکر ان حوصلہ افزا الفاظ مین کیا تھا:-

"مولوی[1] سمیع اللہ خان صاحب سب جج علیگڈھ دل و جان سے کالج کی ترقی مین ساعی ہین اور کالج نے اسقدر جلد جو ترقی کی ہے اُسمین بڑی حد تک آپ ہی کی سعی و کوشش شریک ہے"

قیام مدرسۃ العلوم کے متعلق آپکی تمام کوشش کا ذکر۔

۱۸۷۷ء مین علیگڈھ کالج کے سالانہ جلسہ کے موقع پر سید صاحب نے کالج کے متعلق جو رپورٹ پڑھکر سنائی تھی اُس مین اُنھون نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ:-

"جس کالج کی رپورٹ آپ حضرات کو پڑھکر سنائی گئی ہے یہ مولوی سمیع اللہ خان صاحب کے

---

[1] دیکھو انگریزی لایف سید احمد خان مصنفہ کرنل گریہم کا صفحہ ۲۵۸۔

مستقل ارادہ اور صحیح رائے کی بدولت قائم ہوا ہی- کالج فنڈ کمیٹی جس کے ممبر مولوی سمیع اللہ خان بھی تھے اور جس نے مدرستہ العلوم کے قائم کرنیکا منصوبہ باندھا تھا اُسکی یہ رائے تھی کہ جب تک کافی رقم (۱۵ لاکھ روپیہ) جمع نہ ہوجائے اُسوقت تک مدرسہ یا کالج نہین جاری ہو سکتا- اس رائے سے مولویصاحب نے اختلاف فرمایا اور جب کمیٹی اس اختلاف کی پروا نہین کی تو اُنھون نے مخصوص فیاضی سے کام لیکر ایک فہرست چندہ کھولی اور اپنے پہلے چندہ کے علاوہ اسمین بھی ایک ہزار روپیہ سے چندہ مین شرکت کی- اور اسطرح پر جب روپیہ جمع ہوگیا تو اُنھون نے مدرستہ العلوم قائم کردیا"

خدمات کالج کی متعلق لارڈ رپن کا شکریہ

۸ نومبر ۱۸۸۴ء مین ہز اکسلنسی لارڈ رپن وائسرائے کشور ہند نے کالج فنڈ کمیٹی کی اڈریس کے جواب مین جو تقریر فرمائی تھی اُسمین اُنھون نے آپکی نسبت ارشاد فرمایا تھا کہ "صاحبو کالج ہذا کو مختلف طریق سے جو مدد مولوی سمیع اللہ خانصاحب سے پہنچی ہے اُسکا حال مجھے بھی معلوم ہوا ہی- اُنھون نے کالج کی جو خدمات انجام دی ہین اُنکے لیے اُنکا شکریہ مین اپنی طرف سے اور نیز تمام حاضرین کی جانب سے ادا کرنے کا یہ موقع پاکر بہت خوش ہون"

علیگڈھ کالج آپکی احسانمندی کا زبان حال سے معترف ہے

ان شہادتون کے علاوہ علیگڈھ کالج کے در و دیوار زبان حال سے اس بات کی شہادت دے رہے ہین کہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب نے کالج پر وہ احسانات کیے ہین جنکے شکریہ سے مدۃ العمر قوم عہدہ برآ نہین ہو سکتی

آپکے نام کے اُن متعدد کتبون سے جو علیگڈھ کالج کے مختلف مقامات پر منقوش
ہین ذیل کا کتبہ ناظرین کی آگاہی کے لیے درج کیا جاتا ہے:-

علیگڈھ کالج مین آپکے نام کا کتبہ

"ترقی خواہان قوم اگرچہ از چند سال درپے قیام این مدرسہ کہ ذریعہ سود وبہبود
قومی است وبجہت تعلیم وتربیت اطفال نعمت غیر مترقبہ صرف ہمت میکردند۔ مگر
اجرائی آن بحیز تاخیر می افتاد۔ جناب مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر رئیس دہلی
جرأت وہمت را بکار بردند وبتاریخ بست وچہارم مئی ۱۸۷۵ء کہ روز سعید سالگرہ
ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند بود این مدرسہ را اجرا فرمودند۔ تمامی ممبران کمیٹی مدرسۃ العلوم
مشکور وممنون شان بودہ اند وباظہار شکرگزاری خود با این لوح را نصب مینمایند
واین منزل را بنام نامی جناب ممدوح موسوم می سازند"

اسماء معاونین مدرسہ۔

سید صاحب کے حالات زندگانی مصنفہ کرنل گریہم (بزبان انگریزی) کے
صفحہ ۲۰۷ پر لکھا ہی کہ:-
"لکچر کے کمرہ کی چار دیواری پر سنگ مرمر کی چار سلین نصب ہین جنمین سی دو پر
کالج کے بہت بڑے معاونین کے نام کندہ ہین اور دو لوحین کالج کے آنیوالے
محسنون کے لیے چھوڑ دیگئی ہین۔ جن چار حضرات کے نامون کا یہان ذکر کیا
گیا ہے یہ ہین:-
مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی۔ایم۔جی جو لارڈ نارتھ بروک کیساتھ مصر تک
گئے تھے اور سید احمد خان کے قوت بازو تھے۔

راجہ سید باقر علیخان - سی - آئی ای - ایک ذی مرتبت شیعہ۔

کنور لطف علیخان ایک معزز راجپوت خاندان کے ممبر جو کئی پشتون سے دائرہ اسلام مین داخل ہو چکے ہین۔

مولوی سید مہدی علی نظام گورنمنٹ حیدر آباد کے فنانشل سکرٹری۔

سکونتی کوٹھی۔

اس بات کا اظہار اس موقع پر بیجا نہ ہوگا کہ اسوقت (۱۹۰۶ع) تک جس بنگلہ مین کالج کے متعدد کلاسون کو درس دیا جاتا ہے وہ بوقت قیام مدرسہ مولویصاحب کی رہنے کی کوٹھی تھی اور قیام مدرسہ کی تجویز سوچنے کے لیے رؤسا علیگڈہ کی جو سب سے پہلی کمیٹی منعقد کی گئی تھی وہ بھی اسی مین منعقد ہوئی تھی اور مدرسۃ العلوم کے طلبہ مین سب سے پہلے رجسٹر مین جو نام اول درج کیا گیا تھا وہ آپ کے بڑے فرزند محمد حمید اللہ خان صاحب کا تھا جو اسوقت حیدر آباد مین چیف جسٹس کے عہدہ پر ممتاز ہین۔

ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت

مسلمانان ہند کی تعلیم کے مسئلہ کے متعلق بمقام علی گڈھ ڈسمبر ۱۸۸۶ع مین محمڈن ایجوکیشنل کانگرس (جسکا نام بعد مین "محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس" سے تبدیل ہوا) کا جو پہلا جلسہ منعقد ہوا تھا اُسکی صدارت بھی آپ ہی نے فرمائی تھی۔

بورڈرونکے ساتھ بزرگانہ برتاؤ۔

علیگڈہ کالج کے وہ قدیم طالب علم جنکو مولوی صاحب کے انتظام واہتمام کی زمانہ مین بورڈنگ ہاؤس مین رہنے کا اتفاق ہوا ہی پورے طور پر واقف ہونگے کہ آپ بورڈرونکے ساتھ کس بزرگانہ شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے اور انکی

دُکھ درد مین کس دلسوزی سے شریک ہوتے تھے۔ اگر اجیانا کوئی بورڈر بیمار پڑجاتا
تھا تو آپ والدین سے بڑھ کے اُسکی غور و پرداخت اور دلداری فرماتے تھے۔
اپنے ہاتھ سے دوا پلاتے تھے۔ رات دن مین کئی کئی مرتبہ اُسکے پاس تشریف
لیجاتے تھے اور دیر تک اُسکے پاس ٹھہرے رہتے تھے۔ المختصر آپ نے اپنی
عمدہ برتاؤ اور حُسن اخلاق سے طالب علمون کے دل مُٹھی مین لے رکھے تھے
بورڈرونکے دلون مین بھی آپ کی سچی وقعت و بے ریا محبت تھی۔

طلبہ کالج سے مولوی صاحب کا برتاؤ۔

ٹرسٹی مدرسۃ العلوم ہونیسے انکار کرنیکے بعد بھی آپ کالج کی طلبہ سے
عزیزانہ و بزرگانہ برتاؤ فرماتے تھے۔ جہان کہین مدرسۃ العلوم کے طالب علم آپکو
مل جاتے تھے تو اُنکو دیکھکر آپ خوش ہوتے تھے۔ سُنا ہی کہ جب ۹۵ء
مین آپ کو نواب سر وقار الامرا مدار المہام وقت نے سرکاری طور پر دعوت دیکر
حیدرآباد بُلایا تھا تو آپ نے مدرسۃ العلوم علی گڈھ کے قدیم طلبہ مقیم حیدرآباد پر
بزرگانہ شفقت فرماکر اُنکو جلسۂ ایٹ ہوم مین طلب فرمایا تھا اور ہر ایک سے بڑی
اخلاق اور تپاک سے ملے تھے۔ اور زمانۂ قیام علیگڈھ مین ہر روز مدرسہ کے
لوگ اور طالب علم اُنسے مشورہ اور امداد کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔

مدرسۃ العلوم کی ترقی و بہبود کا خیال۔

اگرچہ مولوی صاحب اپنے انتقال سے کئی سال قبل بپابندی قواعد جدید
مدرسۃ العلوم کے ٹرسٹی بننے سے دو مرتبہ انکار فرماچکے تھے لیکن حسب دستور قدیم
آپ مدرسہ کو اپنے نیک اور مفید مشورون سے برابر فائدہ پہنچاتے تھے۔

مدرسۃ العلوم کے ایک سچے خیر خواہ اور دلی معاون کی طرح آپ اُن بھلے اور برے اثرات سے متاثر ہوتے رہتے تھے جو وقتاً فوقتاً اُس پر مترتب ہوتے تھے اُسکی ترقی وکامیابی کا حال سُنکر آپ کو جسقدر خوشی اور مسرت ہوتی تھی اُسیقدر اُسکے خلاف کوئی بات سُنکر رنج وملال بھی ہوتا تھا۔

جب ۵ اڈسمبر سنہ ۱۹۰۷ء کو مولوی مشتاق حسین صاحب (نواب وقار الملک بہادر) مدرسۃ العلوم کے آنریری سکرٹری منتخب ہوئے تو اس سے آپ کو بے حد خوشی ہوئی تھی کیونکہ نواب صاحب وہ شخص تھے جو ۱۸۷۵ء مین جبکہ وہ بتعلق ملازمت علیگڈہ مین مقیم تھے۔ قیام مدرسۃ العلوم کی ابتدائی کوششون مین نہایت مستعدی وسرگرمی سے مولوی صاحب کے شریک رہے تھے۔ یہان تک کہ کمیٹیون کی روداد بھی خود اپنے ہاتھ سے قلم بند فرماتے تھے نواب مشتاق حسین صاحب کالج کے انتظامی امور مین ہمیشہ مولوی صاحب سے مشورہ لیتے تھے اور دونو کی پالیسی ہمیشہ ایک ہی قسم کے اسلامی اصول پر مبنی رہی۔ بس اسطرح پر کہا جا سکتا ہی کہ مولوی صاحب کا اثر اسوقت تک مدرسہ مین موجود ہی۔

میور کالج کے مسلمان طلبہ کیلیے بورڈنگ ہاؤس کا افتتاح

آپ نے الہ آباد مین اپنے بڑے صاحبزادے مولوی محمد حمید اللہ خان کی تحریک سے میور سنٹرل کالج الہ آباد کے مسلمان طلبہ کیلیے ایک بورڈنگ ہاؤس کا افتتاح سر آکلنڈ کالون لفٹنٹ گورنر وقت کے ہاتھ سے ۱۱ مارچ ۱۸۹۲ء کو کرایا نخدمت

کنارہ کشی اختیار کرنیکے بعد بھی آپنے اُسکی سرپرستی نہین چھوڑی۔ آپ کے فیض توجہ سے
اس بورڈنگ ہاؤس کو نمایان ترقی ہوئی اور اُسوقت سے ابتک یہ بورڈنگ
مسلمان طلبہ کیلیے بے انتہا آرام دہ اور نہایت مفید ثابت ہوتا چلا آرہا ہی تخمیناً ستر
ہزار روپیہ کی عمارت بن چکی تھی اور تیس ہزار روپیہ کے صرف سے اب ۱۹۰۹ء مین اُسکی
توسیع ہو رہی ہی۔ اسکی دیکھا دیکھی ہندوون نے بھی میور سنٹرل کالج کی متعلق ایک بورڈنگ
ہاوس علیحدہ قائم کرلیا ہی۔ اور دوسرے مقامات پر بھی اسی نمونہ کی بورڈنگ ہاؤس قائم ہوتی جاتی ہین

صلح کل رہنا

جسطرح آپ ترقی تعلیم کے خواہان تھے اُسی طرح آپ اتفاق اور اتحاد کو دل سے
پسند فرماتے تھے۔ آپکا مسلک صلح کل تھا۔ آپ نہ صرف مسلمانون ہی کے
باہمی اتفاق کے خواہان اور اُسمین کوشان رہتے تھے بلکہ آپ ہندو اور
مسلمانون کے اختلاط و ارتباط مین بھی ہمیشہ بجان و دل سعی فرماتے رہتے تھے
بارہا ایسا اتفاق ہوا ہی کہ ہندو مسلمانون کے درمیان غلط فہمی سے تفرقہ پردازی
شروع ہوئی اور وہ آپکی مدبرانہ و ناصحانہ کوشش کے اثر سے بہت جلد نسیاً منسیا
ہوکر باہمی ربط و اتحاد کی صورت مین بدل گئی ہی۔ اور از سر نو میل جول پیدا ہو گیا ہے

ہندو مسلمانونکی باہم [illegible] اختلاط و ارتباط کا قائم رکھنا۔

جو لوگ علیگڈھ کے ہندو مسلمانونکی اُس باہمی کشیدگی و رنجش سے واقف ہین
جو ان دونو کے مذہبی تہوار اور مراسم کے وقت علی الاعلان فتنہ و فساد و شور و
شر کی صورت مین نمایان ہوا کرتی تھی اُنسے یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ یہ سید صاحب
اور آپ ہی کا اثر تھا کہ سنہ ۱۸۸۵ء مین جبکہ محرم اور دسہرہ ایک ساتھ آکر واقع

ہوئے تھے ہندو مسلمانون کو گلے ملا دیا تھا اور ہندو محرم کے مراسم مین اور مسلمان دسہرہ کی تقریب مین شریک ہوئے تھے۔

چنانچہ ان دونو تقریبونکے بخیر و خوبی اور برادرانہ اخلاص و ارتباط کیساتھ انجام پہنچنے کی مبارکباد کیلیے فریقین کی متفقہ خواہش سے جو جلسہ منعقد ہوا تھا اُس مین منشی دھیرج لال صاحب وکیل علی گڈھ نے اس اتحاد و ارتباط کا ذکر اپنی تقریر کے ضمن مین حسب ذیل کیا تھا۔

خلاصۂ تقریر منشی دھیرج لال۔

× × × × × × × خصوصاً سال حال مین یہ بات زیادہ وقعت کیساتھ قدر کرنیکے لائق ہی کہ باوجود اُن فتنہ انگیز افواہون اور دہشت آمیز خبرونکے جو اضلاع قریب کے واقعات سے متعلق عام طور پر مشہور تھین اور خیالات فتنہ انگیزی بر انگیختہ کرنے مین کافی طاقت رکھتی تھین یہان کے باشندون پر انکا کچھ اثر نہین ہوا بلکہ بجای اسکے کہ یہ افواہین باہمی اختلاف بڑھانیکے لیے کوئی اثر پیدا کرتین۔ امسال باہمی اتفاق مین امید سے زیادہ ترقی حاصل ہوئی اور دونو فریق نہایت گرمجوشی اور خوشی کیساتھ ایک دوسرےکے میلون مین شریک ہوتے رہے اور ہر ایک میلہ کی آرایش اور رونق کی ترقی مین باہم گر اظہار خوشی کا کرتے رہے پس اس موقع پر ہم اس بات کے کہنے سے باز نہین رہ سکتے کہ اصول ان تمام عمدہ خیالات اور بنیاد ان سب حسن انتظامات کی وہی اشاعت تعلیم کی ہی جسکی ترقی مین اس ضلع کو بمقابلہ اسکے خاص عزت حاصل ہے اور جسکی اولوالعزمی ہمارے فخر قوم آنریبل سید احمد خان صاحب

سی۔ایس۔آئی۔اور ہمارے مخدوم و معظم جناب محمد سمیع اللہ خان صاحب سی۔ایم۔
جی۔کی دلی توجہ سے روز بروز پھیلتی جاتی ہی اور جہالت کا اندھیرا دور ہوتا جاتا ہی × ہر
اسکے دس گیارہ برس بعد جب ۱۸۹۷ء مین ملکۂ معظمہ قیصر ہند وکٹوریہ آنجہانی کی
شصت سالہ یا الماسی جوبلی منائی گئی تھی تو کمشنری میرٹھ کے ہندو اور مسلمانون نی
تہنیتی اڈریس پیش کرنیکے لیے اپنا اپنا ڈیپوٹیشن شملہ بحضور وائسرائے گورنر جنرل
کشور ہند کی خدمت مین لیجانے کی تجویز کی تھی۔چونکہ اس سے ہندو مسلمانون مین تفریق
اور مغائرت کا خیال پیدا ہوتا تھا اسیلیے آپ نے اسوقت بھی اپنی صلح کل پالیسی
رکھی جسکی وجہ سے ہندو مسلمان بالاتفاق بارگاہ گورنری مین تہنیتی اڈریس پیش کرنیکے لیے گئے۔
غرض آپ قومی اور مذہبی تعصب کو پولیٹکل امور مین کبھی داخل نہین ہونے دیتے
تھے اور جب کبھی ان تعصبات کے باعث مسلمانونکے باہم یا ہندو اور مسلمانون مین آپ کبھی
تفرقہ پردازی کی جانب رجحان دیکھ پاتے تھے تو حتی الامکان اُسکے مٹانے کی
سعی فرماتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی فریق کو آپ سے کسی خاص فریق کی
جنبہ داری کرنے کی شکایت نہین پیدا ہونے پائی۔

ہندو مسلمانون کی تفریق و مغائرت کا انسداد

باب ششم

دیسی ریاستونکی ملازمت

شہرۂ لیاقت

مولوی صاحب کی شہرت صرف برٹش انڈیا تک ہی محدود تھی بلکہ آپکی لیاقت وقابلیت اور خوش تدبیری کا شہرہ دیسی ریاستون مین بھی تھا اور اکثر اوقات دیسی ریاستون سے بڑی بڑی خدمتون پر آپکی طلبی ہوتی تھی لیکن آپ ہمیشہ اُنمین تعلق ملازمت پیدا کرنیسے بچتے رہتے تھے۔ خاصکر ریاست حیدرآباد جسکا سررشتۂ ملازمت دیگر تمام دیسی ریاستونسے ممتاز اور موقر سمجھا جاتا ہے اور اکثر لوگ حیدرآباد کی ملازمت کے شائق رہتے ہین اس مین بھی بارہا آپ سکے لیے چیف جسٹی جیسی اعلیٰ خدمت کیلیے طلبی ہوئی لیکن آپ نے بتعلق ملازمت وہان جانا قبول نہین کیا چنانچہ اسکا مختصر حال ذیل مین درج کیا جاتا ہے

سرسالارجنگ اول کا مولویصاحب کو طلب کرنا

نواب سرسالارجنگ اول مدارالمہام نے حیدرآباد کی میرمجلسی (چیف جسٹی) کیلیے آپکو طلب فرمانیکے ساتھ ازراہ قدردانی یہ بھی وعدہ فرمایا تھا کہ اُنکے فرزند کے نام تین سو روپیہ ماہوار منصب جاری کیے جائینگے اسکے علاوہ اُنکو سرکاری خرچ سے ولایت بھیجکر تعلیم دلائی جائیگی اور جب وہ تعلیم سے فارغ ہوکر واپس آئینگے تو سرکار عالی مین اُنکو کوئی ممتاز خدمت بھی دیجائیگی۔ اس موقع پر مولوی سید مہدی علیصاحب (نواب محسن الملک بہادر معتمد

مالگزاری کی گزارش کا مضمون مع شرح دستخطی خاص نواب سرسالار جنگ اول ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی:-

گزارش مولوی سید مہدی علیخان

"دی روز خط مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب متضمن انکار محض از آمدن اینجا وقبول نوکری این سرکار رسید۔ مولویصاحب موصوف بصراحت تحریر مینمایند که یکهزار وہشت صد روپیہ سکہ حالی را ہم کمتر میدانم و بمقابلہ نوکری اینجا فائدہ متعلقہ خیال نمیکنم ویکهزار وپنجصد روپیہ ہرگز منظور نیست۔ اگرچہ کمترین اطلاع دادہ بودم کہ بعد یکسال سہ صد روپیہ اضافہ خواہد شد۔ مگر مولویصاحب آن را منظور نمینمایند بدانست من این معاملہ را ختم باید کرد وخیال طلب مردم مستغنی المزاج چون مولوی محمد سمیع اللہ خان نباید فرمود۔ سرکار پانزدہ صد روپیہ بلکہ ہم زائد تصور میفرمایند۔ و مولویصاحب ہیجدہ صد روپیہ را ہم کمتر خیال میکنند۔ پس تصفیۂ این معاملہ چگونہ می تواند شد۔ فقط یکم محرم ۱۲۹۵ھ

دستخط مولوی سید مہدی علیصاحب

حکم نواب سرسالار جنگ اول مرحوم

حقیقت این است کہ بنظر حالاتیکہ بسماعت می رسند تصور میکنم کہ فی الحقیقت مولویصاحب لائق اند و در حق ایشان در خصوص لیاقت وغیرہ ہر چہ گفتہ شد بیجا نیست لیکن رعایت مواجب ہائے حالیہ عہدہ داران وغیرہ اینجا ہم ضروریست بہتر این خواہد بود کہ مولوی صاحب رخصت شش ہفتہ یا دو ماہ یا سہ ماہ گرفتہ بیایند اگر صورتے بحسب رضامندی طرفین بر آید کہ از آن اتفاق ماندن مولویصاحب

دراینجا شدن فوائد خوب خواہد شد و الا بدادن کل خرچ سفر آمد و رفت مولوی صاحب مراجعت نمایند که قباحتے نخواہد بود - یکم محرم ۱۲۹۵ھ

شرح دستخط نواب سر سالار جنگ اول مرحوم

حیدرآباد مین آپ کے بلائے جانے کی کارروائی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ رزیڈنٹ وقت سر رچرڈ میڈ نے یکم اگست ۱۸۷۸ع کو سر جارج کوپر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی سے بھی آپکی خدمت مستعار لینے کے متعلق اجازت حاصل کر لی تھی لیکن آپ نے سر سالار جنگ اول کی قدردانی اور توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کر کے برٹش ملازمت سے منتقل ہونیسے انکار کر دیا تھا جیسا کہ ذیل کی سرکاری تحریر اور اسکی جواب سے ظاہر ہوگا۔

روبکار عدالت دیوانی ضلع مراد آباد

روبکار عدالت دیوانی ضلع مراد آباد

باجلاس مسٹر ولمٹ لین بہادر جج — واقع ۲۸ اکتوبر ۱۸۷۸ع

ڈاکٹ صاحب رجسٹرار بہادر ہائی کورٹ نمبر ۱۲۷۰ مورخہ ۱۹ ماہ حال مع نقل چٹھی صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند ممالک مغربی و شمالی نمبر ۳۱۳۴ - الف مورخہ ۱۷ ماہ حال (جسکا ترجمہ درج ذیل ہے) بدین مضمون موصول و ملاحظہ ہوا کہ جج صاحب ماتحت سے بہت جلد کیفیت مطلوبہ گورنمنٹ طلب کر کے بھیج دیجئے - فقط

ترجمہ چٹھی صاحب سکرٹر گورنمنٹ نمبر ۳۱۳۴ موسومہ صاحب رجسٹرار بہادر ہائی کورٹ

بجواب آپکی چھٹی نمبر ۱۶۶۶ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸۷۸ء کے نقل خط وکتابت موصولہ سررشتہ اسسٹنٹ رزیڈنٹ اول حیدرآباد کی آپ کے پاس بھیجی جاتی ہی جسمین گورنمنٹ سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان جج ماتحت مرادآباد کو ایک یا دو برس کی رخصت اس غرض سے دیجاوی کہ وہ ہزہائینس نظام الملک کے یہان امتحاناً مقرر ہون - نواب لفٹنٹ گورنر کو مولویصاحب کو ایک سال کی رخصت بلاتنخواہ عطا کرنے مین کوئی عذر نہ ہوگا لیکن اس سے بیشتر آپ سے یہ درخواست کیجاتی ہی کہ حکام عدالت العالیہ (ہائیکورٹ) مولوی سمیع اللہ خانصاحب سے یہ دریافت کرلین کہ آیا وہ حیدرآباد جانے پر رضامند ہین - لہذا

حکم ہوا کہ

نقل روبکار ہذا اطلاعاً بخدمت جج ماتحت صاحب بہادر مرادآباد مرسل ہو - فقط

روبکار عدالت ججی ماتحت ضلع مرادآباد باجلاس مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر جج ماتحت - واقع ۴ نومبر ۱۸۷۸ء

روبکار صاحب جج ماتحت ضلع مرادآباد -

روبکاری جناب صاحب جج بہادر مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۸۷۸ء - برطبق ڈاکٹ صاحب رجسٹرار بہادر ہائیکورٹ نمبر ۱۴۷۶ مورخہ ۱۹ ماہ مذکور و چھٹی صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند ممالک مغربی وشمالی نمبر ۳۱۳۴ مورخہ ۷ ماہ مذکور اس مضمون سے پہنچی کہ اگر مین حیدرآباد جانے پر رضامند ہون تو پیشگاہ

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سے ایک برس کی رخصت بلا تنخواہ عطا فرمائی جائیگی
بجواب اُسکے ملتمس ہون کہ مجھے معلوم ہوا ہی کہ سرکار نواب نظام الملک میری تنخواہ
الصار... ماہوار سکہ حیدرآبادی جو قریباً مساوی ساڑھے بارہ سو روپیہ سکہ انگریزی کے
ہوتے ہیں مقرر کرنا چاہتی ہے مگر مجکو اس تنخواہ پر حیدرآباد جانا منظور نہین ہے۔

حکم ہوا کہ

نقل اس روبکار کی جواباً خدمت مین جناب صاحب جج بہادر کے مرسل ہو
المرقوم ۴ نومبر ۱۸۷۸ء

دستخط مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب

نواب سر سالار جنگ اول کے بعد نواب سر سالار جنگ ثانی نواب سر آسمانجاہ
اور نواب سر وقار الامرا بھی اپنے اپنے عہد وزارت مین آپ کو عہدۂ میر مجلسی کیلیے
مدعو فرماتے رہے کیونکہ اُنکی نظرون مین بھی آپ سے بڑھکر کوئی ایسا شخص نہین
تھا جو یہان کے عدالتی انتظام کی تنظیم کرسکتا۔

نواب سر سالار جنگ ثانی کا مولوی صاحب کو بلانا

اس موقع پر نواب سر سالار جنگ ثانی عماد السلطنتہ بہادر کا حکم جو اُنھون نے
معتمد پولیٹیکل کو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے تقرر میر مجلسی کے متعلق دیا تھا۔
اور نیز وہ تار جو نواب محسن الملک بہادر معتمد پولیٹیکل نے مولویصاحب کی خدمتمین
بھیجا تھا درج کیا جاتا ہے :۔

حکم نواب سر سالار جنگ ثانی

"معتمد پولیٹکل

حکم نواب سالار جنگ ثانی۔

از تحریر مولوی سید حسین کہ بمن حالا موصول شدہ معلوم میشود کہ حالت حافظ عبدالکریم نہایت خراب بلکہ قریب بمرگ است۔ نہایت افسوس است مگر از قضائے الٰہی چارہ نیست اگر خدا نخواستہ حافظ صاحب انتقال نمایند ضرور است کہ بر عہدۂ ایشان شخصے لائق و قابل کار میر مجلسی عدالت العالیہ کہ بمنزلہ چیف جسٹس ہائیکورٹ میباشد مقرر کردہ شود۔ و میخواہم کہ مولوی سمیع اللہ خان را اگر ایشان قبول نمایند عہدۂ مذکورہ آفر نمایم۔ آن مہربان در صورت وفات حافظ صاحب از مولوی سمیع اللہ خان بذریعۂ تار برقی استفسار نمایند کہ آیا ایشان عہدۂ مذکور بمشاہرہ دو ہزار و پنجصد روپیہ حالی قبول خواہند نمود یا نہ۔ اگر قبول نمایند مراد ما حاصل و دل ما شاد۔ والا ضرور خواہد بود کہ برائے شخص دیگر تجویز کردہ شود۔ در صورت اقبال ضرور خواہد بود کہ مولوی سمیع اللہ خان بعجلت خود را در این جا برسانند۔

مورخہ ۵/۶/۴

شرح دستخط نواب عماد السلطنۃ

ترجمہ تار برقی

بخدمت مولوی سمیع اللہ خان بہادر مراد آباد

منجانب مہدی علی حیدر آباد ۲۹ اگست ۱۸۸۴ء

"سرکار مدار المہام کو آپ کا جواب مطلوب ہی اور خواہش فرماتے ہین کہ آپ اپنی رائے بدلین - اگر ہائیکورٹ سے اس بارہ مین آپ سے استفسار کیا جائے تو میرے خط کے پہنچنے تک جواب نہ دینا۔"

متعمد صاحب پولیٹیکل کا تار۔

نواب عماد السلطنت کے بعد جب نواب سر آسمانجاہ بہادر مدار المہام ہوئی تو انھون نے بھی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مولوی صاحب کی لیاقت و قابلیت کا شہرہ سُنکر انکو حیدر آباد ہائیکورٹ کی میر مجلسی کے لیئے بلانا چاہا - اور پھر اُسنکے بعد جب نواب سر وقار الامرا بہادر خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے تو انھون نے بھی مثل اپنی پیشروونکے مولوی صاحب کی لیاقت و قابلیت کی قدردانی فرماکر انھین حیدر آباد کی ہائیکورٹ کی میر مجلسی پر بلانے کی کوشش فرمائی - مولوی صاحب ہمیشہ حضور نظام خلد اللہ ملکہ اور مدار المہامان ریاست کی قدردانی اور یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرکے اس خدمت کے قبول کرنیسے معافی چاہتے رہے اور خیرخواہانہ مشورہ دینے پر آمادہ و تیار رہے -

دیگر وزرائے حیدر آباد کو مولوی صاحب کی طلبی کا خیال۔

اسکو حسن اتفاق سمجھنا چاہیے کہ جس خدمت کے لیے مولوی صاحب کی اسقدر ضرورت تھی اُسی خدمت پر حضرت اقدس و اعلی حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے بکمال قدردانی و بندہ پروری اُنکے خلف الصدق کو ممتاز فرمایا ہی - یہ عزت بھی گویا مولوی صاحب ہی کو حاصل ہوئی۔

مولوی صاحب کی ایک چٹھی جو ۲۲ مارچ ۱۸۹۴ء کے پایونیر مین شایع ہوئی تھی چونکہ اُس سے ایک حد تک طلبی حیدر آباد کے واقعات پر روشنی پڑتی ہی اسیلیے

مولوی صاحب کی ایک چٹھی مندرجہ پانیر سے اقتباس

اُسکا اقتباس ذیل مین درج کیا جاتا ہی :-
"چونکہ آپکے حیدرآبادی نامہ نگار نے میرے نام کو اُن ریمارکس کے ساتھ جو
۱۸ مارچ کے پایونیر مین شایع ہوئے ہین پبلک کے سامنے پیش کیا ہی۔ لہذا مین
امید کرتا ہون کہ آپ مجھکو حیدرآباد کے ہائیکورٹ کی چیف جسٹسی کی خدمت پر
میرے مجوزہ تقرر کے متعلق اصلی واقعات کے اظہار کی اجازت دینگے۔
شائد یہ آپ کے نامہ نگار کو معلوم نہین ہی کہ مین نے خود اس منصب جلیلہ کی
حاصل کرنے کی کبھی خواہش یا کوشش نہین کی بلکہ بخلاف اسکے سالہا سال قبل
حیدرآباد کے روشن خیال مدار المہام سر سالار جنگ اول نے بطور خود یہ
خدمت مجھے پیش فرمائی تھی۔ اُس زمانہ مین مین صرف ایک سب جج تھا گورنمنٹ
نظام نے مجھکو اُسوقت کی تنخواہ سے المضاعف تنخواہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا
اسکے بعد اُن ہی مدار المہام نے پھر دوبارہ حیدرآباد کی چیف جسٹسی کی خدمت مجکو پیش
کی اور اسکے ساتھ ترغیب کے طور پر یہ اضافہ فرمایا تھا کہ گورنمنٹ نظام میرے بڑے
لڑکے کے نام مادام الحیات تین سو روپیہ ماہانہ کا منصب مقرر فرمائیگی۔ اور اُسکی
تعلیم ولایت کے تمام اخراجات جنکی مجموعی مقدار تیس ہزار روپیہ ہوتی تھی وہی
اپنے ذمہ لے گی اور جب وہ ولایت سے واپس آئیگا تو اُسکو کسی خدمت پر
سرفراز کیا جائیگا۔ یہ صرف زبانی باتین نہین تھین اور نہ ایسی تھین جو بلا غور
اور تحقیق کے کی گئی تھین۔ سر سالار جنگ اول خوب مجھسے واقف تھے اور

اُنھون نے میری خدمات مستعار لینے کے متعلق بتوسط صاحب رزیڈنٹ وقت
گورنمنٹ آف انڈیا سے مشورہ کیا تھا یہانتک کہ رزیڈنٹ وقت نے گورنمنٹ
نظام مین میری خدمات منتقل کیے جانیکے متعلق سر جارج کوپر سے اجازت بھی
حاصل کرلی تھی - اسکے بعد ۱۸۸۵ء مین بعہد مدار المہامی نواب سر سالار جنگ
ثانی حیدر آباد سے نہایت اصرار کے ساتھ مجھے اسی خدمت کیلیے پیام آیا تھا اور
نوابصاحب معزز نے مجھے ۲۵ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ دینی چاہی تھی - اور میری
طلبی مین تار بھیجا تھا لیکن مین نے ان دونو موقعون پر اپنے یورپین دوستونکی
مشورہ پر عمل کرکے جنمین سے بعض اُسوقت ہائیکورٹ الہ آباد کے جج تھے گورنمنٹ
انگریزی کی ملازمت سے گورنمنٹ نظام کی ملازمت کو بدلنے سے انکار کردیا تھا -
مجکو خود میری گورنمنٹ ہی سے میری خدمات کا بہت کچھ صلہ ملا - مین مصر مین کام خاص
کیلیے منتخب کیا گیا اور پھر سر الفرڈ لائل نے اودھ مین مجکو ڈسٹرکٹ ججی کے عہدہ
ممتاز کیا اور سر آکلنڈ کالون نے اپنے زمانہ مین میری خدمات کی قدردانی فرماکر
میرا تقرر سشن ججی کی خدمت پر فرمایا - حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوئی دوسرا دیسی
شخص اس قسم کی خدمت کیلیے موزون نہین خیال کیا جاتا تھا - ڈسٹرکٹ اور
سشن جج کی حیثیت سے مین رائے بریلی مین سات سال سے زیادہ رہا
جسطرح پر مین نے پرتاب گڑھ - سلطانپور اور رائے بریلی کی ڈسٹرکٹ اور
سشن ججی کے فرائض انجام دیے ہین اُسکا حال سرکاری کاغذات کے

مطالعہ سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہی۔ اسمین شک نہین کہ بہت سے لوگون کو
مجھسے رشک ہی اور اُنکے نزدیک اُردو دان شخص کا سشن ججی کی خدمت پر
ترقی کرکے پہنچنا ایک ناقابل معافی امر ہے۔ کسی ایسے عہدہ دار کی خلاف رائی
خواہ وہ کیسا ہی اعلی درجہ کا کیون نہ ہو جسکو میرے متعلق غلط اطلاع دی گئی ہی
میری وقعت اور عزت کو متزلزل نہین کرسکتی۔ جن اضلاع مین مجکو عدالتی
عہدہ دار کی حیثیت سے کام کرنیکی عزت حاصل ہوئی ہی اُن مین سے ہر ضلع کے
لوگ میری لیاقت وقابلیت کا سب سے بہتر اندازہ کرسکتے ہین اور میرے
خصائل صحیح سے میرے ابنائے وطن بمقابلہ کسی یوروپین کے زیادہ واقف
ہین۔

گذشتہ سال صیغہ راز مین مجھسے کہا گیا تھا کہ سر آسمانجاہ کی یہ خواہش ہے کہ
مین چند سال گورنمنٹ نظام کی ملازمت مین بسر کرون۔ اور اب جیسا کہ آپکا
نامہ نگار بیان کرتا ہی نواب وقار الامرا نے خودبخود مجکو چیف جسٹس مقرر کرنیکے
متعلق رزیڈنٹ حیدرآباد سے رسل و رسائل کی ہے ان تمام باتون سے یہ
ظاہر ہوتا ہی کہ حیدرآباد کے چار مدار المہامون نے جو میرے ملک کے معززین
مین سے ہین اور جو مجکو اس سے بہتر جانتے ہین جیسا کہ ایک یوروپین افسر کسی
باشندۂ ہند کو جان سکتا ہے۔ مجکو اس خدمت کے لیے سب سے زیادہ موزون
خیال فرمایا ہی۔ میرے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ اس طرح پر حیدرآباد کے

چارمدار المہامون نے مجھے انتخاب فرمایا۔ اور مسٹر پلوڈن نے جو اختلاف کیا ہی اُس سے مین بُرا نہین مانتا۔ سر سالار جنگ اول نے جنکی فہم و فراست ضرب المثل ہی مجکو گورنمنٹ نظام کی عدالتونکی تنظیم کے لیے سب سے زیادہ موزون خیال فرمایا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ مسٹر پلوڈن کی نظر انتخاب کس پر پڑتی ہی اسکے بعد جو اعزاز مجھے حاصل ہو سکتے ہین اُنکے لیے مین ذاتی طور پر گورنمنٹ آف انڈیا سے توقع رکھتا ہون۔ اگر مجھکو ملازمت مین زندگی بسر کرنے کی آرزو اور تمنا ہوتی تو مین اپنے محسن سر آکلنڈ کالون سے اُنکے وظیفہ پر علیحدہ ہونیکے وقت کیون اس بات کی منت وسماجت کرتا کہ مجھے بھی وہ اپنے ساتھ وظیفہ پر علیحدہ ہونیکی اجازت مرحمت فرمائین × × × × × × ×

مجکو اسکا علم نہین ہی کہ مسٹر پلوڈن نے میرے تقرر سے کس بنا پر اختلاف کیا ہی۔ لہذا مین اسکی نسبت کچھ نہین کہنا چاہتا۔ مگر ہان خودستائی کے طور پر نہین بلکہ واقعہ کے طور پر مین اسقدر کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ مسٹر پلوڈن کی مخالفانہ رائین میری اُس شہرت اور وقعت کو نہین مٹا سکتین جو ایک مقنن کی حیثیت سے مجکو حاصل ہی اور جسکا اعتراف بڑی حد تک پریوی کونسل اور ہندوستان کے ہائیکورٹون کے ججون کے فیصلون مین کیا گیا ہے۔ جہان میرے فیصلے بڑے بڑے مقدمات مین ہمیشہ بحال و برقرار رکھے گئے ہین۔

جو یادداشت مین نے مصر کی عدالتونکے متعلق مرتب کی تھی اور جو ارل نارتھ بروک

ہائی کمشنر مصر کی رپورٹ کے ساتھ بطور ضمیمہ شریک کی گئی تھی اُس پر وزیر ہند سے اظہار شکریہ کیا گیا اور بارگاہ ملکہ معظمہ قیصر ہند سے خطاب سی۔ ایم۔ جی مرحمت فرمایا گیا۔ سی۔ ڈی کمیشن منعقدہ ۱۸۹۳ء کی رپورٹ کی جسکے تین ممبرون مین سے ایک مین بھی تھا۔ ہوس آف کامنس کی کمیٹی مین بڑی تحسین و آفرین ہوئی۔

مجھے اس سے کچھ سروکار نہین کہ مسٹر پلوڈن (اگر وہ اقتدار رکھتے ہین) حیدرآباد کی چیف جسٹسی پر کس کا تقرر کرینگے۔ مین ہمیشہ حضور نظام اور اُنکے چارون مذکورہ بالا مدار المہامون کا مرہون منت اور سپاس گزار رہون گا جنھون نے یکے بعد دیگرے اس عہدۂ جلیلہ کے لیے میرا خیال فرمایا۔"

نواب سر وقار الامراء کی مدار المہامی کے زمانہ مین حیدرآباد کی ایک کارسپانڈنٹ نے اپریل ۱۸۹۴ء کے الہ آباد ریویو مین جو ایک مضمون بعنوان "ریاست حیدرآباد اور اُسکا نظم و نسق" شایع کرایا تھا اُسمین سے وہ حصہ اقتباس کرکے ذیل مین درج کیا جاتا ہی جس مین اُس نے مولویصاحب کے ریاست حیدرآباد کی چیف جسٹسی پر طلب کیے جانے کی کیفیت لکھکر مولویصاحب کے متعلق اپنا خیال ظاہر کیا تھا:۔

الہ آباد ریویو

" × × × × × × × تھوڑے عرصہ سے ہمارے کان مین اخبارون کے ذریعہ سے یہ خوش آیند صدا آرہی ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر سی۔ ایم۔ جی پنشن یافتہ ڈسٹرکٹ و سشن جج رائے بریلی کی تجویز عہدۂ چیف جسٹسی پر

بلانے کی ہورہی ہی گو کہ اکثر ہندوستان کے ذیعلم اور لائق اور اخبارون کے
شوقین لوگ تو مولویصاحب کے نام سے اور فی الجملہ حالات سے واقفیت
رکھتے ہونگے۔ مگر ہم اُن حضرات کے مطلع کرنیکے لیے (جو اپنی محدود واقفیت
اور عدم شوق اخبار بینی کی وجہ سے مولویصاحب ممدوح سے کماحقہ واقفیت
نہین رکھتے ہین) مولویصاحب موصوف کے مختصر حالات لکھتے ہین تاکہ اُنکو
بھی واقفیت حالات کے بعد رائے دینے کا موقع ملے۔ واضح ہو کہ مولویصاحب
ممدوح کا خاندان عہد شاہی سے دہلی کا ایک مشہور معزز علمی خاندان ہی۔ اُنکے
دادا صاحب شاہی زمانہ کے دہلی کے علما رمین نہایت بڑے عالم و فاضل گنے
جاتے تھے اُنکے والد اور تینون عم بزرگوار گورنمنٹ انگلیشیہ کے نہایت معزز
عہدون پر رہے اور اُنکے ماموں صاحب دہلی کے نہایت مشہور و سر برآوردہ وکیلون
مین سے تھے مولویصاحب موصوف دہلی کے مشہور فاضل مولانا مفتی صدرالدینخانصاحب
مرحوم کے ممتاز اور مشہور شاگرد ہین۔ بعد الفراغ تحصیل مولوی صاحب ممدوح نے
ہائی کورٹ مغربی و شمالی مین ایک عرصہ تک اعلی درجہ کی وکالت کی ہے اور
ہمیشہ وہان کے سر برآوردہ وکلا مین ممتاز رہے ہین جبوقت ہائیکورٹ کی
زبان انگریزی قرار پائی اور وکلار کی بحث زبان انگریزی مین ہونے لگی تو
تمام بغیر انگریزی دان وکلار مین اول شخص مولویصاحب موصوف ہی تھے
جنکو خاص اعزازی طور پر قدردان گورنمنٹ نے سب ججی یعنی صدرالصدوری کا

باوقعت عہدہ عطا فرمایا۔ ایک معتدبہ زمانہ تک مولویصاحب نے اُس فرض منصبی کو نہایت عمدہ طور پر ادا کیا چنانچہ اُس زمانہ کے اکثر دقیق فقہی اور قانونی بحثون کے فیصلے جناب ممدوح کے انگریزی اور اُردو اخبارون مین شایع ہوئے ہین۔ بارہا حکام ہائی کورٹ وپریوی کونسل نے مولوی صاحب کے فیصلون کی اپنے فیصلون مین تعریف کی ہی۔ آنریبل مولوی سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ سے مشہور لائق شخص نے اپنی قابل قدر کتاب محمڈن لا مین ایک باب جناب موصوف کے ایک فیصلہ کی بنا پر جو کہ پریوی کونسل سے بحال رہا تھا بنایا ہے۔ سب ججی کی آخری زمانہ مین مولوی صاحب کو اظہار لیاقت اور استحصال کا وہ بے نظیر موقع ملا جو دنیا مین شاذ ونادر ہی لوگون کو ملا کرتا ہے یعنی گورنمنٹ نے لارڈ نارتھ بروک صاحب کے ساتھ مصر جانیکے لیے مولویصاحب ممدوح کو منتخب فرمایا۔ برٹش سلطنت کی تاریخ مین یہ ایک پہلی اور تعجب خیز صورت تھی کہ ایک ہندوستانی افسر خاص صیغۂ راز مین مقرر کر کے ملک غیر مین بھیجا جائے۔ مولوی صاحب موصوف لارڈ ممدوح کے ساتھ ملک مصر کے مختلف مقامون مین رہے اور کار مفوضہ کو اس حسن وخوبی سے انجام دیا کہ حضور قیصر ہند دام اقبالہا کی پیشگاہ سے مولویصاحب کو تمغہ اور خطاب (سی۔ ایم۔ جی) عطا ہوا۔ مصر سے واپس آنیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد جناب ممدوح باوجود ملازم متعہد اور انگریزی دان نہ ہونیکے استثنائی صورت کے طور پر ضلع رائے بریلی کے ڈسٹرکٹ جج اور پھر سشن جج مقرر کیے گئے

اور سات سال سے زیادہ قابل تعریف طور پر اس اہم ذمہ داری کے کام کو انجام دیکر خود پنشن لی۔ سال گزشتہ پنشن لینے کے بعد جناب ممدوح کو عالی جناب لارڈ لینسڈون سابق وائسرائے ہند نے ایک خاص تحقیقات کی کمیشن مین ممبر مقرر کیا جسکی نسبت جناب ممدوح نے ایک رپورٹ لکھکر پیش کی اور وائسرائے موصوف نے اُسکا شکریہ ادا کیا۔ ہمکو صحیح طور سے معلوم ہی کہ سر سالار جنگ اول وثانی نے اپنے اپنے عہد وزارت مین نہایت خواہش اور اصرار کے ساتھ مولوی صاحب ممدوح کو عہدہ چیف جسٹسی پر اپنے ہان کی مقررہ تنخواہ سے پانچ سو روپیہ اضافہ پر بلایا تھا بلکہ ایک مرتبہ گورنمنٹ سے باضابطہ تحریک بھی کی گئی تھی مگر مولوی صاحب نے ہمیشہ انکار ہی کیا اب اگر فی الحقیقت یہ افواہی اور اخباری خبر کچھ اصلیت رکھتی ہے اور درحقیقت ایسی تجویز ہوئی ہی اور مولوی صاحب ممدوح کا بھی کچھ قصد ہی تو ہم تہ دل سے ریاست کو مبارکباد دیتے ہین اور ایمانداری کے ساتھ کہتے ہین کہ یہ تجویز جس عہدہ دار نے پیش کی ہے وہ بلاشبہ سر سالار جنگ اول کی طرح ریاست کا سچا خیر اندیش اور وفادار ہی۔ اور نہایت وثوق کے ساتھ اظہار کیا جاتا ہی کہ یہ انتخاب وہ بے نظیر انتخاب ہے کہ جسکے لیے اگر تمام ہندوستان کی لائق۔ عالی دماغ تعلیم یافتہ اور صاحب الرائے لوگونکے ووٹ لیے جائین تو یقیناً سب کی رائین اتفاق کی جانب ہونگی۔ کیونکہ یہ مسلمہ بات ہی کہ مولوی صاحب ممدوح ہندوستان کے اُن مشہور اور معدودے چند لائق مسلمانون مین کا ایک

ممتاز فرد ہین جنکا نظیر قوم مین نہین پایا جاتا۔ مولوی صاحب ہائیکورٹ کے پہلے وکیل تھے جو ایکدم سے سب جج بنائے گئے۔ وہ پہلے اُردو دان تھے جو ڈسٹرکٹ جج بنائے گئے۔ انکے سوا کوئی ہندوستانی اُردو دان سشن جج نہین بنا۔ شرع مین اور انگریزی توانین مین اُنکی لیاقت مستند ہے اُنکو قاضی و مفتی و جج کہا جائے تو بجا ہی + + + + + + + + + +"

باب ہفتم

سیاحت یوروپ

جس قومی غرض و غایت کو مدنظر رکھکر سید صاحب نے سفر ولایت اختیار کیا تھا اُسکو پیش نظر رکھکر مولوی صاحب نے بھی ولایت کے سفر کی زحمت گوارا فرمائی تھی۔ آپ علیگڈھ سے ۱۶ اپریل ۱۸۸۰ء کو بعزم سفر ولایت بمبئی روانہ ہوئے تھے۔ آپ کے ہمراہیون مین مسٹر حامد علیخان (حال بیرسٹر لکھنو) فرزند مولوی حکیم امجد علیخانصاحب رئیس امروہہ و ڈپٹی کلکٹر ضلع متھرا۔ مسٹر محمد رفیق (حال سشن جج) فرزند خان بہادر ڈپٹی الہی بخش صاحب اسسٹنٹ انجنیر اور آپکے بڑے صاحب زادے محمد حمید اللہ خان تھے جو بغرض تعلیم ولایت گئے تھے۔ مولوی صاحب کی روانگی کے قبل ۱۶ اپریل ۱۸۸۰ء کو طلبۂ مدرستہ العلوم نے مولویصاحب ممدوح کو اڈریس دیا جسکے جواب مین مولویصاحب نے طلبہ کو بزرگانہ نصیحتین فرمائین۔ ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء کی شام کو آپ بمبئی سے پننشولا اورینٹل کمپنی کے جہاز سورت مین سوار ہوکر یوروپ روانہ ہوئے۔ اثناء سفر ولایت مین آپ نے جن جن مقامات کی سیر فرمائی اور جو جو چیزین ملاحظہ فرمائین اُن کا حال آپ نے ایک کتاب کی صورت مین قلمبند کرکے شایع فرمایا جو نہایت شوق سے دیکھا گیا اور اُس سے عازمان ولایت کو بصیرت حاصل ہوئی۔ یہ سفرنامہ ایسا مفید و دلچسپ تھا

کہ کنور جوالا پرشاد صاحب بہادر سی۔ایس آئی نے ۱۸۸۶ء مین اُسکو انگریزی مین ترجمہ کرکے نیومن اینڈ کمپنی کلکتہ کے ذریعہ سے شایع کیا۔ اور سنا جاتا ہے کہ مولوی صاحب سے اجازت لیکر کسی صاحب نے مدراسی زبان مین بھی اسکا ترجمہ کیا تھا لیکن وہ ہمکو نہین ملا۔

سفرنامہ کی اشاعت

اصل سفرنامہ جو اُردو مین تھا کئی مرتبہ طبع ہوا۔ مگر اب وہ اور طبع انگریزی کم یاب ہین۔ سفرنامہ کی تمہید مین آپ نے اپنے سفر یورپ کے متعلق جو اپنا خیال ظاہر کیا تھا اُسکو ہم اس موقع پر آپ ہی کے الفاظ مین سفرنامہ مطبوعۂ نامی المطابع مرادآباد ۱۳۰۰ھ سے لیکر ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپ اپنے نامہ کے صفحہ ۲ مین تمہیداً فرماتے ہین کہ:

سیاحت کے فوائد۔

"سیاحی و ملکون کی سیر ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اُسکی ہر زمانہ مین قدر و تعریف ہوتی آئی ہے۔ انسان کی عقل کو روشنی خیالات کو ترقی مختلف قسم کے تجربے جیسے اُسکے ذریعہ سے حاصل ہو سکتے ہین ایسے اور کسی چیز سے میری رائے مین حاصل نہین ہوتے بلکہ اگر مبالغہ نہ خیال کیا جائے تو زندگی کا لطف ہی یہ ہے جو آدمی سفر نہین کرتا اُسکی صاف مثال اُس گڑھے کے مینڈک کی سی ہے جسکی حکایت کو سب جانتے ہین جب تک آدمی سفر نہ کرے اُسوقت تک یہ مضمون عمدگی سفر کا ایک خیالی مضمون ہوتا ہے اور اقناعی طور سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن تجربہ کے بعد بلاشبہ عین الیقین کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

میرے دلمین ایک مدت سے دو سفرون کا شوق تھا ایک تو عرب کے سفر کا

انگریزی اخلاق کا تذکرہ۔

ایک جگہ آپ نے اپنے سفرنامہ مین انگلستان کے انگریزون کے اخلاق کا چربہ اُتار کر باشندگان ہند کی اُس غلط فہمی کو دور کرنیکی کوشش فرمائی ہی جو ہندوستان مین انگریزون کے برتاؤ سے اُنکو اکثر ہوتی رہتی ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ:۔

"جو شخص انگلستان نہ آئے اور یہان کے امرا اور جنٹلمینونکی ملاقات نہ کرے وہ ہندوستان کے انگریزون کے برتاؤ کو دیکھکر بلاشبہ یہی جانے گا کہ انگریزون کی قوم ہے کے ہی اخلاق بُرے ہین۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے اُنکی قوم کے ہرگز اخلاق خراب نہین ہین۔ میل جول اُن کا لائق تعریف ہے زمانہ بالکل بدلتا جاتا ہی ہمارے افسران ہندوستانی کو بھی اپنے میل جول کے طریقون مین اصلاح و تبدیلی ضرور ہے"

ایک مقام پر آپ اپنے ملک کے لوگونکو تعلیم کا شوق دلانیکے لیے اپنے سفرنامہ مین تحریر فرماتے ہین کہ:۔

انگلستان کی دولتمندی کا سبب۔

"ملک (انگلستان) کی دولتمندی کی حالت دیکھکر بے اختیار یہ سوال ہوتا ہی کہ ایسی دولتمندی کیونکر ہوئی۔ اُسکا جواب بجز اسکے اور کچھ نہین ہے کہ لیاقت سے اور جب یہ پوچھا جائے کہ لیاقت کیونکر آئی تو یہ جواب ہوگا کہ تعلیم و تربیت سی"

ایک جگہ آپ اپنے ملک کے لوگون کے دلون مین حب الوطنی اور آزادی رائے کی قدر جاگزین کرنیکی غرض سے اپنے سفرنامے مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

اہل یورپ کی ملکی و قومی بہی خواہی۔

"لبرل و کنسرویٹو کے باہمی اختلافات و حالات کو سنو اور دیکھو تو تعجب ہوگا لیکن اپنے ملک و قوم کے نفع و نقصان و ترقی و تنزل مین پوری صاف دلی ہی

کوشش کرنیوالے ہین۔ایک ادنی سے خرچ کوجسکووہ بیجا جانتے ہین اپنی ملک پر عائد ہونے نہین دیتے۔اور اُسمین بڑے سے بڑے وزیر کی رائے سی اختلاف کرنے کو موجود مجارٹی کا پورا ادب کرتے ہین "

انگلستان کی اعلی تعلیم

ہندوستان کے لوگون کے دلون مین تعلیم کا ولولہ اور شوق پیدا کرنیکی غرض سی آپ نے اپنے سفرنامہ مین انگلستان کی اعلیٰ تعلیم کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔غرض آپکے سفرنامہ مین بہت سی ایسی باتین ملتی ہین جنسے باشندگان ہند قومی ترقی اور قومی فلاح وبہبود کی جانب آسانی کے ساتھ راغب ہوسکتے ہین۔

آپکا جہاز سورت نامی بمبئی سے روانہ ہوکر سوئز پہنچا اور وہان جاکر اس جہاز کو بدلنا پڑا۔سوئز سے اسکندریہ تک آپ بسواری ریل تشریف لے گئے۔اسکندریہ کا حال ہم آپ کے سفرنامہ سے ماخوذ کرکے آپ ہی کے الفاظ مین یہان درج کرتے ہین:۔

اسکندریہ کا حال۔

"ریل پرسی ہم سب اُترے یہان ہمارا دوسرا جہاز جسکا نام پیرا تھا کھڑا ہوا تھا ریل کی فرودگاہ سے اُس جگہ تک جہان پیرا جہاز سمندر مین تھا کچھ فاصلہ تھا بیچ کے فاصلہ کو ہم سب نے ایک چھوٹی دخانی کشتی پر طے کیا۔جہاز کی روانگی مین توقف تھا لہذا مین وحمیداللہ و راس صاحب الگزنڈریہ کی سیر کو گئے۔ہم ایک فٹن پر سوار ہوئے اور ایک مصری آدمی ہمارے ساتھ ہوا۔شہر مین ہوتے ہوئے اُس مشہور

مینار کو دیکھنے گئے جو الگزنڈریہ مین کھڑا ہوا ہی اور جسکے قیام کو الگزنڈریہ مین قریب دو ہزار برس کے ہوئے ٹھیک زمانہ اس مینار کی ابتدائی تعمیر کا تو معلوم نہین ہوا ہی مگر جو تصویرین جانورونکی و علامات اُس پر کندہ ہین یہی اُسوقت کی ایک تحریر وافعات کی تھی اُنکے پڑھنے والونکی یہ رائے ہے کہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے پندرہ سو برس سے زیادہ کا بنا ہوا ضرور ہی۔ جہان وہ مینار اب کھڑا ہے وہ ایک ویرانہ ہی زمین بھی وہان کی ہموار نہین ہی اکثر جگہہ وہان نجاست پڑی تھی قریب اُسکے ایک قبرستان ہی۔ مجھے بڑا افسوس آیا کہ ایسی عمدہ چیز تاریخی جسکے دیکھنے کو دور دور سی لوگ آتے ہین کیسی بُری حالت سے ہی کہ اُس جگہہ کھڑے ہونیسے بھی نفرت آتی ہی ایسی جگہہ ضرور مصفا و مسطح ہونی چاہیے تھی کوئی چمن یہان ہونا چاہیے تھا۔ مینار کی دیکھنے کے بعد ہمنے ایک باغ دیکھا مگر وہ ہمکو پسند نہ آیا۔ کوئی بھی بات اُس مین خوبی کی ہمکو معلوم نہ ہوئی۔ وہان سے ہمنے چاہا کہ محمد علیشاہ کے محلون کو دیکھین۔ اُنکا دیکھنا بغیر اجازت کے نہین ہوسکتا تھا لہذا اول ہم ایک انگریزی افسر کے پاس گئی جو الگزنڈریہ مین رہتے ہین۔ راس صاحب نے اُن سے جاکر باتین کین اور ایک سارٹیفکیٹ حاصل کیا اُسی جگہہ کے قریب تار گھر تھا ہم وہان گئے اور ہمنے ہندوستان کو اپنے الگزنڈریہ پہنچنے کا تار دیا اور پھر اُس سارٹیفکیٹ کو لیکر ایک مصری افسر کی پاس گئے اُسنے اُسی سارٹیفکیٹ پر اجازت تحریر کردی اُسکو لیکر ہم گئے اور محلونکی خوب سیر کی۔ اس عمارت کو اور اُسکے موقع اور آرائش کو ہم سب دیکھکر نہایت ہی مسرور ہوئی۔ لب دریا وہ

محل ہی کمرے انگریزی قطع کے ہین مگر نہایت وسیع اور خوش قطع تمام طلائی کام اُسین جا بجا ہو رہا ہی ہر کمرہ عمدہ شیشہ آلات میزون - کرسیون وپلنگونسے مرتب ہے ہر ایک کمرہ مین جدا جدا رنگ کا سامان ہی اور نہایت ہی بیش قیمت - شہر بھی نہایت آباد پُر رونق ہی تمام بازار گو بہت وسیع نہین ہی مگر تنگ بھی نہین ہین تجارت کو یہان بہت ترقی معلوم ہوتی ہی - کثرت سے لباس لوگون کا انگریزی ہے ٹوپیان البتہ ترکی لال تھین - رنگترے ہمنے وہان خریدے نہایت ہی شیرین تھے ایسے شیرین ہمارے ملک مین نہین ہوتے ہم تھوڑی دیر بازار مین فٹن سے اُتر کر بعض بعض سوداگرونکی دُکانون مین بھی گئے وہ انگریزی بولتے تھے ہمسے کئی آدمی وہان کے ملے جو کچھ عربی بولتے تھے مگر اچھی نہین اور ہم جو بولتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ نحوی ہین ہم اور بھی چیزین وہان دیکھتے لیکن جہاز کے کپتان نے جسوقت ہمکو واپس آنیکو کہا تھا وہ وقت قریب آگیا لہذا ہم سب اپنے جہاز کو چلے آئے"

اسکندریہ سے جہاز پیرا مین سوار ہو کر مولوی صاحب برنڈزی ہوتے ہوئے شہر وینس پہنچے اور وہان بحری سفر ختم ہوا - شہر وینس پہنچنے اور دیگر مقامات کا حال خود مولویصاحب کے الفاظ مین اس موقع پر سفرنامہ سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی :-

وینس کی سیر

"جب ہم وینس پہنچے اور وینس کو ہمنے دیکھا تو ہمنے یہ سمجھا کہ اس سے بہتر اور جگہ نہ ہوگی - اول ہی روز شب کو ہم باہر نکلے ڈوجس پلیس کے سامنے پہنچے -

دیکھا کہ نہایت وسیع بازار ہی تمام دکانین کھلی ہوئی ہین گیاس کی روشنی ہے تمام
دکانین کے دروازے شیشہ کے ہین ہزار ہا روپیہ کا جواہر رکھا ہے ہر قسم کے زیور
مرصع وسونے وچاندی کے اُن شیشونکے دروازہ کے اندر رکھے ہین ہر شخص
دکان کے باہر سے اُن سب چیزونکو دیکھ سکتا ہی بڑے بڑے عمدہ ومرتب کافی
ہوس کھلے ہوئے ہین اندر سنگ مرمر وسنگ ابری کی میزین کثرت سے رکھی ہین
کرسیان وکوچین مخمل سے منڈھی ہوئی بچھی ہین وہان جاؤ بیٹھو چاہو برف کھاؤ چاہو
چا پیو چاہو کسی قسم کا گوشت کھاؤ ہر چیز موجود ہے چا برف تو ہر وقت تیار رہتی ہے
اگر کھانے کو حکم دیا جائے تو دس منٹ بعد تیار رہے - اٹلی مین یہ رسم ہی کہ رات کو
تمام لوگ باہر پھرتے ہین کافی ہوسون مین کھاتے ہین بازار کی سیر کرتے ہین-
صدہا کرسیان کافی ہوسون کے برآمدون مین اور اُنکے سامنے بازار کے صحن
مین بچھی ہوئی ہین اُن پر سب بیٹھتے ہین دس گیارہ بجے تک تمام بازار کھلے
رہتے ہین عورت ومرد اعلیٰ وادنیٰ سب سیر کرتے رہتے ہین گیاس کی روشنی اسقدر
ہوتی ہی کہ رات بمنزلہ دن کے ہوجاتی ہی وینس کا شہر تمام پانی مین بنایا گیا ہے
سب طرف پھرو دیکھو تمام شہر پانی مین بسا ہوا ہے - محلون کے بیچ مین نہر ہی
دل چاہے نہر ہی نہر تمام شہر کے محلون کی سیر کر آؤ - صدہا کشتیان کھڑی ہین اور
ہر جگہ پھرتی ہین جسقدر دور چاہو پیدل جاؤ جہان سے دل چاہے کشتی مین سوار
ہو لو جہان چاہو چلے جاؤ سمندر ہی مین یہ نہر ہے اور اسی نہر مین ہو کر جہاز بھی

آتا ہے۔ گہراؤ اسکا کہین کم کہین زیادہ ہی مکانات بڑے بڑے رفیع الشان برابر
نہر کے کنارے بنے ہوئے ہین کیسے خوشنما کہ بیان نہین ہوسکتا۔ ڈوجس[1] پیلیس ایک
نہایت عظیم الشان مکان ہی اسمین بڑے بڑے کمرے ہین عجیب وغریب تصاویر
اسمین لگی ہوئی ہین اسکے علاوہ ایک بہت بڑی گیلری اور ہے وہان کچھ فیس بھی داخلہ کی
لی جاتی ہی وہان کی تصاویر اور بھی زیادہ تر عجیب وغریب ہین دن بھر دیکھا کرو خاتمہ
نہین ہوتا ہم نے بھی دو مرتبہ جا کر اسکو دیکھا یہان ایک قدیم چیزونکا میوزیم بھی ہی
وہان عجیب عجیب چیزین پرانی اور بڑی بڑی بیش قیمت ہین انسے قدیم زمانہ کی صناعی
معلوم ہوتی ہی زیور و نگینے بہت ہی پرانے پرانے زمانہ کے ہین جس سے صدہا برس کے
واقعات آنکھونکے سامنے آجاتے ہین اور یہ ثابت ہوتا ہی کہ قدیم زمانہ محض وحشی
زمانہ نہین تھا۔ کچھ اسی زمانہ مین شایستگی پیدا نہین ہوئی۔ پہلے بھی بہت کچھ تھا۔

یہان دو بڑے مشہور گرجا ہین ایک کا نام فراری ہی دوسرے کا نام سینٹ مارک
سینٹ مارک کی عمارت کی بڑی تعریف ہی مگر مجھکو فراری زیادہ عمدہ معلوم ہوا
یہ فراری بہت بڑا گرجا ہی نہایت عمدہ پتھر کی تصویرین اسمین ہین سنگ مرمر کی اور نہایت
عظیم الشان عمارت ہی۔ یہ دونو گرجا رومن کیتھلک کے ہین بیسیون جگہ حضرت عیسیٰ
کی تصاویر ہین صلیب کی حالت کی کیلونکی علامات کی انکے بچپن کی اور مختلف

[1] ڈوجس پیلیس مین جو صوبہ دار رہتا تھا اسکو ڈوج کہتے تھے ایک کے بعد دوسرا جو کوئی ہوا اسکا یہی لقب تھا۔
پیلس محل کو کہتے ہین (س) انگریزی قاعدہ سے لگا ہی جسکے معنی (کا) کے ہین۔

حالات کی۔ اسی طرح سے حضرت مریمؑ کی مختلف اوقات کی تصویرین ہین۔ تمام
مین پھر و تو بت خانہ معلوم ہوتا ہے تمام دن پادری صاحب لباس خاص عبادت کا
پہنے ہوئے خود بھی عبادت کرتے ہین اور لوگون کو بھی عبادت کرواتے ہین۔
باری باری سے پادری صاحب کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ پادریصاحب
ایک مقام خاص مین ایک محراب کے سامنے لوگون کی طرف سے پشت
کیے ہوئے کھڑے رہتے ہین اُنکے پڑھنے کی کچھ آواز نہین آتی تھوڑی دیر بعد
وہ ایک گھنٹی بجاتے ہین لوگ جو اپنی اپنی بنچون پر بیٹھے ہوتے ہین کوئی اُنمین سے
کچھ سر کو جنبش دیتا ہے اور کوئی بدستور بیٹھا رہتا ہے ہم مختلف اوقات مین وہان
گرجاؤن مین گئے ۔۔۔ دیکھا کہ ایک بڑا مشہور و خوبصورت مکان وہان ہے
اور اُس پر ایک گھنٹہ لگا ہوا ہے۔ کلاک ٹاور اُسکا نام ہے اس گھنٹہ کے اوپر
دو لوہے کی تصویرین دو طرف ہین اپنی اپنی طرف سے وہ گھنٹہ بجاتی ہین پہلے
ایک پھر دوسری اور ہر روز ایک خاص وقت پر اُسمین خوب تماشہ ہوتا ہے
وہان حضرت مریمؑ کی تصویر ہے گھنٹہ کے پاس اور سامنے ایک مختصر سا برانڈہ کے
طور سے ہے دونو طرف دو کھڑکیان ہین جسوقت وہ گھنٹہ بجتا ہے تو ایک طرف کی
کھڑکی کھل جاتی ہے اور اُسمین سے چار بادشاہ نکلتے ہین تین بادشاہ یورپ کے
اور چوتھا ایک حبشی بادشاہ ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا سب سے
اخیر حبشی بادشاہ آتا ہے اور ہر ایک جب حضرت مریمؑ کی تصویر کے سامنے آتا ہے

تو سلام کرتا ہی اور دوسری طرف کی کھڑکی مین گھس جاتا ہی یہان ایک مشہور آرسنل ہی[ل]
اُسکو ہمنے دیکھا اُسمین جہازون کی بہت سی حالتین دیکھین چھوٹے چھوٹے کاٹ کے
جہاز بنا کر وہان رکھے ہین اور اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ پہلی صورت جہاز کی کیا تھی اور
پھر کیا کیا تبدیلی ہوتی گئی اور اب کیا ہے۔ وہان صدہا قسم کے ہتھیار تھے جو
پُرانے زمانہ مین استعمال ہوتے تھے عجیب عجیب صورت کے ہتھیار تھے جو
ہمنے کبھی کسی کتاب مین نہین پڑھے۔

مسلمانون سے اور وینس والون سے لڑائی ہوئی تھی اُسمین کچھ ہتھیار اور ایک
نشان وینس کی فوج کے ہاتھ آیا تھا وہ بھی ہمنے دیکھا نشان پر آیت اِنَّا فَتَحْنَا
نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہی لیکن وہ آیت ناتمام ہی مجھکو اس کا کچھ سبب معلوم نہین ہوا
یہ نہین ہی کہ نشان کے کپڑے کا جس پر وہ آیت لکھی ہی کوئی حصہ تلف ہوگیا ہو جسپر بقیہ آیت ہو
فی الاصل ابتدا ہی سے وہ پوری تحریر نہین ہوئی۔ افسوس ہی کہ اسوقت مجھکو یہ یاد
نہین ہی کہ کس لفظ تک وہ آیت اُس نشان پر تحریر تھی نہین تو تمامہ مین اُسکو لکھتا۔

مسلمانون کے ہتھیار جو مین نے وہان دیکھے وہ بڑے مہیب تھے اور
اکثر اُنمین کے ایسے لمبے لمبے بانسون مین تھے جیسے نیزے کی برچھی کا بانس
ہوتا ہے زیادہ تر برچھی نما تھے مگر اُن مین صرف برچھی کا سا پھل ہی نہین تھا اور
بھی پھل متعدد تھے بہت سی قسم کے زرہ و بکتر و چار آئینہ اور لوہے کی تمام چیزین

ل جہان ہتھیار اور ہتھیار ذنگی قسم کی اور چیزین ہون۔

جو قدیم زمانہ مین سر سے پاؤن تک بہنکر لڑا کرتے تھے سب وہان تھین حیرت ہوتی
تھی کہ اسقدر وزن کا لوہا پہنکر کیونکر وہ لوگ لڑتے تھے ۔

اسباب حرب

یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ آدمی اُسوقت کی نو نو گز کے قد کے لمبے اور دیو کے دیو ہوتی
تھے ۔ وہ ہمارے ہی قد و قامت و جسم و صورت کے آدمی تھے اُنکی زرہ ۔ بکتر ۔
چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین اور پھر اسقدر لوہا پہنتے تھے اور لڑتے تھے ۔
وہان ایک لڑکے کا اسی قسم کا تمام لوہے کا سامان پوشش ہے اُس لڑکی کی
عمر تخمیناً بارہ سال کی تھی یہ زیادہ تعجب انگیز تھا ۔ اس ارسنل کے باہر کے دروازہ پر
پتھر کا ایک بڑا شیر ہی جسکی نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ اتنا بڑا شیر کہین دنیا مین نہین ہی ۔

ایک شاشیر

یہ شیر ایک واقعہ تاریخی ہی اسکے ابتدائی وجود کا کہ وہ کب بنا تھا ٹھیک زمانہ معلوم
نہین ہی لیکن اُسی پر جو علامات و نشانات ہین اُنسے یہ معلوم ہوتا ہی کہ چوتھی پانچوین صدی
عیسوی مین جب ورنگی قوم نے استنبول پر قبضہ پایا تھا اُسوقت یہ شیر بنا ہوا موجود
تھا اس مقام پیرا ٹلی مین یہ شیر استنبول سے قریب گیارھوین صدی عیسوی کے
آیا ہی اکثر جگہ وینس مین ہم راس صاحب اور مسز راس ساتھ سیر کرتے تھے راس صاحبکی
وجہ سے سیر مین بڑی مدد ملتی تھی گو مجھکو فراری کا گرجا زیادہ خوبصورت معلوم ہوا لیکن
سینٹ پارک کی خاص باتین زیادہ تر قدر کے لائق ہین اور اُسکے بعض حالات
بیان کرنے ضرور ہین ۔

[illegible] گرجہ

اس گرجا مین چار گھوڑے لوہے کے ہین شاہ نیرو کے وقت کے اُسین

پانسو ستون ہین سنگ مرمر کے اُنمین پچے کاری کا کام بھی ہے اور یہ کام پچیکاری کا
گیارہوین صدی عیسوی کا ہی محرابین اسکی مشرقی عمارت کی طرز کی ہین گول نہین ہین
وہ مواقع جہان پادری بطور امام کے کھڑا ہوتا ہی اُس گرجا مین کئی ہین ایک اُنمین سے
ایسا ہی جسکی نسبت لوگون کا یہ خیال ہے کہ وہ سلیمان کے وقت کا ہی۔

وینس کی مقامی حالت۔

یہ وینس وینشیا کا دار السلطنت تھا نہین بڑے اور ۱۱۴ چھوٹے جزیرون کو
ملاکر وینس بنا ہے۔ نہرونکی تعداد ۱۵۰ ہے پُل اُسمین ۳۸۰ چھوٹے ہین برج
آف سائز ایک مشہور پل یہان کا ہے بڑی نہر جو بیچ مین سے وینس کے گزرتی ہے
وہ ایسی طرح سے گزری ہی کہ ایک طرف بڑا حصہ دوسری طرف چھوٹا حصہ وینس کا
ہی انگریزی مین جس طرح ایس (S) ہوتا ہی وہ شکل نہر کی ہے کشتیون کی تعداد
۴۰۰۰ ہے گھوڑے پر یہان کوئی نہین چڑھتا ہی نہ یہان ہمنے گھوڑا دیکھا۔ ایک باغ
یہان ہی اُسکے سپرنٹنڈنٹ کے پاس ایک گھوڑا ہی اُسکو لوگ بطور تماشہ کے خیال
کرکے دیکھتے ہین۔

مونگا یہان بہت کثرت سے دیکھا اور پتھر ہر قسم کا اور پتھر کی چیزین بہت بکتی
ہین تصویرین نہایت عمدہ اور سستی ہوتی ہین مصور یہان کے مشہور ہین۔
جب ہم پکچر گیلریون مین گئے تو وہان ہمنے بہت مصور ونکو دیکھا کہ وہ قدیم تصاویر سے
نقل اُتار رہے ہین کچھ مرد ہی مصور نہین عورتین بھی تصویر کھینچتی ہین انگریزی سکہ
یا فرنچ کا یہان نہین چلتا ہے یہان ایک سکہ ہی فرنک کاغذ کا وہ مستعمل ہی۔ ایک

پونڈ کے ۲۷ فرنک آتے ہین اور ہر ایک فرنک کے سو سانٹیم ہوتی ہین یہ سانٹیم تانبے کا سکہ ہی لیکن پانچ پانچ سانٹیم کا بھی سکہ ہوتا ہی زیادہ تر اُسی کا برتاؤ ہی۔

اسی وینس مین بیرن[1] کا بھی پیلیس ہی۔

کارخانے

شیشے کے کارخانے یہان متعدد ہین جب ہم اُنکے دیکھنے کو گئے تو ہمارے سامنے بھی اُنھون نے چیزین بنائین ایک گولی حمید اللہ کو بنا کر دی۔

پبلک گارڈن

پبلک گارڈن بھی یہان ہی لیکن کچھ عمدہ نہین ہے۔ وینس مین ایک بہت بڑا شفاخانہ ہی۔ مگر مذہبی شدت یہ ہی کہ اُسمین بھی دو جگہ گرجا ہے۔ ہم ۱۱ مئی سنہ ۱۸۸۰ء کو وینس پہنچے تھے اور ۱۵ مئی کو وہان سے چل کر میلان کو آئے۔"

منجملہ دیگر مقامات کے مولویصاحب نے مفصلۂ ذیل مقامات کی سیر فرمائی:-

برنڈزی۔ وینس۔ میلان۔ پیرس۔ کیلی۔ بولونا۔

پیرس کا مختصر حال ذیل مین خود مولوی صاحب کے الفاظ مین درج کیا جاتا ہی:-

"جس دریا کے متصل پیرس آباد ہی اُسکا نام سین ہے۔ اس دریا مین بارہ جزیرے ہین گرد شہر کے بطور فصیل کے دیوار بھی ہے۔ جس وقت شہر مین داخل ہو تو اسباب دیکھتے ہین محصول کی نظر سے ریل کے مسافرون کا اسباب اسٹیشن پر دیکھ لیتے ہین ریل سے ہوٹل تک پورٹر[2] اسباب لیجا دے تو ایک فرنک مقرر ہی (یہ ایسی اچھی بات ہی کہ جھگڑا نہین ہوتا ہے) اسی طرح گاڑی کا کرایہ بھی معین ہے دو فرنک فی گھنٹہ

[1] لارڈ بیرن انگلستان کا مشہور شاعر ہے۔ [2] بوجھ ڈھو۔ قلی۔ [3] سفرنامہ اردو ۱۸۸۰ء ص ۱۲۹۔

لیتے ہین اور کبھی بحساب فاصلہ کے بھی لیتے ہین دو آدمی گاڑی کرایہ پر لین اور تیسرا آدمی بیٹھ جائے تو وہ فری ہوتا ہے اگر گاڑی پر پورٹ منٹو بھی رکھا ہو تو اسکے ۲۵ سانٹیم لیتے ہین جو ایک فرنک کے سو ہوتے ہین تین پورٹ منٹو تک یہی حساب ۵ سانٹیم کا رہتا ہے تین سے اگر زیادہ ہون وہ فری ہوتے ہین تار برقی کا محصول یہان نہایت سستا ہی فرانس کے ملک مین جہان جہان چاہو تار بھیجو ۲۰ لفظ کا تار ہو تو صرف پچیس ۲۵ سانٹیم دیدو۔ اگر فرانس سے باہر لندن بھیجنا منظور ہو تو ۲۰ لفظ کے ۵ فرنک[۱] دینے ہوتے ہین۔ تھیٹر و نکی و آپرا وغیرہ تماشہ گاہو نکی یہان بڑی کثرت ہے۔ گرجا بھی بہت ہین۔ ایک گرجا مین ہم گئے نوٹر ڈیم ڈی کورنٹا اسکا نام ہے وہان ہمنے یہ ایک نئی بات دیکھی کہ ہر عبادت کرنیوالے کے پاس ایک ایک تسبیح ہے اور اُسکو وہ پڑھ رہا ہے۔ معلوم نہین یہ طریقہ فرانس نے کہانسے سیکھا ہی۔

عجائب خانے

میوزیم یہان متعدد ہین کسی مین فرنچ تصاویر پتھر کی ہین کسی مین اٹالین گریک مصری وغیرہ اور نقشجات و جہازون کے نمونے اور جس جسقدر جس زمانہ مین تبدیلی جہازون مین ہوئی ہے وہ سب موجود ہین۔ ایک میوزیم مین تصاویر جدید آرٹسٹ کی ہین۔ اُن پتھرون کی تصاویر کے میوزیم مین ایک بڑی مشہور تصویر ہی عورت کی

---

[۱] پیرس مین ایک سکہ ہے طلائی نپولین اُسکو کہتے ہین اُسکے بیس فرنک آتے ہین اور ایک فرنک کے سو سانٹیم آتے ہین۔

وینس آف میلو۔ یہ عشق کی دیبی مشہور ہے یہ تصویر نہایت ہی عمدہ ہی۔ جزیرۂ میلو سے ۱۸۲۰ع
مین نکلی ہی۔ حضرت عیسیٰؑ سے کئی سو برس پہلے کی یہ تصویر ہے ایک ہاتھ اس تصویر کا
جو اُٹھا ہوا تھا ٹوٹ گیا ہی اسکی عمدگی کی تعریف لوگون نے بہت لکھی ہے ہمنے بھی اسکو
دیکھا اور غور سے دیکھا تو بلاشبہ نہایت ہی صنعت کی ہے منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ
ہاتھ کے اونچا کرنیسے جسطرح ایک عورت کے بدن مین نشیب و فراز وغیرہ ہوسکتا ہی
وہ اسمین صاف نمایان ہی یہ ایک بات تمثیلاً ہی بہت سی صنعت اُسکے غور کرنے سے
معلوم ہوتی ہی۔ یہان متعدد لائبریریان ہین منجملہ اُنکے نیشنل لائبریری مین آٹھ لاکھ
کتابین ہین بہتر ہزار اُسین قلمی ہین پانچ ہزار نقشجات کی قسم کی و سکہ وغیرہ۔ لائبریری
آف دی ارسنل مین ایک لاکھ ستر ہزار کتابین ہین اُنمین چھ ہزار قلمی ہین۔ لائبریری
سینٹ جینیوی مین ایک لاکھ دس ہزار کتابین ہین دو سو اُن مین قلمی ہین۔ اور
چھوٹی چھوٹی لائبریریان ہین۔

کتب خانے

جیسا بمبئی مین ہم نے ٹریموے کو چلتے دیکھا تھا اور میلان مین یہان بھی ٹریموے
چلتی ہے۔ یہ وہی گاڑی ہے جو لوہے کی سڑک پر چلتی ہے اُسکے علاوہ جیسے
میلان مین اومنی بس[1] چلتی ہے ویسی ہی یہان بھی چلتی ہے اور گھوڑے نہایت عمدہ
اُسمین جوتے جاتے ہین۔ جب ہم فرانس کی حد مین گزرے اور دن ہوا تو ہم نے

سواریان

[1] اومنی بس ایک گاڑی ہی جسمین دو طرف نشست بنی ہوئی ہی ہر طرف پانچ پانچ چھ چھ آدمی اسمین بیٹھتے ہین
اُسکے گدے عمدہ مخمل سے منڈھے ہوئے ہوتے ہین یہ گاڑی معمولی سڑک پر چلتی ہے اور ہر جگہ سے لوگ اسمین
چڑھتے اُترتے ہین اور بمقدار معین مسافت کرایہ دیتے ہین۔

پہاڑی ملک دیکھا لیکن ہموار مسطح تھا اور اُسی پہ زراعت تھی۔

فرانس کے بازارون کی رونق

فرانس کے بازارونکی وسعت اور اُنکی صفائی اور لطافت و رونق تحریر مین نہین آسکتی ہی۔ ایک دکان مین اسقدر جواہر و زیور ہوگا کہ ہمارے شہر کی تمام جوہری بازار کے جوہریون کے جواہر بھی اگر اکٹھے ہون تو بھی برابر نہ ہو۔ جب ہم اُن بازارونمین پھرتے تھے تو اپنی دلی کے چاندنی چوک و جوہری بازار اور اُنکی دکانین کا خیال دل مین لاکر بہت ہی شرمندہ ہوتے تھے۔ مگر یہ ہم ضرور کہینگے کہ جیسا ہمارا چاندنی چوک ہی کہ دو طرف سڑکین اور بیچ مین نہر بہتی ہے ایسا کوئی بازار فرانس مین نہین تھا۔ تھیٹر و اپرا اور دیگر تماشہ گاہون کی بڑی کثرت اور بیسیون جگہ ہوتے تھے سواریونکی یہ کثرت تھی کہ چوڑے سے چوڑے بازارون مین ایک سمت سی دوسری سمت جانا مشکل ہوتا تھا۔ بہت تیز بھاگ کر ادھر سی اُدھر آدمی جا سکتے تھے بہت سی قسم کی وہان گاڑیان چلتی ہین اور ہر ایک قسم کی نمبر جداگانہ ہین مین نی ایک خاص قسم کی گاڑی پر نمبر دیکھا تھا تو سولہ ہزار تھا میلان و بینس کی رونق ہماری آنکھون و دل سے پیرس کے دیکھنے کے بعد سب ہیچ تھی

ہوٹل

ہوٹل اس شہر مین کثرت سے ہین ایک گرانڈ ہوٹل تھا جسمین ہم ٹھہرے تھے اُسمین آٹھ سو کمرے تھے۔ ڈاکخانہ اُسمین۔ تارگھر اُسمین ہوٹل کیا تھا ایک قصبہ تھا۔ تمام اخبارات ایک ریڈنگ روم مین موجود اُسمین جاؤ اخبار پڑھو خطوط و چٹھیات لکھو کاغذ۔ قلم۔ دوات سب تیار۔ کئی منزل کا یہ ہوٹل تھا۔ سیڑھیون پر چڑھکر آمد و رفت میں تو دو چار دفعہ چڑھنے اُترنے مین آدمی کا خدا حافظ ہو جائے لیکن جانے آنیکے واسطے

ایک لفٹ[۱] تھا اُسمین اکثر آتے جاتے تھے بازارون کی صفائی کا بڑا اہتمام ہے ہر ہر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر صفائی والے آدمی متعین کچھ میلا ہوا اور اُنھون نے صاف کیا جسطرح صفائی کے واسطے ہمارے ملک مین تنکون کی جھاڑو ہوتی ہے وہان برش ہوتا ہے ایک لمبے بانس مین وہ برش لگا ہوتا ہے جب سڑک پر پانی کیچڑ ہو جاوے تو جیسا کہ ہمارے ملک مین سڑک پر بڑا پتھر بطور بیلن کے لڑھکاتے ہین اُسی طرح کا وہ بیلن ہے مگر برش کے سے بالون سے وہ منڈھا ہوا ہوتا ہے وہ پھیرا اور کیچڑ صاف ہوئی۔

قہوہ خانہ

کافی ہوس کہین دس پانچ ہونگے یہان سیکڑون موجود ہین جس قسم کا کافی ہوس لپند ہو پڑھیا کھانا اُسمین جاؤ کھاؤ بعضون مین وقت معین کے کھانے کی قیمت معین ہے اور کھانے بھی معین ہین بعض مین یہ دستور ہے کہ جس چیز کو حکم دو وہ ملیگی اور قیمت جو اُس چیز کی مقرر ہے وہ لیجاویگی۔

جس بازار مین نکل جاؤ وہی حال ہے ع کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست پوشاک عورتون کی جیسی وہان دیکھی اب تک کہین نہین دیکھی عورتون کی پوشاک کی بابت فرانس موجد تسلیم کیا جاتا ہے۔

---

[۱] لفٹ ایک چھوٹا کمرہ ہوتا ہے اُسمین نشست کی کرسیان مخمل کی منڈھی ہوئی ہوتی ہین اُسپر جا کر بیٹھ جاؤ آدمی جو اُس پر معین ہے وہ کل کو حرکت دیگا وہ کمرہ اونچا ہونا ہر درجہ سے گزریگا اُسمین اپنے اپنے درجہ مین لوگ اُترتے جاتے تھے اسی طرح اوپر سے اُترتے آتے تھے۔

تفریح گاہ

مینار

جیسا کہ الگزنڈریہ مین مینار ہی ویسا ہی پیرس مین بھی ہے یہ مینار لکسور سے یہان آیا ہے - لکسور مصر کا ایک پُرانا شہر تھا دو ہزار برس کے قریب ہوئے جب سے وہ شہر ویران ہے محمد علی پاشا نے یہ مینار دیا ہے ۱۸۳۶ء مین وہ پیرس مین آیا ہی - یہ محمد علی پاشا وہ تھے جنھون نے سلطان سے مخالفت کی تھی - فرانس نے چونکہ اُنکی اعانت کی تھی لہذا یہ مینار دیا گیا تھا یہ مینار نہایت ہی عمدہ و پُر فضا مقام مین پیرس کے قائم ہے جہان جانیسے تفریح ہوتی ہی اسی مقام پر سہ پہر کے وقت تمام امرا اُسکی سیر و تفریح کو اپنی اپنی سواریون مین گزرتے ہین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - اس شہر مین علاوہ گیاس کی روشنی کے بجلی کی روشنی بھی چند جگہ ہوتی ہی - یہ روشنی نہایت ہی نفیس ہی اُسمین دن کی سی روشنی ہوتی ہی - پیرس مین یہ بات ہمنے دیکھی کہ بعض عورتون کے بھی ڈاڑھی ہوتی ہے - ہمنے بڑی بڑی شاہی عمارات یہان کی دیکھین بعض عمارات مین اُن تمام نامور اشخاص کی تصویرین ہین جو بڑے عالم یا بڑے رفارمر پیرس کے ہوئے ہین اُنکے دیکھنے سے اُنکی یاد ہوتی ہی یہ تصویرین پتھر کی ہین -

راتونکی روشنی

ورسیل

یہ ایک مشہور و نامی مقام ہی شہر سے پیرس کے ۱۱ میل دریائے سین پر واقع ہی آبادی اُسکی ۴۹ ہزار آٹھ سو پچاس ہے - لوئی چہاردہم شہنشاہ فرانس نے اسکو بنایا ہی

ورسیل کی آبادی وغیرہ

چالیس کرور روپیہ اُسمین صرف ہوا تھا اسمین بہت کمرے ہین۔ دروازے اسمین ۳۷۵ ہین اسمین بادشاہان فرانس رہا کرتے تھے لوئی سولہوان مع اپنی بیگمات کے بھی اسمین رہتا تھا جسکو لوگون نے بلوہ کرکے ۱۷۹۳ء مین مع اسکی بیگمات و اکثر اہل خاندان کے مارڈالا اور اُسکے بعد ریپبلیکن ہوگئی تھی۔

اسباب آرایش

یہی وہ جگہ ہے کہ جب پروشیا و فرانس مین ۱۸۷۱ء مین لڑائی ہوئی اور فرانس کو شکست ہوئی تو شہنشاہ پروشیا اُسمین رہے تھے اور ۵ فروری ۱۸۷۱ء کو شہنشاہی کا خطاب اسی محل مین لیا تھا۔ یہان اب بڑی عمدہ گیلری ہے اُسمین نہایت ہی عمدہ عمدہ تصویرین پینٹنگ کی ہین جسقدر لڑائیان ہوئی ہین اُنکی وہ تصاویر ہین تمام افسران نامور کی تصاویر وہان ہین ہارس ورنٹ پال ڈلروخی جیوانٹ وغیرہ جو بڑے مشہور مصور گزرے ہین اُنکے ہاتھ کی اکثر تصاویر اُنمین ہین اُن کمرون مین میوزیم بھی ہے ہر ملک کی عمدہ عمدہ چیزین اُسمین ہین۔ ملکۂ انگلستان و قیصر ہند اور شہنشاہ روس وغیرہ کے تحائف بھیجے ہوئے بھی وہان رکھے ہین اور نہایت ہی عمدہ و عجیب ہین یہان ایک بڑا پارک ہے کہتے ہین کہ بیس میل کے اندر وہ ہے یہان ریل پر ٹرموے پر گاڑیون پر ہر طرح لوگ جاتے ہین۔ ۱۱ بجے سے چار بجے تک سوائے یکشنبہ و دوشنبہ کے ہر شخص وہان کے مکانات کو دیکھ سکتا ہے۔ ہوٹل بھی وہان متعدد ہین آبادی مختصر ہے مگر خوبصورت۔

سیر کرنیکا طریقہ

طریقہ میوزیم و گیلری وغیرہ دکھانیکا یہ ہے کہ جب تھوڑے آدمی جمع ہوجاتے ہین

تو ایک گائڈ اُنکے ہمراہ ہوتا ہے اور ہر کمرہ مین سب کو لیجاتا ہے اور ہر چیز کو دکھا
دیتا تا ہے. بہت سی عمدہ عمدہ سواریان بادشاہون وخاندان شاہی کی یہان
ایک مکان مین رکھی ہین اُنکی بھی نمایش ہوتی ہے انھین مین وہ گاڑی بھی ہی
جو شہنشاہ نپولین اول کیواسطے اُسوقت تیار ہوئی تھی جب وہ تمام فتح کرکے
پیرس مین آئے تھے اور اُسمین اُنکو سوار کیا تھا یہ گاڑی پالکی گاڑی کی طرح ہے
سونے کا کام اُس پر کثرت سے ہے"۔

۲۴ مئی تک مع ہمراہیونکے مولوی صاحب پیرس مین قیام پذیر رہے۔ وہانسے
روانہ ہوکر بتاریخ ۲۵ مئی ۱۸۶۹ء لندن پہنچے اور ۲۳ ستمبر ۱۸۷۰ء دن کے
۱۱ بجے تک انگلستان مین قیام رہا

مولوی صاحب کے سفرنامہ مین زمانۂ قیام لندن کی بعض حالات تو درج ہین اور
بعض کا آپنے مصلحتہً ذکر نہین فرمایا۔ جو واقعات سفرنامہ مین قلمبند ہوئے ہین ذیل
مین درج کیے جاتے ہین :-

لندن کی عام تعلیمی حالت

"جس محلہ مین مین رہتا ہون اُسمین اور اُسکے قریب شاید سو دو سو بی۔ اے
ایم۔ اے رہنگیر رہتے ہونگے جسکو سُنو ڈگری یافتہ ہے اور یہ ایک معمولی بات
شمار ہوتی ہے ہمارے ملک مین جو کوئی پایونیر اخبار پڑھ لیتا ہے اُسکی قابلیت کی
تعریف ہوتی ہے اور جس نے لندن ٹائمز پڑھ لیا وہ تو مسلم الثبوت لائق ہوجاتا ہے
یہان یہ کیفیت ہی کہ ہر کیب مین اور آمنی بس کے گارڈ کے ہاتھ مین ٹائمز و ٹیلیگراف

موجود ہے جہان گاڑی کے چلانیسے اُسکو فرصت ہوئی اور اُسنے اُسکو پڑھا۔
جسوقت برکفاسٹ کھا کر گھر سے باہر جاؤ ہر عام آدمی سے سُن لو کہ کابل مین کل کیا
ہوا۔ ترکی مین کیا ہوا۔ ہوس آف کامنس مین کیا کیا مباحثہ ہوا۔ ہوس آف لارڈز
مین کونسا قانون منظور ہوا ہر شخص اپنے حقوق قانونی سے واقف ہی اور اُسکے لینے
وحاصل کرنے پر مستعد۔ قومی ہمدردی ملکی محبت ہر متنفس کے دل مین ہی آزادی کے
خیالات شایستگی کے ساتھ ہر ایک ادنی و اعلیٰ کے دماغ مین بھرے ہوئے ہین۔
لبرل وکنسرویٹو کے باہمی اختلافات وحالات کو سنو و دیکھو تو تعجب ہوگا لیکن اپنے
ملک وقوم کے نفع ونقصان وترقی وتنزل مین پوری صاف دلی سے کوشش
کرنیوالے ہین ایک ادنی سے خرچ کو جسکو وہ بیجا جانتے ہین اپنے ملک پر عائد نہین
ہونے دیتے اور اُسمین بڑے سے بڑے وزیر کی رائے سے اختلاف کرنے کو
موجود۔ مجارٹی کا پورا ادب کرتے ہین۔
انگلستان مین اگرچہ مذہبی خیالات کی پابندی اور اُنکا اثر ہے لیکن مناسب موقع پر
زیادہ تر تعصب کو جائز نہین جانتے ہین۔ ابھی چند روز ہوئے کہ مسٹر بریڈلا کا مقدمہ
پارلمینٹ مین ہوا جو دنیا مین مشہور ہی۔

کیمبرج وغیرہ کی تعلیمی حالات

کیمبرج مین جاؤ تو وہ تمام شہر علمار وفضلا سے بھرا ہوا ہے اٹھارہ کالج وہان موجود
ہین ایک قصبہ مین جسمین ہین ہزار طالب علم پڑھتے ہین پھر فیلوشپ والے اور پروفیسر
وٹیچر اُسکے علاوہ۔ پھر اکسفورڈ بھی ویسا ہی ہے۔ اسکاٹلینڈ ایک چھوٹا ملک ہے

یعنی ہندوستانسے چھوٹا ہی اسمین ایڈنبرا۔ گلاسگو۔ ایبرڈین۔ سینٹ اینڈروز چار تو یونیورسٹیان
ہین پھر آیرلینڈ کی یونیورسٹی ہی یہ تو یونیورسٹیان ہین جنمین ہزارون کامل الاستعداد والے پڑھتے ہین
بڑے اسکول ہیرو ویسٹ منسٹر وغیرہ کو جاؤ دیکھو جو کالجون سے تعداد طلبہ مین بہت زیادہ ہین پھر چھوٹے
اسکولون کو حساب کرو جو شمار مین بھی نہین آسکتے ہین پھر اُسکے بعد پرائوٹ تعلیم گاہونکو
غور کرو اگر خیال کروگے تو قریب قریب یہ نتیجہ نکلے گا کہ تمام ملک تعلیم و تعلم مین مصروف ہے
اور پھر ابھی بس نہین ہی ہل من مزید کا کلمہ برابر جاری ہے ہزارون آدمی ہین جو تعلیم
کی ترقی کیواسطے اپنا روپیہ وقف کرتے ہین اور یہ فیضان و عطا برابر جاری ہے پھر
ملک دولتمند و شایستہ نہ ہو تو کون ہو۔

رفاہ عام کے سامان

ایک مدارس ہی پر منحصر نہین ہے بہت سے شفاخانے و ہاسپٹل ہین جو لوگون نے
اپنے خاص روپیہ سے بنوائے ہین صرف تعمیر ہی نہین کی بلکہ اُنکے تمام مصارف
و اخراجات کا مستحکم بندوبست کر دیا ہے جس سے وہ ہمیشہ قائم رہینگے۔ یہ خیرات حسنہ
شایستگی و تعلیم کا نتیجہ ہین۔ او خدا۔ او خدا تو ہماری قوم ہمارے ملک مین بھی یہ برکت
عطا فرما۔ آمین۔

کیمبرج کے کالج

مین کیمبرج گیا اور وہانکے کالجونکو دیکھا سب سے بڑا کالج کیمبرج مین ٹرنٹی ہے
اسمین تخمیناً چھ سو طالب علم ہین یہ بہت بڑا کالج ہے بورڈنگ بھی اسمین ہے کئی سو
طالب علم اُسمین رہتے ہین اکثر امرا کے لڑکے اُسمین پڑھتے ہین اور اسوجہ سے جو
طالب علم اُسمین پڑھتے ہین اُنکو خرچ زیادہ کرنا ہوتا ہے کچھ تعلیم و مدرسہ کی متعلق اخراجات

زیادہ نہین ہین وہ تو کالجون مین مساوی ہین لیکن چونکہ طالب علم زیادہ ہین اور امرا کی
ولاد ہین آپسمین ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہین اپنے رہنے کے کمرون مین
اسباب آرائش زیادہ رکھتے ہین سوائے ڈنر کے جو کھانا اپنے حکم سے پکواتے ہین
اُسمین زیادہ صرف کرتے ہین اسلیے خرچ زیادہ ہوتا ہے بلڈنگ اس کالج کی نہایت ہی
خوبصورت ہی باہر کا صدر دروازہ ایک ہے اور اندر چوک ہی چوک کے گرد کمرے
بنے ہوئے ہین پھر ایک چوک ہی اور گرد ہر سہ جانب دار تعلیم کے کمرے ہین اور پھر
ایک وسیع باغ ہے جسمین نہایت سبز گھانس جسکا وجود ہندوستان مین نہین ہی
لگی ہی اُسکے بعد بلحاظ تعداد طلبہ کے سینٹ جان کالج ہے اسمین قریب پانسو کے
طالب علم ہین طریقہ عمارت کا اور باغ کا وہی ہے کنگس کالج کی عمارت بھی نہایت
خوبصورت و وسیع ہے ہر کالج کے اندر باغ ہے وہ باغ نہین جھاڑ جھنکاڑ
وہی سبز و نرم گھانس جسکے سامنے مخمل بھی شرما جاوے اور کہین کہین اُس مین
کوئی درخت یا کسی مقام پر کوئی پھول- ٹرنٹی ہال چھوٹا کالج ہے عزت مین چھوٹا
نہین ہے بلکہ قانون کی تعلیم کے واسطے عمدہ مشہور ہی مگر بلحاظ تعمیر عمارت و باغ
و تعداد طلبہ کے چھوٹا ہے- کرسٹ کالج یہ کالج بھی مشہور کالج ہے اسی مین ملٹن نے
جو ایک مشہور آدمی انگلستان مین گزرا ہے تعلیم پائی تھی اُسکے ہاتھ کا لگایا ہوا
بیدانہ کا ایک درخت ہنوز اُسمین ہی اُس درخت مین سے ایک پھل جھڑا ہوا
تھا محافظ کی اجازت سے مین نے اُسکو بطور یادگار و نشان عظمت کے لیا تھا

مین روزہ سے تھا اُسکو اُسوقت کھانہ سکا ارادہ تھا کہ بعد افطار کھاؤنگا لیکن مین بھول گیا اور وہ ایک اور دوست کے نصیب ہوگیا۔

ایک اور کالج یہان ہی اس کالج مین تعصب زیادہ معلوم ہوتا ہی جو میری رائے مین کالج مین نہ ہونا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ سوائے عیسائی مذہب کے اُسمین اور کسی کو تعلیم پانے کی اجازت نہین ہی۔

متفرق کالج

اور بھی کالج ہین لیکن عمدہ اور بڑے کالج یہی ہین جن کا حال مین نے لکھا ہے ایک جدید کالج یہان ہوا ہی جسکا نام کونڈش کالج ہے یہ کالج ابھی پورا بنا نہین ہی مکان اصلی تو بن گیا ہی مگر اور بھی تعمیر باقی ہی اس کالج کے مصارف تمام کالجون سے کم ہین چند پونڈ مین ضروری اخراجات کا انتظام کالج سے ہوتا ہی اور تعلیم بخوبی ہی کامل طور سے کمرے جو طالب علمونکے رہنے کے ہین وہ بہت چھوٹے ہین اور صرف ایک کمرہ دو سال تک طالب علم کو ملتا ہی تیسرے سال دوسرا کمرہ اسٹڈی کو ملتا ہے برخلاف اور کالجون کے کہ اُن مین طالب علم پاس ایک کمرہ بیڈروم دوسرا اسٹڈی روم اور ایک مختصر سی کوٹھری اسباب کیلیے ہوتی ہی لیکن بلحاظ مصارف کے یہ کالج نہایت عمدہ ہی ایک بات اس کالج مین زیادہ ہے کہ غسل کے واسطے بھی کمرہ ہے اور اُسمین نہانے کا حوض اس کی طرح کا بنا ہوا ہی کہ اُسمین بیٹھکر لیٹ کر نہا سکتے ہو اس کالج مین زیادہ ہر سولہ سترہ برس کے لڑکے کو لیتے ہین اور کالجونمین اُس سے کم عمر کے لڑکے نہین ہین۔

زنانہ کالج

دو کالج یہان لڑکیون کے ہین جنمین لڑکیان تعلیم پاتی ہین ان دونو کو بھی مین نے "

بالتفصیل دیکھا ہے - ایک کا نام گرٹن کالج ہے - یہ کالج ۱۶ - اکتوبر ۱۸۶۹ء کو کھولا گیا ہے

کالج کا مکان نہایت خوبصورت ہے لڑکیون کے سونے و پڑھنے کا کمرہ جدا جدا ہی -

لکچرون کے کمرے جدا ہین جس صفائی سے اُنکی سکونت ہی وہ دیکھنے کے لائق ہی

سب کمرے ایک لین مین ہین اور اکثر ایک صورت کے ہین کھیلنے کے اور ورزش

جسمانی کے لیے مکان جدا ہین ممبر و چندہ دینے والے اس مدرسہ کی اکثر عورات ہی

ہین منتظم عورات ہین - عورتون نے بہت سا روپیہ اسکالرشپون مین دیا ہی بعض نے

اپنے متوفی خاوندون کے نام سے اسکالرشپ جاری کرنیکو روپیہ دیا ہے مقدار

زرعطیہ کی دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ اُن فیاض تعلیم دوست عورتون نے کیسی فیاضی سی

روپیہ دیا ہے جسکو ہندوستان کے امیر مرد پڑھکر شاید تعجب کرینگے - اس کالج کی سکرٹری

مس کروم رابرٹسن اور ٹریزرر یعنے خزانچی مس ڈیوس ہین اور نیچرل سائنس اور

علم ریاضی کی معلمہ مس سے ہرشل اور قدیمی زبانون کی معلمہ مس ویلش ہین لڑکیون کو

مدرسہ مین رہنا ہوتا ہے اور انکی نگرانی اور تعلیم و تربیت کا نہایت معقول انتظام ہے

اس مدرسہ مین علوم مندرجہ ذیل کی تعلیم دیجاتی ہے -

علم الہیات - زبان لاطینی - زبان یونانی - علم ریاضی - نیچرل فلاسفی - لاجک - پولیٹیکل

اکانمی - مارل و پولیٹیکل فلاسفی - کمسٹری - فزیالوجی - تواریخ - زبانہاے قدیم - نیچرل سائنس

کالج کے جاری ہونیکے بعد ۶۰ لڑکیان داخل ہوئی ہین اُنمین سے انیس نے یونیورسٹی

کیمبرج کی خواندگی کے بموجب آنر کا درجہ حاصل کیا ہے یعنی چھ نے علوم قدیمہ مین

کالج کا انتظامات

علوم مختلفہ مین لڑکیونکی کامیابی

پانچ نے ریاضی مین چار نے نیچرل سائینس مین تین نے مارل سائینس مین اور ایک نے تواریخ مین اور گیارہ نے وہ امتحانات پاس کیے ہین جنسے معمولی درجہ بی-اے کی قابلیت حاصل ہوتی ہی جسقدر چندہ کالج کیواسطے دیا گیا ہے اُسکا ایک بڑا حصہ عورتون کا دیا ہوا ہی چنانچہ مسس رسل گرنی نے نہایت فیاضی سے ایکہزار پونڈ یعنی دس ہزار روپیہ انٹرنس اسکالرشپ کے قائم کرنیکے واسطے دیا ہی جو اُنکی خاوند ریٹ آنریبل رسل گرنی کی یادگار مین رسل گرنی اسکالرشپ کے نام سے موسوم ہے ایک دوسری لیڈی نے اس سے بھی بڑھکر فیاضی ظاہر کی ہے یعنی لوزا لیڈی گولڈاسمڈ نے بارہ سو پونڈ یعنی بارہ ہزار روپیہ ایک اسکالرشپ کے قائم کرنیکے لیے دیے ہین جو اُنکے خاوند سر فرینسس گولڈ اسمڈ کے نام سے موسوم ہی-

دوسرا کالج لڑکیون کا نیون ہام ہال کالج ہے یہ کالج گرٹن کالج سے ابھی چھوٹا ہی مگر عمارت جدید تعمیر ہو رہی ہے اور یہ کالج بہت ہی تھوڑے زمانہ سے قائم ہوا ہی اسمین چونتیس لڑکیان پڑھتی ہین اور گرٹن کالج مین اس سے زیادہ ہین اسمین رہنے کے اور لکچر دونکے کمرے چھوٹے چھوٹے ہین-

دوسرا زنانہ کالج اور اسکے حالات۔

یہ کالج ۱۸۷۵ء مین جاری ہوا تھا مس-اے جی کلف اُسکی پرنسپل اور مس ایم جی کینڈی سکرٹری اور آنریری ٹریزرر یعنی خزانچی مس اے باہم کارٹر اور مسس ایچ سیجوک ہین-کونسل کے بارہ ممبر مع چیرمین کے ہین جنمین سے چھ عورتین ہین کوئی طالب علم جسکی عمر سترہ برس سے کم ہو داخل نہین کیا جاتا بورڈ اور لاجنگ کی

فیس فی ٹرم بیس گنی ہی اور درس کا سال یونیورسٹی کیمبرج کی ٹرم کے بموجب تین ٹرم مین منقسم ہوتا ہی کوئی طالب علم بغیر اجازت پرنسپل کے باہر نہین جا سکتا ہی۔ نیون ہام ہال کے اختیار مین دو اسکالرشپ ہین جو اُن طالب علمون کو دیے جاتے ہین جو کالج کے اندر رہتے ہین ان مین سے ایک اسکالرشپ پچاس پونڈ یعنی پانسو روپیہ سالانہ کی ہی۔ اور دو برس کے واسطے دیجاتی ہی اور وہ اُن طالب علمون کو ملتی ہی جو کیمبرج کے اعلی درجہ کے لوکل امتحانات مین کامیاب ہون۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء مین مس ہار گریو نے اس اسکالرشپ کو حاصل کیا۔ دوسری اسکالرشپ جو برمنگھم اسکالرشپ کے نام سے موسوم ہی بیس پونڈ یعنی دوسو روپیہ کی ہے اور اسکا قائم کرنیوالا اپنا نام ظاہر کرنا نہین چاہتا ہی۔ ۱۸۸۰ء مین یہ وظیفہ مس فاکسلی کو دیا گیا۔ علاوہ ان اسکالرشپون کے اُس ایسوسی ایشن کی کمیٹی جو کیمبرج مین عورتون کی اعلی درجہ کی تعلیم کو ترقی دینے کیواسطے قائم ہی چند وظیفے طالب علمون کو بعض شرائط پر دیتی ہی۔

کامیابی امتحانات

اکتوبر ۱۸۷۱ء سے جون ۱۸۷۹ء تک ایک سو انتالیس طالب علمون کے نام مس اے جی کلف پرنسپل نیون ہام ہال کے رجسٹر مین داخل ہوئے۔ اس کالج کے پہلے طالب علمون مین سے مس اوکانر ہیڈ مسٹرس کلیپ ہم ہائی اسکول نے ۱۸۷۸ء مین یونیورسٹی سینٹ اینڈ روز مین تمام مضامین مین ایل۔ اے کا درجہ مع آنرز کے اور مس کریک ہیڈ مسٹرس برٹن ہائی اسکول نے یونیورسٹی لندن کے

درجۂ بی-اے کے پہلے امتحان مین پہلا درجہ اور زبان لاطینی اور انگریزی مین اول درجہ کی آنر حاصل کی ہی-

کلب اور اُسکو علمی جلسے

علاوہ کالجون کے ایک کلب یہان نہایت عمدہ ہی اُسمین اخبارات کے پڑھنے اور لکچرون کے دینے کے کمرے بنے ہوئے ہین اور ایک مکان ہی جسمین متعدد کمرے ہین اور اُسمین کالجون کے پروفیسر لکچرز دیتے ہین یونیورسٹی ہال جسمین ڈگری دیجاتی ہی وہ جدا ہی وہ بھی بڑا ہال ہی جس روز مین کیمبرج مین پہنچا اُس روز بھی ایک جلسہ اُس ہال مین تھا بڑا ہجوم تھا اور بڑا غل ہوتا تھا طالب علم خوب غل کرتے تھے جسقدر کالج کیمبرج مین مین نے دیکھے اُنکی وسعت زمین بلحاظ مکانات و باغ کے محمڈن کالج علیگڈھ کے قطعۂ اراضی سے زیادہ نہین تھی- ٹرنیٹی جو سب سے بڑا کالج ہے میری رائے مین اُسکا بھی باغ و مکانات تمام ملکر اُس قطعہ سے زیادہ نہین تھا جسقدر کہ محمڈن کالج کا ہے مگر کمی جسقدر ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک مین علم کی قدر نہین ہے خیالات عمدہ نہین شائستگی ولیاقت کا نشان نہین- اور اُس ملک مین اسکی انتہا نہین- مگر امید ہے کہ جب ہمارے ملک کے لوگ دوسرے ملکون کے حالات و اسباب ترقی سے واقف ہونگے تو ضرور اُنکو بھی جوش آویگا اور پھر ہم دکھا دینگے کہ محمڈن کالج بھی کیسا کالج ہے-

رات کی پارٹیان

یہان[1] اکثر پارٹیان رات کو ہوتی ہین اور اُن سے بالخصوص اتحاد و اخلاص

---

[1] دیکھو سفرنامۂ اُردو کا صفحہ ۷۹-

ومحبت کا ترقی دینا مقصود ہی - یہ جلسے نہایت ہی عمدہ اور پُر رونق ہوتے ہین - مین یہان متعدد پارٹیون مین گیا سب سے معزز پارٹی لنڈن مین ڈیوک آف ڈیونشائر کی ہی اُسکی شرکت کی مجکو بھی عزت حاصل ہوئی ہی اس پارٹی مین خود ڈیوک ہر شخص کے استقبال کو موجود تھے اور نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے تمام ڈیوک و مارکوئیس و لارڈ و لیڈیان اسمین موجود تھین اور بے تکلفانہ طریقہ سے آپسمین سب ملتے اور باتین کرتے تھے بارہ بجے تک رات کے یہ عمدہ جلسہ رہا - ہر شخص کیواسطے میز تیار تھی تنقل کے طور سے جسکا دل چاہتا تھا وہ کچھ کھاتا یا پیتا تھا جس حسن وخوبی کا امراکا یہ میل جول کا جلسہ تھا ایسا کہین دیکھنے مین نہین آیا -

هوس آف کامنز و هوس آف لارڈز عهو کا بیان -

یہان[۵۱] بہت بڑے بڑے وعظیم الشان مکانات بھی ہین اور کثرت سے ہین اکثر اُنکی کتابین چھپی ہوئی ہین مشہور مکانات مین سے یہانکے جنکو مین نے دیکھا ہی اور جو لائق ذکر ہین اُن کا مین ذکر کرتا ہون - ہوس آف کامنز - ہوس آف لارڈز یہ دونون مکان ایک صورت کے ہین یہ عمارت ایسی خوبصورت ہی کہ اسوقت تک کوئی نہین دیکھی - باہر سے دیکھو ایک بڑی خوشنما عظیم الشان عمارت ہے ایک طرف ہوس آف کامنز ہے دوسری طرف ہوس آف لارڈز - بہت بڑے بڑے دو کمرے ہین چھت نہایت اونچی ہی دروازے آئینون کے ہین اور آئینے رنگین مختلف رنگون کے ایسے بنائے گئے ہین جنسے روشنی زیادہ آتی ہے تمام

۵۱ دیکھو سفرنامہ اُردو کے صفحات ۴ - آ تا ۱۳ -

کمرہ مین بینچ بچھے ہوئے ہین جنپر ممبران پارلیمنٹ بیٹھتے ہین۔ یہ بینچ داہین بائین بچھے ہوئے ہین بیچ مین راستہ ہوتا ہی ایک قطار کے بعد دوسری قطار ہوتی ہی مگر پہلی قطار سے تھوڑی اونچی اسی طرح اُسکے بعد کی قطارین تھوڑی تھوڑی اونچی ہوتی جاتی ہین یہ سب ممبرون کی جگہ ہی اُسکے اوپر چند درجے ہین اُنکو گیلری کہتے ہین انکی صورت ایسی خیال کرنی چاہیے جیسے ہمارے ملک مین دوہاشمہ مکان ہوتا ہی اُسمین بھی بینچ بچھے ہوتے ہین بطور کرسی کے اُسکو اسپیکر گیلری کہتے ہین اُسمین خاص اجازت سے آدمی جاسکتے ہین مجھکو کئی مرتبہ وہان جانیکی عزت حاصل ہوئی ہی اُس گیلری کی اجازت ملی تھی جو ممبرونکی نشست کے ایک یا دو گیلری اوپر تھی جہان سے گفتگو بخوبی و بلاتکلف سُننے مین آتی تھی۔ ہوس آف لارڈز کا کمرہ مستطیل ہے۔ صدر مین اُسکی ایک مقام بنا ہوا ہی جو ملکہ معظمہ قیصر ہند کے تشریف رکھنے کی جگہ ہے اُسکے آگے لارڈ چینسلر کے لیے ایک جگہ بنی ہوئی ہی جہان وہ بیٹھتے ہین یا کھڑے ہو کر گفتگو کرتے ہین اُسکے آگے میز پڑی ہوئی ہے اُسپر کتابین وغیرہ رکھی ہوتی ہین اور لکھنے والے اور عہدہ دار جلسہ بیٹھتے ہین پشت اُنکی لارڈ چینسلر کی طرف ہوتی ہی داہین بائین میز کے ممبرونکی نشست ہوتی ہی۔ جن گیلریون کا ہمنے ذکر کیا اُن پر جنٹلمین بیٹھتے ہین لیکن سب گیلریونکے اوپر ایک درجہ ہی اور اُسمین جالیان لگی ہوئی ہین اُسکے اندر لیڈیان جو دیکھنے کو آتی ہین وہ ہوتی ہین لارڈ چینسلر ممبرونکے نام لیتے جاتے ہین اور وہ ممبر کھڑا ہو کر جو کچھ کہنا چاہتا ہی کہتا ہے اگر وہ بات ایسی ہوئی ہی جسکا جواب

وزرا مین سے کسی کو دینا ہوتا ہے تو وہ کھڑے ہوکر اسکا جواب دیتا ہی۔

مسائل مختلفہ پر گفتگو و طریقہ انفصال۔

اگر کوئی خاص نزاع یا تکرار یا خاص صورت پیش آتی ہی اُسکا لارڈ چینسلر فیصلہ کردیتے ہین۔ اجلاس کے شروع کا وقت معین ہوتا ہی اُس سے قبل جو لوگ آتے ہین وہ ایک بڑے ہال مین جو باوس آف کامنز و ہوس آف لارڈز کے بیچ مین ہی ٹھہرتے ہین جب ہوس کا وقت آتا ہی تو اندر چلے جاتے ہین۔ جو ممبر وغیرہ ہوس کے ہین اُنکو مین نے دیکھا کہ وہ عموماً ٹوپی نہین اُتارتے ہین کوئی پہنے رہتا ہی کوئی اُتار لیتا ہے۔ اور جو اُتار لیتا ہی وہ جب چاہتا ہی پہن لیتا ہی۔ یہی تصویر و حال ہوس آف لارڈز کا ہی اجلاس دونو ہوس کا اکثر بڑی دیر تک رہتا ہی اُس عرصہ مین جب کوئی وقت کھانے کا آجاتا ہی تو تھوڑی دیر کیواسطے سب کھانے کو چلے جاتے ہین ہوس ہی کے متعلقہ کمرون مین کھانا ہوتا ہی۔ ہر شخص کو اختیار ہوتا ہی کہ جسقدر دیر تک وہ چاہے بیٹھے خواہ مخواہ یہ ضرور نہین ہی کہ اول سے آخر تک رہے۔ مجھکو اس بات کے کہنے سے خوشی و فخر ہے کہ یہان مین نے اُن دانشمندون کو دیکھا اور اُنکی تقریرون کو سنا ہی۔ جنکے ہر لفظ پر دنیا کے کان لگے ہوئے ہین اسی ہوس کے قریب ایک مشہور و نامور مقام ویسٹ منسٹر اے۔ بی ہی۔ یہ ایک گرجہ ہی اور اسی جگہ تمام مشہور و نامور رئیس ملک کے دفن ہین یہ ہی وہ مقام ہے جہان صرف دفن ہوجانا اُنکی اعلی درجہ کی لیاقت و عزت و ناموری کا ثبوت ہی۔ پرنس نپولین فرانس کے آخری بادشاہ کا بیٹا جس نے زولو کی لڑائی مین اپنی جان دی اور انگریزی فوج کے ہمراہ وہ لڑنے کو گیا تھا اُسکی

ویسٹ منسٹر کا چرچ۔

نسبت اسی جگہ کی عزت پانیکے لیے ہوس آف کامنز مین تحریک ہوئی تھی جو مجارٹی[1] کی وجہ سے نامنظور ہوئی اور وہ نوجوان اُس جگہ کی عزت حاصل کرنیسے محروم رہا۔

رائل ایکویریم کی سیر

اُسی کے قریب ایک نامی رائل ایکویریم ہی اسمین مچھلیان بہت ہین اور انکی وہ حالت وہان معلوم ہوتی ہی جو دریا مین رہنے کی سی ہی۔ مچھلی کو لوگ جانتے ہین کہ وہ ہمیشہ پانی مین تیرا کرتی ہے زمین پر نہین چلتی ہے لیکن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسطح زمین پر چلتی ہی جیسے اور جانور سمندر کے سطح ارضی پر مچھلیان زمین پر لیٹ جاتی ہین اور سوتی ہین اور زمین پر پھرتی ہین بڑی مچھلیان پتھر پر ایسی دوڑتی ہین جیسے اور چوپائے۔ بلحاظ مچھلیون کی نمایش کے لندن کی رائل ایکویریم سے برائیٹن کی ایکویریم بہت عمدہ ہی برائیٹن[2] مین ایک بڑی مچھلی ہمنے دیکھی تھی جسکا نام لائن آف سی ہی یعنے سمندر کا شیر۔ اُسکی صورت کسیقدر خوفناک ہی آواز بھی اُسکی بڑی ہے اسکے دہاڑنے کی آواز دور تک جاتی ہی۔ اسکی صورت مچھلی کی سی نہین ہے۔ سر بہت بڑا ہی قد مین تو شیر صحرائی سے چھوٹا ہی مگر موٹاپے مین زیادہ ہی۔ رنگت سیاہ ہے جہان وہ پانی تھا وہ جگہ ایسی طرح بنائی گئی تھی کہ گرد پہاڑی صورت تھی سب پتھر تھے اور بیچ مین پہاڑ کے گویا پانی تھا پانی سے باہر نکل کر وہ پہاڑ کے پتھرون پر اچھی طرح سے دوڑتا تھا ایک آدمی اُسکو مچھلیان کھلانے کو آیا اُسکے ساتھ ساتھ وہ

---

[1] مجارٹی غلبۂ رائے یا کثرت رائے۔ [2] برائیٹن ایک جدید آباد شہر ہی جو سو برس سے بھی کم ہوا آباد ہوا ہی سمندر کے کنارہ پر لندن کے باہر جسقدر شہر ہین اُن مین یہ نہایت عمدہ ہی۔

پانی کے باہر پھرتا تھا کبھی کسی پتھر پر چڑھ جاتا تھا کبھی صاف پتھر پر دوڑتا تھا۔
ایک بڑی مچھلی بھی اور اُس پانی مین تھی وہ بھی اسی طرح سے دوڑی پھرتی
تھی۔ چھوٹی چھوٹی مچھلیون کو دیکھا کہ وہ کنکرون پر پھرتی تھین بہر نہج ایکوریم کے لحاظ سے
تو برائیٹن کی ایکوریم لنڈن کی ایکوریم سے مجھے اچھی معلوم ہوئی لیکن لنڈن کی
رائل ایکوریم مین اور بھی تماشے بہت ہوتے ہین ہر قسم کے۔ چندزولو اپنی اصلی
حالت پر وہان ہین عجیب وغریب طور سے کودتے ہین اور آوازین نکالتے ہین
اُنکے قد لمبے نہین ہین مگر بدن بہت چست ہی عورتون کے بدن بھی مثل مردونکے
کھنچے ہوئے اور خوب چست ہین ایک عورت جو سو گھنٹے پانی مین تیرتی ہے اسی
اکوریم مین ہے۔ اسکے قریب انڈیا آفس ہے یہ بھی بہت بڑی عمارت ہے۔
انڈیا آفس کے بہت قریب ایک وہ کھڑکی ہے جو بڑے تاریخی واقعہ کو یاد دلاتی ہی
یہ وہ جگہ ہے جہان چارلس اول بادشاہ انگلستان کو کرامول نے قتل کیا تھا۔
ٹاور آف لنڈن۔ یہ وہ مکان ہے جہان ایک بڑا اسلح خانہ ہے لاکھون آدمی
اگر دفعۃً کسی لڑائی پر بھیجنے ہون تو فوراً انکو ہتھیار مل سکتے ہین اسمین ملکہ معظمہ قیصر ہند کے
زیورات و تاج رکھے ہین۔ کوہ نور لاہور جو مشہور ہیرا ہے اسکی صورت و مقدار یہان
دیکھ سکتے ہین بادشاہون کی تصویرین اور پُرانے ہتھیار وغیرہ یہان رکھے ہین
یہی ٹاور کسی زمانہ مین جیلخانہ بھی تھا۔ سر والٹر ریلی جو ایک مشہور لائق شخص گزرا ہی
وہ اسی جگہ بارہ برس قید رہا تھا اسی ٹاور مین اُسی قید کے زمانہ مین بغیر مدد کسی

لنڈن کا سلح خانہ اور اسکا دوسرا سامان۔

کتاب کے اُس نے عالم کی تاریخ لکھی تھی ابتدا سے کچھ پہلے زمانۂ حضرت عیسیٰ تک
اکثر لوگ جو قید ہوئے تھے اُنھون نے دیوارون پر کچھ کچھ لکھا ہے وہ آج تک
وہان لکھا ہوا ہی۔

وہ کوٹھریان جنمین لوگ قید کیے جاتے تھے تنگ ہین اور روشنی وہوا کا موقع اُنمین
اچھا نہین ہی۔ ہتھیار یہان کثرت سے ہین مگر ایسے خوشنما طریقہ پر لگائے گئے ہین
کہ دل چاہتا ہی کہ اُنھین دیکھا کیجیے ایک چمن کہیے یا باغ کہیے یا ایک نہایت
آراستہ نگارخانہ کہیے سب کچھ سزا ہی۔ تمام در و دیوار وچھت ومحراب پر ہتھیار ہی
ہتھیار ہین تمام نقش ونگار دیوارون اور چھتون پر ہتھیارون سے بنائے گئے ہین۔

سینٹ جیمس پیلیس۔ یہ بھی ایک عمدہ مکان ہے لیوی کا جلسہ پرنس آف ویلز نے
اِسی مکان مین کیا تھا اسکے کمرے بڑے بڑے ہین لیوی کے دن اُسمین نہایت
ہی عمدہ جلسہ تھا ایک کمرہ مین سب لوگ حسب معمول جمع ہوئے سامنے سی سواری
پرنس آف ویلز کی آئی طلائی کام کی ایک گاڑی مین پرنس سوار تھے دو اور گاڑیون
مین ڈیوک آف کناٹ و ڈیوک آف ایڈنبرا تھے لیوی کے کمرہ مین پرنس آف ویلز
آکر کھڑے ہوئے اور اُنکے قریب دونو ڈیوک تھے ہر شخص جاتا تھا اور جیسا کہ قاعدہ ہے
سلام کرتا تھا پرنس مصافحہ کرتے تھے وہ آگے بڑھ کر دوسرے کمرہ مین چلا جاتا تھا
ہر شخص اپنا تعظیمی لباس پہنے تھا مین اور حمید اللہ ترکش کوٹ اور لال ٹوپی پہنے ہوئے
تھے ایک ہندوستانی رئیس اور تھے نواب عنایت علیخان رئیس مالیر کوٹلہ کے

سینٹ جیمس کا محل اور لیوی کا جلسہ

بھائی چونکہ اُنکا تعظیمی لباس پنجابی تھا اسلیے وہ اپنے پنجابی لباس مین تھے - ایرانی عہدہ دار ایک خاص قسم کی ایرانی ٹوپی پہنے ہوئے تھے ترکی افسر دن کے سر پر سرخ ٹوپی ترکی تھی جیسی ہم دو نوکی تھی - اس سینٹ جمیس پیلیس مین پرنس آف ویلز رہتے نہین ہین رہنے کا محل دوسرا ہی وہ بھی کہتے ہین کہ نہایت عمدہ ہے لیکن مین نے اُسکو نہین دیکھا ہی پارک بھی یہان متعدد ہین ہائڈ پارک اور کنزنگٹن گارڈنز وغیرہ یہان مشہور پارک ہین - یہ دونو پارک وسیع ہین ان مین دور دور تک سبز گھانس ہی متعدد پانی کے تالاب ہین ہائیڈ پارک مین چار بجے تخمیناً بڑا لطف ہوتا ہی وہان چند سڑکین ہین ایک سڑک پر روسا لندن کی صرف گاڑیان چلتی ہین اور دوسری پر صرف گھوڑے -

سیرگاہین

تمام ڈیوک اور لارڈ اور اُنکی لیڈیان گاڑیون پر سوار ہوتی ہین اور وہان سیر کو آتی ہین ہوا کھاتی ہین - اسقدر کثرت سواریون کی ہوتی ہے کہ کبھی دیکھنے مین نہین آئی پیدل آدمی کو اُس سڑک پر چلنے کی اجازت نہین ہی یہی حال گھوڑونکی سڑک کا ہے لیکن چونکہ یہ دونو سڑکین نہایت بڑی ہین اور پارک مین جو آدمی پھرتے ہین وہ ایک طرف سے دوسری طرف سڑک کے جاتے ہین اسیلیے یہ طریقہ مقرر ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد کانسٹبل گاڑیونکی سڑک کے بیچ مین کھڑا ہوجاتا ہے اُسوقت گاڑیان اُسی جگہ ٹھہر جاتی ہین اور راستہ صاف ہوجاتا ہی پیدل لوگ ایک طرف سے دوسری طرف چلے جاتے ہین پھر وہ ہٹ جاتا ہی

سیر کرنیوالے اور سیرگاہ کا انتظام -

گاڑیان چلنے لگتی ہین۔ اُسوقت کانسٹبل کے اختیار کو دیکھنا چاہیے کہ ڈیوک ہویا مارکوئس یا لارڈ فوراً اُنکی گاڑی وہین کی وہین ٹھہر جاتی ہی ایک قدم آگے نہین بڑھتی ہے اسی طرح گھوڑے کی سڑک پر مختلف مقامات پر کرسیان لوہے کی رکھی ہین تاکہ آدمی جب چاہے بیٹھ جاوے تمام لوگون کو اجازت ہی وہان جاوین اور پھرین۔ جب ہم یہان آیا ہین ملکۂ معظمہ قیصر ہند لندن مین تشریف نہین لائین تھی ایک۔ وز پرنس آف ویلز کے محل مالبرا ہوس واقع لندن ہین ملنے کو تشریف لائی تھین واپسی کا وقت سات بجے شام کا تھا ہائڈ پارک کے سامنے سی سواری نکلی جلوس کے ساتھ سواری نہین تھی محض سادہ طور سے ایک فٹن پر سوار تھین ہین اور حمید اللہ بھی اُس جلسہ مین ایک ایک کرسی پر وہان بیٹھے تھے ہزارہا آدمی اُس روز جمال جہان آرا اپنے شہنشاہ کا دیکھنے کو ہائڈ پارک کے اندر و باہر جمع تھے کثرت سے کرسیان تھین خاص آدمی کچھ فیس کے طور پر دیکر وہان بیٹھتے تھے جب حضور سواری نکلی بڑی گرمجوشی سے سب نے تعظیمی سلام کیے۔

زندہ چرند و پرند جانورونکا باغ۔

زولاجیکل گارڈن (جانورون کا باغ) یہ وہ جگہ ہے جہان زندہ چرند و پرند جمع ہین جیسے خوبصورت جانور ہمنے یہان دیکھے اور جس جس قسم کے دیکھے ویسے دیکھے تو کیا کبھی سُنے بھی نہین تھے۔ بہت سے تو جانور وہ تھے کہ جنکی قسم کے ہمنے پہلے دیکھے تھے گو ویسے نہین دیکھے تھے مثلاً طوطے صدہا قسم کے تھے گو ہمنے ایسے خوبصورت طوطے نہ دیکھے ہون لیکن طوطون کی نوع سے ہم واقف تھے۔

چھوٹی چھوٹی چڑیان ہر رنگ کی وہان تھین اور کیا کہون کیسی کیسی خوبصورت و خوش رنگ و مختلف رنگونکی تھین لیکن ہم کہہ سکتے ہین کہ ہمنے پہلے بھی چڑیان دیکھی تھین۔

کیا خاک ہمنے پہلے دیکھا تھا ایسا ہی دیکھا تھا جیسا کہ ہم ایک عمدہ روشنی کے لیمپ کو دیکھین اور پھر اپنے ڈیوٹ کو خیال کرکے کہین کہ ہمنے بھی ایک روشنی کا آلہ پہلے دیکھا ہی۔ گو قسم جدا ہو مگر نوع تو وہی ہے ایسی ہی اُن طوطون اور چڑیونکی مشابہت ہی اور اور چیزون کے سوا جنکو ہمنے اس ملک مین دیکھا عقاب وہان عجیب عجیب صورت کے دیکھے نام تو اُنکا ہمنے اپنے ملک مین سُنا تھا صورت بھی دیکھی تھی مگر ایک جانور ہمنے یہان دیکھا اُسکا نام کنگرو ہے اس جانور کے پچھلے پانون تو بہت بڑے ہین اور اگلے بہت ہی چھوٹے ہین یہ پچھلے پانوون سے عجب طرح سے پھدک پھدک کے چلتا ہی پیٹ مین اُسکے ایک سوراخ ہے اور تھیلی کی طرح سے اُسکے پیٹ مین بنا ہوا ہے اپنے بچے کو چلنے اور پھدکنے کیوقت اُس سوراخ کے اندر تھیلی مین بٹھا لیتا ہے۔

چوپایون کا ذکر۔

ایک دوسرا جانور چوپایہ صحرائی ہے اُسکا پچھلا دھڑ بہت بھاری ہی بدن پر بڑے بڑے بال ہین لیکن سر نہایت چھوٹا ہے اور مُنہ ایسی قطع کا ہے کہ اُسکو چھوٹی سونڈ سے تشبیہ دو یا بڑی چونچ سے کچھ عجیب طرح سے سر کے پاس سے گول و لمبا ہوتے ہوتے تھوتنی تک آیا ہی۔

ہپّو پاٹمس

تیسرا ایک پانی کا جانور تھا وہ اسقدر بڑا اور موٹا تھا جیسا کہ کوئی بہت بڑا بھینسا یا بڑا گینڈا ہو لیکن ہندوستان مین تو ایسا موٹا اور بڑا بھینسا ہمنے نہین دیکھا حصار کی بڑی سی بڑی بھینس سے بھی اسکو کچھ بڑا سمجھنا چاہیے اور موٹا۔ برائیٹن مین جو ہمنے لائن آف دی سی دیکھا تھا کلانی و موٹاپے مین اُسکی کچھ بھی حقیقت نہین ہے۔ یہ جانور پانی سے باہر نکل کر اُسی طرح سے پھرتا تھا جس طرح کوئی بہت بڑا بھینسا زمین پر پھرتا ہی۔

شیر

شیر بھی یہان مختلف ملکون کے تھے اور ملکون کے شیر تو قوی نہین تھے لیکن افریقہ کا شیر البتہ بڑا تھا اور وہ قد و قامت مین ہمارے ملک کے شیر سے بڑا معلوم ہوتا تھا لیکن جب خوب غور کرو تو جو شجاعت و تیزی ہمارے ملک کے شیر مین معلوم ہوتی تھی وہ اسمین بھی نہین تھی وہ سست و کاہل معلوم ہوتا تھا۔

کتب خانے و عجائب خانے

برٹش میوزیم و لائبریری۔ یہ مکان نہایت عظیم الشان ہے اُسکے کمرے نہایت ہی وسیع ہین اسی ایک مکان مین میوزیم بھی ہے اور لائبریری بھی ہے۔ لاکھون کتابین وہان ہین ریڈنگ روم جدا ہے جسکا دل چاہے اجازت لیکر وہان جاوے جس کتاب کو چاہے نکلوائے اور جبتک چاہے وہان پڑھے ہزارون قسم کے سکے ہزارون قسم کی چیزین جو ہسٹری سے متعلق ہین اور جو کتابون مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک جاؤ تو شاید ملین وہان سب آنکھون کے سامنے رکھی پاؤگے۔

مین جتنی دیر اور جبتک وہان رہا مجھکو اپنے دوست منشی محمد ذکاءاللہ صاحب

پروفیسر میور کالج یاد آئے اسلیے کہ اُنکو تاریخ سے اور اس قسم کی تحقیقات سے بڑا شوق ہے اگر وہ ہوتے تو دن بھر لائبریری مین رہتے میوزیم مین جاؤ ہزار ہا تصویرین پتھر کی ہین تمام چیزون کے خدا وہان دیکھو گے کہین راگ گانے کا خدا رکھا ہی کہین عشق کا خدا کھڑا ہی ایک دو خدا ہون تو آدمی لکھے بھی۔ صدہا خدا وہان موجود ہین۔ اکثر بادشاہون کی تصاویر ہین۔

میوزیم کا تذکرہ

بہت سی ممیان وہان رکھی ہین مین نے یورپ مین جہان اور چیزون پر التفات کیا ممیون پر زیادہ غور کیا اور اس سے میری بہت سی اغراض تھین۔ یہ لاشین ہزارہ ون برس کی ہین اور آجتک مردہ کا جسم اُنمین باقی ہی صورت صاف معلوم ہوتی ہی ہاتھ پاؤن قدوقامت کچھ بگڑا نہین ہی۔ برٹش میوزیم کے دیکھنے کے بعد مین یہ کہہ سکتا ہون کہ مین نے ممی کو جہانتک ممکن ہے خوب دیکھا ہے اور اس میوزیم سے زیادہ کہین اور نہ جمع نہین ہین۔

مجھکو یہ تلاش تھی کہ کہین نوگزے قد کی ممی مین دیکھون اسلیے کہ سُنتے تھے کہ پہلے زمانہ مین نوگزے آدمی ہوتے تھے لیکن مجکو کہین نشان بھی نہ ملا کوئی نوگزا تو کیا تین گزا بھی نہ ملا۔

له مصر کے ملک مین یہ دستور تھا کہ جب کوئی نامور آدمی مرتا تھا تو اُسکو ایک قسم کا مصالحہ لگاتے اور نہایت چُست کفن مین اُسکو لپیٹتے تھے پانوون مین اُسکے بطور شوز یا بوٹ یا موزے کے پہناتے تھے اور اُسکے قد کے برابر بطور قبر کے پتھر کو تراش کر مردے کو اُسمین رکھتے تھے اور دوسرا پتھر اُسکے اوپر ڈھانک دیتے تھے۔

پسلیان ہڈیان سب کی بجنسہ باقی ہین کہین ضغطہ کے شہور آثار نمایان نہین پائی گئی۔ عجب اسقدر بڑے بڑے اجسام باقی ہین اور توقع نہین ہی کہ آیندہ بھی کوئی صورت اُنکے زوال و انعدام کی ہی تو اجزائے لاتیجزی کی بحث و مناظرہ قابل تامل کی ہی۔

مردہ جانور

جانور مردہ ہزارون قسم کے وہان ہین تمام ملکون کے عجیب و غریب۔ ہم اپنے ملک مین پدے کو سب سے چھوٹا جانور جانتے ہین اور ہمارا خیال تھا کہ شائد اُس سے چھوٹا کوئی جانور نہ ہوتا ہوگا یہان ہمنے اُسکے قد و قامت سے بھی نصف جانور دیکھے اور کیسے خوشرنگ اور عجیب کہ کیا کہون تصویر اس کی لکھنی مشکل ہے۔

بندر

بعض ایسے محقق پیدا ہوئے ہین جو یہ کہتے ہین کہ انسان ابتدائً بندر کی قسم تھا اس پر لوگ ہنسی سے کہا کرتے تھے کہ اگر بندر تھا تو صورت تو ہلا بدلتے بدلتے بدل گئی لیکن دُم کیا ہوگئی۔ جب مین میوزیم مین بندرون کے مقام پر پہنچا تو مجکو بے دم کے بندر کی تلاش ہوئی۔ جو یندہ یابندہ دیکھتا ہون کہ ایک بڑی شیشہ مین ایک بڑا اجگا دری بندر بن دُم کا کھڑا ہی یہ بندر ایک چھوٹے قد کے آدمی کے برابر ہے۔ میری یہ رائے نہین ہی کہ انسان بندر کی نسل ہی لیکن وہ محقق کہہ سکتا ہے کہ اسی بے دُم کے بندر کی نسل سے آدمی ہوگیا ہی رفتہ رفتہ۔ وہ صرف تنہا ہی نہین تھا اُسی نسل سے اور اُسی قوم کے اور بھی کئی بندر وہان تھے مگر اُس سے بہت چھوٹے تھے۔

ٹائمز کا کارخانہ

ٹائمز جو مشہور اخبار لندن کا ہی اُسکے کارخانے کے دیکھنے کا مجھکو شوق تھا کہ
کیونکر لاکھون اخبار اُس پر چھپ جاتے ہین مجکو یہ تامل تھا کہ وہ ٹیپ ایسا مضبوط
کونسا ہی جسپر لاکھون داب پڑتے ہین اور وہ خراب نہین ہوتا چنانچہ مین گیا اور
دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہان تو طریقہ ہی اور ہی۔

چھاپہ کا بیان

اول کمپوز کرتے ہین جب کمپوز ہو جاتا ہی تو اُسکو ایک کاغذ پر جو خاص طور سے
تیار کیا گیا ہی اور وہ ذرا موٹا کاغذ ہی جیسا چھاپہ خانون مین استر کا کاغذ ہوتا ہے
چھاپتے ہین اُن حرفون کا نشان اُس کاغذ پر آجاتا ہی پھر ایک کل ہی اُسمین شیشہ
پگھلا کر ڈالتے ہین وہ کل مقعر ہے اور اُس کاغذ کو بھی اُس مین رکھدیتے ہین
بیچ مین دبنے مین وہ شیشہ جو پانی کی طرح پگھلا کے ڈالا تھا وہ ایک موٹی سی
چادر بن جاتا ہے اور اُس کاغذ کے تمام حروف ونقوش اُس پر آجاتے ہین
اُسکو لیجا کر ایک کل پر جو بیلن کی صورت ہی چڑھا دیتے ہین گویا وہ کاپی ہوئی
وہ بیلن کل کے ذریعہ سے جسکو انجن حرکت دیتا ہے چکر کھاتی ہی ایک دوسرا
بہت بڑا بیلن ہے ایسی صورت کا جیسا ہمارے ملک مین وہ پتھر ہوتا ہے
جو سڑکون پر پھرایا جاتا ہی اُسپر کاغذ لپٹا ہوا ہوتا ہے وہ کاغذ ٹائمز کا اسقدر اُسپر
لپٹا تھا کہ اگر کھولا جاوے تو چند میل کا طول ہو وہ بیلن حرکت کرتا ہے اور کاغذ
اُس پر سے کھُل کھُل کر اُس دوسرے بیلن کے نیچے گزرتا ہے جس پر وہ ٹیپ کی
چادر چڑھی ہوئی ہے اور چادر اُس کاغذ کو دابتی ہے کاغذ چھپتا چلا جاتا ہے

اُس بیلن پر ایک کل سے ہر مرتبہ سیاہی لگی رہتی ہے اُس بیلن کے نیچے سے ہوکر آگے بڑھکر اُسی کل مین وہ چھپا ہوا کاغذ مڑتا ہے اور کٹتا ہے اور چوتہ ہوکر ایک خانہ مین آپڑتا ہے۔ ایک لڑکا تیرہ چودہ برس کا کھڑا ہی وہ اُنکو اُٹھاتا رہتا ہی ہزارون پرچے دم بھر مین چھپ کر کٹ کر مُڑ کر تیار ہو جاتے ہین۔ مجھکو یہ کل نہایت ہی عجیب و غریب معلوم ہوئی اس لیے کہ اس سے پہلے مین نے کبھی کلون کو اس قسم کی نہ دیکھا تھا۔

توپ بندوق بنانیکے کارخانے۔

لیکن جب مین نے وولچ کو جاکر دیکھا جہان توپ و بندوق وغیرہ کا کارخانہ ہی اور پورٹس موتھ مین گیا جہان جہازون کا کارخانہ ہے اور وہان کی کلین دیکھین تو اُسکی پھر کچھ بھی حقیقت نہین معلوم ہوتی تھی بلکہ وہ ایک کھیل کی کل معلوم ہوتی تھی ہمارے سامنے ایک توپ پر لوہا چڑھایا گیا بہت سے مختلف کام ہمارے سامنے ہوئے اور ہمکو دکھائے گئے ہماری عقل حیران تھی۔ جو کام اُن کلون کے ذریعہ سے معدودے چند اشخاص لیتے ہین اور کرتے ہین وہ سیکڑون بلکہ شائد ہزارون سے بھی نہین ہوسکتے۔ ممکن نہین ہے کہ جو کچھ مین نے وہان دیکھا مین اُسکو بیان کرسکون ہان اگر ہر کل کی تصویر لکھون اور تمام اُسکی کیفیات و حرکات بیان کرون تو شائد کچھ سمجھ مین آوے لیکن شائد ہر کل پر ایک رسالہ ہونا چاہیے اور وہ بھی اس کے ماہر کا۔ جس توپ پر میرے سامنے لوہا چڑھایا گیا تھا وہ بہت ہی بڑی توپ تھی (اسوقت تو مین نے وزن بھی اُسکا معلوم کیا تھا مگر اب یاد نہین رہا) اور اُس کام کو

پانچ چار آدمی کر رہے تھے اُس توپ کو اگر پچاس بیل لگین تو اُسطرح حرکت نہ دیسکین جسطرح وہ چند آدمی کر رہے تھے ایک بہت موٹی چادر تھی وہ ادنی حرکت سے کل کی اُس توپ پر چڑھتی چلی جاتی تھی۔ جب چادر چڑھ چکی تو ایک دوسری کل نے اُسکو اُٹھا لیا اور ایک دور فاصلہ پر لے گئی جہان ایک گھن تھا معلوم نہین کہ وہ گھن کسقدر سو یا کئی ہزار من کا تھا توپ اُسکے نیچے رکھدی گئی اور گھن اُسپر پڑنا شروع ہوا اسقدر عظیم الشان گھن ایک ادنی حرکت سے چلتا تھا اس ولیچ اور پورٹس موتھ کارخانہ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ انگلستان کیا چیز ہے اور وہ کیسی زبردست ہی اور اُن کارخانون کے ذریعہ سے اُسکی بری و بحری شان و شوکت کیا ہی۔ یہ ولیچ کا کارخانہ وہ ہے کہ جسقدر آلات حرب و سامان چاہو اہین تھوڑے دنون مین تیار ہو سکتا ہی جو عہدہ دار کہ پورٹسمتھ مین مجھکو جہازونکوا ور کارخانہ کو جہاز کے بننے کے دکھاتا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ اگر آج حکم ہو تو مین ایک ہفتہ مین بارہ جہاز مرتب کر کے روانہ کر سکتا ہون یہ اُسوقت اُس نے کہا تھا جب مین نے اُس سے بعض جہازون کی نسبت جو نامرتب تھے پوچھا تھا۔ پھر یہ ایک ہی کارخانہ نہین ہے متعدد کارخانے جہازون کے اور بھی ہین اور یہ تو سرکاری کارخانے ہین جو کمپنیان اپنے کارخانے جدا کرتی ہین وہ بہت ہین۔ جب مین گلاسگو مین گیا جو ایک مشہور شہر اسکاٹلنڈ کا ہی وہان مین نے ایک کمپنی کا کارخانہ لوہے کا دیکھا اور تعجب کیا۔ اس کمپنی نے شہنشاہ روس کی فرمایش کا وہ جہاز سیر دریا کا بنایا ہے

جو مشہور ہے اور اخبارون مین مشتہر ہو چکا ہے - یہ جہاز اس قدر بڑا اور خوبصورت ہی
کہ ایسا جہاز اب تک نہین بنا یہ جہاز ابھی پورا تیار نہین ہوا ہے مین نے اُسکو دیکھا
تمام کمرون مین اور چھت پر اُسکے پھرا کچھ شبہ نہین ہی کہ بے نظیر جہاز ہے ایسی ایسی
کمپنیان متعدد ہین اور گورنمنٹ خود اُنسے کام لیتی ہے - پورٹس موتھ مین وہ جہاز
نلسن کا ہی جسمین وہ گولی سے اُسوقت مرا تھا جب نپولین اول شہنشاہ فرانس کو
اُس نے شکست دی تھی اُس جہاز مین مین گیا - نلسن کے زخمی ہونے کی جگہ
اور گولی لگنے کی جگہ اور تمام مقامات دیکھے یہ جہاز بادی ہے ۳۲ توپین اُس پر
چڑھی ہین اُسوقت تک دُخانی جہاز کا ایجاد نہ ہوا تھا -

اطراف لندن کے قابل ذکر مکان

خاص لندن کے سوا اطراف لندن مین دو مکان بڑے نامی و عالیشان ہین
ایک کرسٹل پیلیس دوسرا الگزنڈرا پیلیس مکان کیا ہین بڑے محل ہین بلکہ اگر یہ کہو کہ
اُنکے اندر متعدد محل ہین تو بھی بجا ہے - ان دونو جگہون مین ہر روز گویا کوئی
نہ کوئی میلہ رہتا ہے ہمیشہ تماشے ہوتے ہین اُنکے اندر سوداگرون کی دُکانین
ہین بطور بازار کے اُسکے اندر تھیٹر ہین - آپرا ہین - ہوٹل ہین آتشبازی جو کرسٹل
پیلیس مین چھوٹتی ہے مشہور ہے - ہمارے ملک مین جب لارڈ لٹن نے دربار
کیا تھا ۱۸۷۷ء مین اُسوقت آتشبازی چھوٹی تھی اُسکی بڑی تعریف تھی - اور
فی الحقیقت وہ تعریف کے لائق تھی - ہمارے ملک مین کسی نے ایسی نہین دیکھی
تھی - مگر جو آتشبازی ہمنے کرسٹل پیلیس مین چھوٹتی دیکھی وہ ہماری اُس دلی کی

آتشبازی سے بھی عمدہ تھی ہمنے الگزنڈرہ پیلیس اُسدن دیکھا تھا جب اُسمین پھولونکی ایک بڑی نمایش ہوئی تھی۔ گلاب کے پھول اسقدر بڑے اور خوش رنگ کبھی نہ دیکھے نہ شائد دیکھین گے۔"

جو گھوڑدوڑ ڈیوک آف رچمنڈ کے مشہور و معروف پارک میں ہوتی ہین اُن کو مولوی صاحب نے بمقابلہ ڈربی گھوڑدوڑ کے زیادہ پسند فرمایا۔

اُنکے حالات آپ نے اپنے سفرنامہ مین حسب ذیل تحریر فرمائے ہین:۔

"چسٹر ایک چھوٹا قصبہ ہی ایک مشہور گھوڑدوڑ یہان ہوتی ہے اُسکے دیکھنے کو ہم گئے تھے جیساکہ ڈربی ریس مین ایک پونڈ کا ٹکٹ تھا اسمین بھی ایک پونڈ کا تھا۔ حمید اللہ بھی میرے ہمراہ تھے۔ پرنس آف ویلز اُسکے صدرنشین تھے رائل فیملی کے لوگ بھی وہان موجود تھی جسقدر لباس خوشنما لیڈیون کے یہان تھے ایسی بہئیت مجموعی کبھی دیکھنے مین نہین آئے یہ ریس بالخصوص پوشاک کے باب مین مشہور ہی۔ بڑا لطف یہ تھا کہ معزز اشخاص اپنی لنچ کا سامان سب وہان لیجاتی ہین وہ رکھا ہوا ہر جگہ ایسا عمدہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا لطف بیان نہین ہوسکتا یہ ایک نہایت پُرتکلف میلہ تھا۔"

چسٹر کی گھوڑدوڑ

بمقام ونڈسر مولوی صاحب نے شاہی محلات کی سیر فرمائی جس کا حال آپ نے

لہ سفرنامۂ اُردو صفحہ ۱۳۱۔

حسب ذیل تحریر فرمایا ہے ۔

ونڈسر یا ونڈزر ایک مختصر شہر ہے ملکہ معظمہ قیصر ہند کا محل خاص اور پارک وباغ اسی شہر مین ہے اس خاص محل کا نام کاسل ہی جن ایام مین ملکہ معظمہ قیصر ہند وہان تشریف نہین رکھتی ہین اور اسکاٹلینڈ وغیرہ مین رونق افزا ہوتی ہین تو ہر شخص کاسل کو گیارہ بجے کے بعد جاکر بغیر کسی خاص حکم کے دیکھ سکتا ہی۔ ریلوے اسٹیشن و کاسل کی بیچ مین ایک مکان ہی سیر کرنیوالے کو اُسمین جانا چاہیے اور اپنے نام کا کارڈ دینا چاہیے کارڈ کو لیکر وہ شخص جو وہان ٹکٹ تقسیم کرتا ہے ایک ٹکٹ دیگا اُسکو لے کر کاسل کے اندر جانا چاہیے داخلہ کے دروازہ پر دربان اُس ٹکٹ کو لے لیتا ہی اور سیر کرنیوالے کے سامنے ایک کتاب پیش کرتا ہے سیر کرنیوالے کو اُسمین اپنا پورا نام اور پتہ کہ کہان سے وہ آیا ہی اور کیا عہدہ ہی لکھنا ہوتا ہی اسکے بعد وہ اندر جاتا ہی اور ایک کمرہ مین جہان بینچ بچھے ہوئے ہین ٹھہرتا ہے۔ ہر پندرہ منٹ کے بعد گائڈ آتا ہے اور جسقدر لوگ اُس کمرہ مین جمع ہو جاتے ہین اُنکو اپنے ہمراہ ہر ہر کمرہ مین لیجاتا ہے اور سیر کراتا ہے اور جو جو تصاویر وغیرہ اُن کمرون مین لگی ہوئی ہین یا خاص اسباب رکھا ہوا ہی اُنکے متعلق حالات بیان کرتا ہے اور ہر ہر کمرہ کی نسبت کہتا ہے کہ یہ ڈائیننگ روم ہے یہ خاص نشست کا کمرہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ کمرے وسیع ہین اور بڑی بڑی بیش قیمت پینٹنگ کی تصویرین اس مین لگی

ونڈسر کے محل و باغ

؎ دیکھو سفرنامۂ اُردو کے صفحات ۱۳۳ تا ۱۳۸۔

ہوئی ہین ڈائننگ روم اسقدر وسیع ہے کہ کئی سو آدمی اُسمین کھا سکتے ہین یہ کاسل
گو بطور قلعہ کے ہے لیکن کچھ لڑائی کا قلعہ نہین ہے نہ اس قسم کا خوبصورت قلعہ ہے جیسا کہ
ہماری دہلی کا نہ اُسکی ایسی خوبصورت چار دیواری ہے جیسی دہلی یا آگرہ کے قلعہ کی
پتھر کی چنائی ہے۔ البتہ سامنے صحن مین ایک چمن پھولون کا نہایت خوش نما ہے اور
اُسمین فوارہ چھوٹتا ہے۔ صدہا برس سے بادشاہان انگلستان اسمین رہتے چلے آتی
ہین پارک نہایت وسیع ہے اسی پارک مین وہ مکان ہے جسمین ملکہ معظمہ قیصر ہند
کیواسطے مکھن کھانے کا بنتا ہے۔ اسمین خاص پرند جانور ہین اسمین خاص کتے ہین
اسمین خاص مویشی خانہ ہے جیسی بڑی وخوبصورت گائین و بیل ہمنے اس مویشی خانہ
مین دیکھے ایسے پہلے کبھی نہین دیکھے تھے۔ مویشی خانہ کے قریب ہم ایک سمت کو
گئے وہان ہمکو نہایت ہی متعفن بو آئی ہم جلدی جلدی آگے بڑہے تاکہ اُس بدبو سے
نجات پاوین چند قدم چلے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ وہان چند سور ہین وہ سوروں کے
رہنے کا و پرورش پانے کا موقع تھا۔ یہ سور معمولی صورت کے تھے مگر خوب موٹے
لیکن نہایت بدبو کی حالت مین۔ اسوقت معلوم ہوا کہ وہ بدبو انھین کی تھی ہم فوراً
وہان سے واپس آئے۔

اُن مکانات کے اور اُن جانورون کے دیکھنے و سیر کیواسطے ایک معزز
افسر کے خاص حکم کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ حکم اُن مکانات کے مہتمم کو دیا
جاتا ہے جسکی اجازت سے اُن تمام مکانون اور چیزون کو دیکھ سکتے ہین۔

اسی پارک کے متصل ایک نہایت وسیع ولاجواب باغ ہے جسمین سوائے انبہ کے تمام قسم کے میوے موجود ہین ہر قسم کے پھول عجیب عجیب رنگ کی خوشرنگ پتون کے درخت مختلف اقسام کے۔ بیلون کے درخت نہایت ہی خوشنما۔ مین نے مختلف گرم ملک کے میوے مہتمم سے پوچھے اور اُنھون نے وہ مجھے دکھائے سرخ مرچ جسقدر موٹی اور بڑی اس باغ مین تھی ایسی ہمارے ملک مین بہت ہی کم ہوتی ہے۔

ایک قسم کے اور رنگ کے پھول سے مختلف اقسام کے ورنگ کے پھول بنے ہوئے ایک خوش رنگ پتے کے درخت سی مختلف قسم کے خوشرنگ پتونکی درخت بنے ہوئے ہمنے وہان دیکھے۔ اکثر میوہ دار اور پھولون اور پتون کی درخت شیشے کے مکان مین تھے جس ملک کا درخت تھا اُسی ملک کی آب وہوا اُس مکان مین معلوم ہوتی تھی۔ نل اور بھاپ کے ذریعہ سے گرمی وسردی کی کیفیت کی تبدیلی کی گئی تھی۔

بہت سے میوے وہان لگے ہوئے تھے اور صورت سے نہایت ہی پختہ اور لذیذ معلوم ہوتے تھے لیکن افسوس کہ ہم اُنکے کھانے کے مجاز نہ تھے۔

کاسل سے تخمیناً آدھ میل کے فاصلہ پر وہ مدرسہ ہے جسکا نام ایٹن ہے ایک یہ ایٹن اور دوسرا ہیرو یہ دو مدرسے بطور ہائی اسکولون کے ہین اکثر امرا اور روسا ومعزز اشخاص کے لڑکے ان ہی مدرسون مین پڑھتے ہین ونڈسر کے تلے نیچے

دریا بہتا ہے۔ بلحاظ ہمارے ملک کے یہ بات تعجب کی ہی کہ شہر ونڈسر صدہا سال سی توشاہان انگلستان کا مسکن ہی لیکن وہ نہایت ہی کم رونق ہے چاہیے تھا کہ جب بادشاہ یہان رہتے تھے تو اور ڈیوک ولارڈ ورؤسا بھی وہان آباد ہوتے اور اس طرح سے وہ ایک عظیم الشان شہر ہوجاتا ویر رونق لیکن یہ کچھ بھی نہین ہی۔

ملکہ معظمہ انگلستان وقیصر ہند جنکی قوت وعظمت وشوکت آج دنیا مین تسلیم کیجاتی ہے جنکی عملداری مین کسی وقت آفتاب غروب نہین ہوتا ہی جب انکی اُس ذاتی مختصر مویشی خانے اور دیگر کارخانون کو دیکھا جاوے تو وہ ہندوستان کے ایک راجہ کے کارخانہ سے بھی کم معلوم ہوتا ہے اور شائد یہ امر ایشیائی خیالات کے موافق بُرے دل سی دیکھا جاوے لیکن جب غور کیا جاوے تو یہ دانشمندانہ طریقہ وطرز تمدن ومعاشرتِ شاہانِ یورپ بے انتہا قدر وتعریف کے لائق ہی اور اُسکی عمدگی ونتائج پر شائد ایک بڑی کتاب تحریر ہوسکتی ہے۔"

اسکاٹ لینڈ کے حالات

اسکاٹ لینڈ مین مولوی صاحب نے اڈنبرا۔ گلاسکو۔ انورنس۔ کریف۔ پرتھ۔ ابرڈین اور راوبن کی سیر فرمائی اور ان سب مقامات کے مختصر حالات آپ نے اپنے سفرنامہ مین قلم بند فرمائے ہین جو حسب ذیل ہین:۔

"اسکاٹ لینڈ مین سب سے زیادہ عمدہ چیز جو دیکھنے وسیر کے لائق ہی وہ لیکس (جھیلین) ہین متعدد جھیلین ہین لیکن لاخ لومنڈ ولاخ کیترن بہت بڑی فرحت

صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸ سفرنامۂ اردو

دو جھیلین ہین ہر ایک جھیل کئی کئی میل مین ہی اور دونو طرف جھیلون کے وہی سطح سبز پہاڑ واقع ہین جو لطف اُس پانی کا اور اُن پہاڑون کا ہے وہ وہی شخص جان سکتا ہی جو اُن جھیلون مین پھرا ہو۔ ان دونو جھیلون مین بوٹ مین بیٹھکر ایکطرف سی دوسری طرف جاتے ہین بوٹ تمام جھیل مین ہر طرف پھرتا ہے اور سیر کرنیوالون کو سیر کراتا ہے۔"

سفر ولایت سے مراجعت

مولوی صاحب ۱۲- اکتوبر ۱۸۷۰ء کو جہاز سورت پر مراجعت فرمائے بمبئی ہوئے آپ کے استقبال کیلیے علیگڈھ سے سید صاحب اور خواجہ محمد یوسف صاحب اور حیدر آباد سے نواب محسن الملک بمبئی تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ سفرنامہ مین آپنے اپنے واپس ہونیکا حال حسب ذیل تحریر فرمایا ہے:-

بمبئی پہنچنا

"تھوڑی دیر کے بعد دخانی بوٹ آیا اور مین مع اپنے ضروری اسباب ہمراہی کے اُس پر سوار ہوا جسوقت بندر پر پہنچا تو مین نے دیکھا کہ جناب مولوی سید احمد خان صاحب و خواجہ محمد یوسف صاحب میرے لینے کو کھڑے ہین مین اُترا اور اُنسے ملا۔ مولوی مہدی علی صاحب کے نہ ہونیکا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ مرض تو زائل ہوگیا ہی مگر قوت استقدر نہین ہے کہ وہ آتے۔ وہان سے ہم سب سوار ہو کر مولوی مہدی علی صاحب کی کوٹھی پر پہنچے اُسی شب کو ناخدا محمد علی روغی صاحب کے ہان دعوت تھی مین نے وضو کیا نماز پڑھی اور کھانا کھانے کو مین اور مولوی سید مہدی علی صاحب

---

[۱] دیکھو سفرنامۂ اُردو کے صفحات ۱۶۲ تا ۱۷۰۔

اور جناب مولوی سید احمد خانصاحب بہادر ناخدا صاحب کے دولتخانہ پر گئے اور کھانا کھایا۔

بمبی کی دعوت

دعوت انگریزی طریقہ پر تھی کرسیون پر نشست تھی اور میز پر کھانا تھا کھانے مین انگریز پارسی مسلمان اور ہندو سب شریک تھے ہندوستان مین ایسی مجموعی حیثیت کا ڈنر بہت ہی کم ہوتا تھا سب لوگ نہایت خوش تھے کھانیکے بعد چار پیتے رہے باتین کرتے رہے۔ مولوی سید مھدی علی صاحب اپنے ضعف کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد اپنی کوٹھی پر چلے گئے تھے مگر اور سب لوگ دس گیارہ بجے تک بیٹھے باتین کرتے رہے گیارہ بجے کے قریب جلسہ نہایت مسرت سے برخاست ہوا۔

بمبی سے علیگڈھ کو روانگی

۱۴۔ اکتوبر کو نماز عصر کے وقت مین اور جناب سید احمد خانصاحب۔ اور خواجہ محمد یوسف صاحب بمبی سے روانہ ہوئے۔ ۱۶ کی صبح کو سب الہ آباد پہنچے۔ منشی محمد ذکاءاللہ صاحب اسٹیشن پر ہمارے منتظر کھڑے تھے ہم سب اُنکے دولتخانہ پر گئے اور تمام دن الہ آباد مین رہے۔ شب کو الہ آباد سے روانہ ہوئے۔ جسوقت ہم ٹونڈلے پہنچے تو ہمارے چند دوست اور طالب علم مدرستہ العلوم جو علیگڈھ سے ہمارے استقبال کو گئے تھے ہمسے ملے۔ جب ہم ہاتھرس پہنچے تو دوسرا گروہ ہمارے دوستون اور طالب علمان مدرستہ العلوم کا ہم سے ملا۔ قریب گیارہ بجے کے جسوقت ہماری ٹرین علیگڈھ کے اسٹیشن پر پہنچی تو بڑا مجمع ہمارے ملنے کو جمع تھا۔

علیگڈھ مین واپسی اور اختتام سفر

ہم اُترے اور سب سے نہایت خوشی سے ملے۔ جناب راجہ سید باقر علیخانصاحب

رئیس بنڈراول نے ہماری اور ہمارے ساتھ بہت سے دوستون کی نہایت پر تکلف دعوت کی یہ جلسہ دعوت کا جناب مولوی سید احمد خالصاحب بہادر کی کوٹھی پر تھا سب نے میز وکرسی پر کھانا کھایا اور راجہ صاحب کی محبت وعنایت کا شکریہ ادا کیا سب ہمارے دوست ہمسے اور ہم سب سے ملے - اسطرح سفر کا اختتام ہوگیا - علیگڈھ ہی سے سفر کا آغاز ہوا تھا اور وہین انجام ہوا"

ولایت سے واپسی کے بعد کے مشاغل

سفر ولایت سے واپس تشریف لانیکے بعد آپ سرکاری کامونمین مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ زیادہ تر مدرستہ العلوم علیگڈھ کے انتظام مین مصروف رہے - اسی اثنا یعنی ۱۸۸۳ء مین آپ کلکتہ کی نمایش کی سیر کو بھی تشریف لے گئے -

سیر نمایش کلکتہ -

اسی سال آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو مقرر کیے گئے -

فیلوشپ کلکتہ یونیورسٹی

مضامین سفر ولایت کا مخذ

اتفاق سے تہذیب الاخلاق کے دو پرچے بابت ماہ شوال و ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء ہمین ملے ہین جنمین مولوی صاحب کے سفر یوروپ کی مسلسل حالات چھپے تھے اور اُن ہی سے نقل ہوکر بشکل کتاب یہ حالات عمدۃ المطابع امروہہ مین چھپکر شایع ہوئے تھے - اس کتاب مین ہمنے حالات سفر سفر نامہ آخر الذکر سے نقل کیے ہین جیسا کہ اوپر ظاہر کیا جاچکا ہے -

باب ہشتم

سیاحت مصر

خدمات مصر کیلیے گورنمنٹ کا مولوی صاحب کو منتخب کرنا۔

سنہ ۱۸۸۴ء مین جسوقت ارل ناتھ بروک باتقابہ سابق وائسرائے وگورنر جنرل کشور ہند لارڈ ہائی کمشنر بناکر مصر بھیجے گئے تو اُنھون نے ایک لائق وقابل شخص کے بیبھیجے جانیکی خواہش ظاہر کی اور گورنمنٹ ہند نے مولوی صاحب کو بوجہ آپکی مشہور لیاقت وقابلیت اور جفاکشی ومستعدی کے مصر بھیجنے کے لیے انتخاب فرمایا چنانچہ اس بارہ مین جوچھیات سر آکلنڈ کالون نے ہزاکسلنسی وایسرائے کے ایماسے لکھی تھین اُنکا اور نیز گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی کے سکرٹری کی چھٹی کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی:-

سکرٹری گورنمنٹ ہند کی چٹھی

اُزمقام شملہ — ۱۴- اگسٹ سنہ ۱۸۸۴ء

پنجشنبہ

میرے پیارے مولوی !

مجھسے ہزاکسلنسی وائسرائے بہادر نے بحکم لارڈ ناتھ بروک بہادر یہ درخواست کی ہی کہ ایک شریف مسلمان کو دوماہ کے لیے مصر جا بینکے واسطے بھراہی لارڈ نارتھ بروک بہادر نامزد کیا جاوے - مین نے جرأت کرکے آپ کو نامزد کردیا ہے -

لارڈ نارتھ بروک بہادر نے بھی اتفاق رائے کیا - ایک دوروز مین آپ کو لفٹنٹ گورنر بہادر سے معلوم ہوجاویگا - مین امیدکرتا ہون کہ آپ اُسکو قبول فرماوینگے

ستمبر کے دوسرے ہفتہ تک آپکو مصر مین ہونا چاہیے اور آپ کو ۲ ستمبر کی میل سے ضرور روانہ ہوجانا چاہیے۔

مین دیکھ لونگا کہ آپکی رخصت اور الونس کا مناسب طور سے انتظام ہوگیا ہی یا نہین۔ اور اُس سے اطلاع دونگا۔

مجھکو یہ تو نہین معلوم ہی کہ آپکے فرائض کیا ہونگے لیکن آمین کچھ شک نہین ہے کہ آپ اپنے فرائض منصبی کو نہایت کوشش اور قابلیت کے ساتھ انجام دینگے۔

مین خیال کرتا ہون کہ آپکا قیام دو ماہ تک قاہرہ مین رہیگا۔ جو ہر طرح سے نہایت دلچسپ مقام ہی۔ آپ کا دوست صادق

اے۔ کالون

پرایویٹ سکرٹری لفٹننٹ گورنر کی چٹھی۔

نینی تال ۱۸ اگست ۱۸۸۴ء

محب من!

لارڈ نارتھ بروک بہادر کی یہ خواہش ہے کہ ایک شریف مسلمان ہندوستانی اُن کی ہمراہ مصر مین دو ماہ تک رہی۔ مجھکو لفٹننٹ گورنر بہادر نے یہ ہدایت فرمائی ہی کہ آپکو اطلاع دون کہ آپ اس عہدہ کے واسطے نامزد ہوئے ہین۔ آپکی تنخواہ اور اخراجات کا خاص انتظام کیا جاویگا۔ آپکو مصر مین ۵ ستمبر سے قبل پہنچنا ہوگا اگر آپ اس عہدہ کو قبول فرماوین اور جانیکے واسطے رضامند ہون تو آپ مہربانی فرماکے جسقدر جلد ممکن ہو مجھکو بذریعہ تار مطلع کیجیے اور براہ راست سر آکلنڈ کالون بہادر کو

بمقام شملہ لکھیے کہ وہ آپ کو مفصل ہدایات سے مطلع فرماوین۔
آپکی خدمات فوراً گورنمنٹ انڈیا کے تفویض ہوجاوینگی۔

آپکا دوست صادق
ڈبلیو۔ ہومس۔ پرائیوٹ سکرٹری

سکرٹری گورنمنٹ ہند کی چٹھی

ازمقام شملہ ۱۸ اگست ۱۸۸۴ء
دوشنبہ

پیارے سمیع اللہ!
آپ کی ۱۶ اگست والی چٹھی کا مین شکریہ ادا کرتا ہون۔ آپکو غالباً سر اے لائل بہادر سے معلوم ہوا ہوگا۔ مین نے اُنکو اُسی دن چٹھی لکھی تھی جس روز کہ آپ کو۔ اور اُنکو یہ لکھا تھا کہ آپکی خدمات گورنمنٹ آف انڈیا کے تفویض کردین آپکو ڈھائی سو روپیہ علاوہ تنخواہ کے ملیگا۔ اور آپکا سفرخرچ مع آپ کے دو نوکرونکے۔
مین لارڈ نارتھ بروک بہادر کو خدیو مصر اور چند دیگر ذی مرتبت اشخاص کی ملاقات کیواسطے چٹھیان بھیجدونگا اور وہ اپنی رائے کے موافق آپ کو کام مین لانے کی ہدایت فرماوینگے۔
آپ مجھکو لکھیے کہ اور کیا مدد مین آپکو دیسکتا ہون ایک چٹھی اسمی مسٹر منی Money جو قبل ازین بنگال سول سروس مین تھے اور اب ممبر انگریزی پبلک ڈٹ آفس کے ہین وہ آپکے واسطے بڑے کام کے ہونگے

مین آپ کے پاس قبل از روانگی بھیجدون گا - اور نیز کرنل اسکاٹ مان کریف آر ای - کے نام -

آپ کا دوست

آکلینڈ کالون

سکرٹری گورنمنٹ ہند کی چٹھی

از مقام شملہ - ۲۸ اگست ۱۸۸۴ء

پنجشنبہ

پیارے سمیع اللہ !

ہان - آپ کا اپنی روانگی سے سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا ہوم ڈپارٹمنٹ کو رپورٹ کرنا بہتر ہوگا -

آپکا دوست صادق

اے - کالون

مصری خدمات کا ذکر -

مصر پہنچنے پر منجملہ دیگر فرائض کے آپکے تفویض ان جدید عدالتونکی تنقیح اور معائنہ کیا گیا جنکو لارڈ ڈفرن بہادر نے جدید اصول پر قائم کیا تھا -

اہل مصر کے عام خیالات اور جمال الدین

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانان مصر انگریزون کو شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے اور انگریزی حکومت کا جانی دشمن جمال الدین افغان مذہبی تقدس کی آڑ مین وہان بیٹھا ہوا اپنی تحریر و تقریر سے مصریون کے دلون مین انگریزون کی برخلاف مخالفت و عناد کی آگ بھڑکا رہا تھا چنانچہ جب مولوی صاحب مصر پہنچے اور

اُنھون نے اپنا کام کرنا شروع کیا تو جمال الدین افغان نے اپنی عادت کے موافق
اِسنکے کام مین رکاوٹین پیدا کرنے اور انکی جانب سے مصریون کے خیالات
بگاڑنے کی نیت سے مصر کے اخبارون مین مخالفانہ مضامین شایع کرانے
شروع کیے۔ اِسنکے شایع کرانے سے اُسکا مطلب یہ تھا کہ مصر کے لوگ بدظن
ہوجائین اور انگریزی حکومت کی غرض وغایت پوری نہ ہوسکے۔

مثال کے طور پر جمال الدین افغان کے مضامین مین سے ایک مضمون ذیل
مین درج کیا جاتا ہے جو اُس نے ۲۸ اگست ۱۸۸۴ء کے اخبار عروۃ الوثقیٰ
مین شایع کرایا تھا :۔

مولوی صاحب کی مخالفت مین جمال الدین کا ایک مضمون

سمیع اللہ خان

ھو اعظم الدھریین دھاءً واشدھم اجتھاداً فی تضلیل المسلمین
وادقھم حیلۃً واقوامھم مکراً فی ایجاد الوسائل لتفریق شمل المومنین
وتمکین الحکومۃ الانکلیزیۃ فی ارض الھند یقوم ھذا الخادع
خطیباً فی محافل المسلمین فتسبق دموعہ کلامہ ویاتی بغایۃ ما عندہ
من الفصاحۃ لھدم ارکان الدیانۃ الاسلامیّۃ وابطال عقائدھا
الاصلیۃ ویتجرا علی حضرۃ الالوھیۃ ویطعن فی الرسالۃ وصاحبھا
کل ذٰلک وھو ینتحب کانما یرثی الدین واھلہ ۝

اذا دخل فی بلدٍ من البلدان لاداءِ هٰذه الخدمة واطیب له یاماً
علی دخول المساجد وحضور المحافل الدینیّة واستدرج النّاس
بعذب الکلام ولطف الوعد وجذبهم الیه من حیث
لایشعرون فاذا اجتمع علیه بعض من الناس اغترار ابطلاوة
ظاهره بدّا فی دعوتهم الی مشربه الکدر (خلع الدین)
هٰذا العدو المبین للاسلام والمسلمین قد نال بمساعیه
هٰذه وظیفة قاضٍ (فی الشریعة الانکلیزیة) فی بلدة
(آکره) وهی بلدة لاتزید عن دسوقٍ فی مدیریة الغربیة
قالت جریدة التیمس بعد ما مدحت سمیع الله خان بکل
ما یمکن ان یمدح به ان هٰذه الوظیفة (قاضٍ فی بلدٍ صغیرٍ)
هی اعلی وظیفة ینالها هندی وطنی (ایحتاج لاثبات
العدالة الانکلیزیة الی شاهد اکبر من هٰذا)
نورتبروک اللورد الانکلیزی الذی اشرنا الی طرفٍ من
تاریخه فی الهند فی العدد الماضی عرف سمیع الله خان
حقّ المعرفة عند ما کان حکمدارا فی الهند ووقف علی
انّه اصدق الناس فی خدمة الانکلیز واقدرهم
علی ادآئها ولهٰذا طلبه ذلک اللورد لیکون کاتب سرّه

فی مصر لیستعمله فی تنفیر المصریین من الدولة العثمانیّة
وفی اقناع المصریّین بانّ حکومة انکلیزا ترید بهم
خیراً ویستخدمه فی استمالة قلوب العلماء لانّهُ
وَاحدٌ مِّنهُم (علی دعواه) وقد یکونُ مِنْ نیّته اَنْ
یدخل الجوامع ویعظ ویخطب ویروی عن عدل الانکلیز
ما لاصحة له وما تکذبه المشاهدة ولکن رجاؤنا فیْ
نباهة المصریّین وصدق عقائدهم الدینیّة وشدة
ارتباطهم بالدولة العثمانیّة ان لاینخدعوا لهذا الراکس
الهندیّ (الراکس بلسان السنسکریت الشّیطان المرید)
لانجح الله له مقصداً ولا انا له مبتغیً"

معرکۂ سلطانیہ پر اثر

اس مضمون کے پڑھنے کے بعد آسانی سے خیال مین آسکتا ہے کہ کسی ملک کی
ذی اثر شخص کے قلم سے کسی ایسے شخص کی نسبت جو اجنبی ہو اُس قسم کے زہریلے
الفاظ نکلین تو اُن کا کیسا کچھ اثر نہین ہوتا ہوگا۔

لیکن مولوی صاحب نے مستقل مزاجی اور قلب کی صفائی کے باعث اس قسم کی
تمام مخالفانہ کوششون کے مقابلہ مین فتح پائی۔ اور انکے عمدہ اخلاق اور علمی تبحر نے
مصر کے لوگون کے دلونکو اسطرح پر مسخر کرلیا کہ کسی درانداز کی دراندازی اور کسی مخالف
کی مخالفت بھی اُنکو مولوی صاحب سے برگشتہ کرنے مین کامیاب نہ ہوسکی۔ بخلاف اسکے

مسلمانان مصر کی عمدہ رائے

مصروالون کے دلون مین مولوی صاحب کی عظمت و وقعت یہان تک جاگزین ہوگئی کہ وہ اُنکواس پایہ کا تسلیم کرنے لگے کہ اگر اُنکا تقرر مصر کی قدیم عدالتون مین عہدۂ قضا یا افتا پر کیا جائے تو ذرہ بھی بیجا نہ ہوگا عوام ہی نہین بلکہ ازہر اور قاہرہ کی علما اور شیوخ بھی مولوی صاحب کے علمی تبحر کے باعث اُنکے مصر مین کار خاص پر مامور ہوکر آنیسے خوش ہوئے۔

لقب نحوی سے مشہور ہونا

چونکہ مولوی صاحب مصر کے علما اور شیوخ سے عمدہ عربی مین گفتگو کرنے کے عادی تھے اسیلیے آپ وہان کے گروہ علما مین "نحوی" کے لقب سے یاد کیے جانے لگے تھے۔

علماء و شیوخ مصر کے شبہات کا رفع ہونا

مولوی صاحب نے علما اور شیوخ سے ربط وضبط بڑھا کر اور عالمانہ و سنجیدہ گفتگو کر کے اُنکے بہت سے شبہات جو اُنکو سیاست برطانیہ کے متعلق تھے رفع کر دیے تھے۔

ارل نارتھ بروک سے تعلقات

اگرچہ ارل نارتھ بروک سابق وائسرائے کشور ہند ہندوستان اور انگلستان مین تو مولوی صاحب سے واقف ہو چکے تھے لیکن مصر مین جب ارل ممدوح کی ساتھ آپ کو کام کرنیکا اتفاق ہوا تو وہ آپ کی حسن کارگزاری کے باعث آپکے ساتھ زیادہ مہربانی اور عنایت سے پیش آنے لگے۔ اور اُنھون نے قاہرہ سے

سفر مین ارل نارتھ بروک کی معیت

اسوان تک دریائے نیل کا جو سفر کیا تھا اُسمین مولوی صاحب کو اپنے جہاز پر ساتھ رکھا تھا جسکا اثر مصر کے تمام مسلمانون پر بہت عمدہ پڑا تھا۔

اثنار قیام مصر مین جو کام مولوی صاحب نے بصیغۂ راز انجام دیے وہ تو کسی طرح
بیان ہی نہین ہو سکتے البتہ سیر و سیاحت مصر کی دوسری باتین اس موقع پر ناظرین
کی دلچسپی کیلیے حوالہ قلم کی جاتی ہین:-

سفر مصر کے حالات۔

مولویصاحب بتاریخ ۶ ستمبر ۱۸۸۴ء بمبئی سے جہاز لامبارڈی مین سوار ہوکر ۱۶
ستمبر ۱۸۸۴ء کو سوئز پہنچے اور وہان سے قاہرہ دار السلطنت مصر مین نہضت فرما
ہوکر آلازبکیہ کے متصل نیو ہوٹل مین آپ نے قیام فرمایا۔
آلازبکیہ سیر و تفریح کا ایک مشہور مقام ہے جہان معزز لوگ کثرت سے جمع
ہوتے اور قہوہ خانون مین قہوہ وغیرہ پیتے ہین۔

مولویصاحب کے بڑے صاحبزادہ کا مصر آنا۔

ہمراہی ارل نارتھ بروک حمید اللہ خان جو اُس زمانہ مین انگلستان مین بغرض
تعلیم مقیم تھے ۱۹ ستمبر کو شام کے پانچ بجے قاہرہ پہنچے اور اُسی شب ارل نارتھ بروک کا

ڈنر کی شرکت

ڈنر ہوا جس مین معزز مصری اور یوروپین عہدہ دار بھی مدعو تھے۔

مصر مین جن لوگونسے آپ ملے اُن کے نام

قیام مصر کے زمانہ مین ہز ہائینس خدیو المکرم سے شرف باریابی حاصل
کرنیکے علاوہ اور جن جن یوروپین اور مصری اصحاب سے آپکو ملنے کا اتفاق ہوا
اُنمین سے بعض کے نام ذیل مین بلالحاظ ترتیب مدارج درج کیے جاتے ہین:-

۱۔ ہز اکسلنسی نوبار پاشا وزیر اعظم مصر۔ ۲۔ ہز اکسلنسی شریف پاشا سابق وزیر اعظم۔
۳۔ ہز اکسلنسی ثابت پاشا انسپکٹر جنرل شمالی مصر و گورنر جنوبی مصر۔ ۴۔ ہز اکسلنسی عمر لطفی پاشا انسپکٹر جنرل شمالی مصر و ڈائرکٹر جنوبی مصر۔

۵۔ ہزاکسلنسی علی مبارک پاشا وزیر تعمیرات و آبپاشی۔
۶۔ ہزاکسلنسی حیدر پاشا۔
۷۔ ہزاکسلنسی فلکی پاشا وزیر تعلیمات۔
۸۔ زبیر پاشا۔
۹۔ خیری پاشا۔
۱۰۔ مصطفیٰ فہمی پاشا۔
۱۱۔ بوطروس پاشا غالی۔
۱۲۔ عبدالقادر پاشا۔
۱۳۔ شیخ الاسلام شیخ العباسی
۱۴۔ مولا آفندی قاضی القضاۃ۔
۱۵۔ السید العبدالباقی البکری۔
۱۶۔ اسمٰعیل یسری پاشا جج۔
۱۷۔ محمود لطفی بے جج۔
۱۸۔ شفیق بے ایڈوکیٹ جنرل۔
۱۹۔ سعید پاشا گورنر قاہرہ۔
۲۰۔ امین نسیف مالک و اڈیٹر مراۃ الشرق
۲۱۔ ای صرافین اڈیٹر الزمان
۲۲۔ خلیل کنعان وکیل دائرۃ المعارف
۲۳۔ دلاور علی تاجر (باشندۂ ہند)

یوروپین

۱۔ (لارڈ کرومر) سر ایولن بیرنگ۔
۲۔ جنرل لارڈ ولسلی۔
۳۔ جنرل ڈارمر۔
۴۔ جنرل ایچ۔ جے ولکنس کسرٹیٹ اسٹاف افسر
۵۔ کرنل سر اسکاٹ مانکریف انسپکٹر جنرل آبپاشی۔
۶۔ میجر راس رائل انجنیر۔
۷۔ میجر ہملٹن۔
۸۔ میجر ای۔ اوگرین۔
۹۔ کپٹن فینوک افسر پولیس۔
۱۰۔ مسٹر شیلڈن ایماس جج۔

۱۱- مسٹر انڈرس جج۔ ۱۲ مسٹر ایم- گریل جج۔

۱۳- مسٹر مین قنصل ڈمیٹا۔ ۱۴- مسٹر سینوڈینوس بنیکر۔

۱۵- مسٹر جی آر گبن مہتمم بندوبست ۱۶- مسٹر اے بیکر قنصل سواکم۔

۱۷- کپٹن ہیومنٹ (حال سرویس) ۱۸- ڈاکٹر کروک تننک۔

۱۹- مسٹر بیمن۔ ۲۰- مسٹر ڈبلیو ولکاکس۔

۲۱- کپٹن جی اوبراین کاریو- سی- آئی- ای سابق ڈپٹی ڈائرکٹر انڈین میرین بورڈ ۲۲- مسٹر جرالڈ فٹزجیرالڈ سی- ایم- جی ڈائرکٹر جنرل حسابات۔

دی لمبارڈی۔

۲۳- کرنل ایل- جے- جی- کیلی۔ ۲۴- مسٹر اڈگر ونسنٹ۔

مصر کی محکمہ عدالت کا معائنہ۔

۲ستمبر کو مولوی صاحب نے مصر کی کچہری مرافعہ کو تشریف لیجا کے اُسکا معائنہ فرمایا اور ججون کے ساتھ اجلاس فرماکر مقدمات کی سماعت کی اور وہان انفصال مقدمات کا جو طریقہ رائج تھا اُسکو بغور دیکھا۔ وکلا نے عربی مین بحث کی۔ اور مقدمات کی روئداد بھی زبان عربی ہی مین ترتیب دیگئی۔ سوائے جسٹس شیلڈن ایاس کے باقی تمام جج ترکی یا مصری تھے۔ منجملہ اُنکے اسمعیل لیسری پاشا چیف جج تھے۔ مصر کے دفاتر مین قہوہ کا دور۔ سگریٹ اور سگار نوشی کا مشغلہ کثرت سے رہتا ہے اور عہدہ دارون کے لیے یہ چیزین سرکاری خرچ سے مہیا رہتی ہین۔ مولوی صاحب کی تواضع بھی وہانکے دستور کے موافق قہوہ سے کی گئی۔

وزیر اعظم مصر سے ملاقات۔

عدالت مرافعہ کے معائنہ کے دوسرے روز آپ سر ایولن بیرنگ (لارڈ کرومر) کی تعارفی چٹھی کے ذریعہ سے ہز اکسلنسی نوبار پاشا وزیر اعظم مصر سے جا کر ملے۔ وزیر موصوف آپسے توقیر و تکریم کے ساتھ پیش آئے۔ سر ایولن بیرنگ نے اپنی چٹھی کے ذریعہ سے وزیر اعظم سے کچھ استفسارات کیے تھے اُن استفسارات کا جواب دینے کیلیے وزیر موصوف نے اپنے ماتحت حکام کو ایما کیا۔

بطروس پاشا کی ملاقات

اس ملاقات سے فارغ ہونیکے بعد مولوی صاحب بطروس پاشا سے ملنے کیلیے اُنکے دفتر تشریف لے گئے وہ بھی آپکے ساتھ نہایت مہربانی اور خُلق سے پیش آئے۔ اور دوسرے روز وہ خود بھی آپکی قیام گاہ پر ملاقات بازدید کیلیے آئے

ارل نارتھ بروک کی دعوت مین شرکت

آپ ارل نارتھ بروک کی متعدد دعوتون مین شریک ہوتے اور اُنسے وہان کی عدالتون کے معائنہ کا اور مختلف معاملات کا تذکرہ کرتے رہے۔

حکام عدالت کا اسلہ معائنہ کرانا۔

چونکہ گورنمنٹ مصر کی جانب سے عدالتونکے حکام کے نام مولویصاحب کو عدالتونکا معائنہ کرانے اور طریقہ کارروائی دکھانیکا حکم جاری ہوچکا تھا اسیلیے حکام عدالت مولوی صاحب کے پاس اپنے اپنے ہان کی مثلین لے کر آتے رہتے تھے۔ اور آپ اُنکو نظر تنقید سے ملاحظہ فرما کر نوٹ کرتے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپکے معائنہ کیلیے شفیق بے ایڈوکیٹ جنرل جو شہر زوریچ علاقہ سوئٹزرلینڈ کے تعلیم یافتہ تھے اور فرانسیسی زبان خوب بولتے تھے چند مثلین لائے اُنمین سے ایک مثل مولویصاحب کی نظر سے ایسی گزری جو کسی فوجداری مقدمہ کے

متعلق تھی - یہ مقدمہ ۲۰ فروری ۱۸۸۴ء کو دائر اور ۲۲ جولائی ۱۸۸۴ء کو یعنے پانچ ماہ دو یوم کی مدت مین فیصل کیا گیا تھا۔

محابس قاہرہ کا معائنہ۔

سرکاری طور پر عدالتون کا معائنہ کرنیکے علاوہ ڈاکٹر کروک شنک افسر محابس کیساتھ تشریف لیجاکر آپ نے قاہرہ کے محبس کا بھی معائنہ فرمایا۔

قیدیون کے سونیکا طریقہ

حین معائنہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قیدی بجائے زمین کے فرش کے تختون پر سلائے جاتے تھے

قیدیان زیر دریافت۔

محبس مین بعض قیدی ایسے بھی تھے جو دو دو سال سے زیر تحقیقات چلے آتے تھے ایک قیدی کے ساتھ اُسکا ایک کم سن بچہ بھی تھا اور اُسکی بیوی قیدخانہ ہی مین فوت ہوئی تھی۔

علی فہمی پاشا کا مکان۔

یہان یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اُس زمانہ مین ڈاکٹر کروک شنک علی فہمی پاشا کی اُس مشہور تاریخی مکان مین سکونت پذیر تھے جسمین ۱۸۸۲ء مین عربی پاشا کی ساتھیونکی کمیٹیان ہوا کرتی تھین۔

شوبرا کی سڑک کی تفریح

قاہرہ مین شوبرا کی سڑک ایک نہایت پُرفضا اور فرحت بخش سڑک ہے اس سڑک پر شام کو اکثر اعلی عہدہ دار اور معززین یہانتک کہ خود خدیو المعظم ہواخوری کو تشریف لاتے ہین۔ شام کو اسی سڑک پر اثنار ہواخوری مین مولوی صاحب کو خدیو اور اُنکے صاحبزادون کی جلوس کی سواری دیکھنے کا بھی اتفاق ہوتا تھا۔

معززین قاہرہ سے ربط و ضبط

قاہرہ کے معززین اعلی عہدہ دارون علما، مشائخین اور قاضی القضاۃ سے جو

ایک متبرک اور معمر شخص تھے مولویصاحب کا ارتباط پیدا ہوگیا تھا وہ آپ کی فرودگاہ پر تشریف لاتے تھے اور آپ اُنکے مکان پر تشریف لیجاتے تھے۔

قاہرہ مین بقرعید کرنا۔

آپکو اپنے قیام قاہرہ کے زمانہ مین بقرعید وہین کرنے کا اتفاق ہوا بقرعید کی روز صبح کے پانچ بجے محمود فلکی پاشا کی جانب سے محمد بے آپکی قیام گاہ پر آئے اور آپ کو مسجد الحسین مین دوگانہ عید ادا کرنیکے لیے لے گئے۔

خدیو سے ملاقات عید

نماز عید سے فارغ ہوکر آپ ارل نارتھ بروک کے ہمراہ عید کی ملاقات کیلیے بارگاہ خدیوی مین تشریف لے گئے۔ ارل نارتھ بروک کے سکرٹری کپتان پونٹ بھی ہمراہی مین تھے۔

خدیو المعظم آپ سے عمدہ اخلاق اور بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ یہان تک کہ خدیو المعظم اُسوقت جو حقہ خود نوش فرما رہے تھے اُس سے آپکی بھی تواضع کی لیکن مولویصاحب تمباکو کے استعمال کے عادی نتھے اسیلیے ادباً صرف رسم ادا کرلی اور شکریہ بجالائے جسکا بہت عمدہ اثر خدیو معظم کے دلپر ہوا۔

عباسیہ بارکس کی سیر۔

قاہرہ کے قابل دید مقامات مین سے آپ نے عباسیہ بارکس کی بھی سیر کی۔ عمدہ بارکون مین انگریزی فوج اور معمولی بارکس مین مصری فوج دیکھی گئی۔

اہرام مصر کی سیر

بھراہی ارل نارتھ بروک ۲۔ اکتوبر کو آپکو اہرام مصر کی سیر کو جانیکا اتفاق ہوا اہرام مصر جو پہل مثلث مینارے ہین جن مین سے بعض تو بالکل ٹھوس اور بعض اندر سے خالی ہین۔ ان سب مینارونکی کرسی چوپہل ہے اور اُس پر چوپہل مینار۔

کچھ اس طریق سے تعمیر کیے گئے ہین کہ اُنکا ہر ایک پہلو بشکل مثلث معلوم ہوتا ہی اور
بالائی سرے پر جاکر یہ مینار ایک نقطہ پر ختم ہوتے ہین۔ ان میناروںکی عمارتین
بوجہ اپنی قدامت کے عربی زبان مین اَلہرمان کے لفظ سے یاد کی جاتی ہین جسکے
معنی بڑھیا کے ہین۔

اہرام مصر مین سے تین اہرام زیادہ مشہور ہین منجملہ اُنکے دو مینار جو چیوپس اور
کیفرینس کے نام سے شہرت رکھتے ہین اول نمبر پر شمار ہوتے ہین اور انمین سی
بھی چیوپس والا مینار عمدگی اور خوبصورتی مین اسقدر ممتاز ہی کہ وہ ہفت عجائبات
دنیا مین سمجھا جاتا ہی۔ یہ مینار دریائے نیل سے پانچ میل اور مقام جزہ کے سامنے
دس میل کے فاصلہ پر شہر ممفس کے قریب واقع ہین۔ ان میناروں کی رفعت اور
وسعت مختلف ہی۔ مینار چیوپس اوپر تلے پتھر کے دوسوتین چبوترے تعمیر کرکے بنایا
گیا ہی۔ سب سے نیچے کے چبوترہ کا ہر ضلع ۷۶۳ فٹ لمبا اور اُسکی بلندی ۴ فٹ
آٹھ انچ ہی اور سب سے اوپر کے چبوترہ کا ہر ایک ضلع تیس فٹ لمبا ہی۔ یہ مینار
بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہی۔ چنانچہ اسمین جو چھوٹے سے چھوٹا پتھر
لگا ہوا ہی وہ لمبان مین ۳۰ فٹ سے کم نہین ہی ان پتھرون پر کتبے کھدے ہوئی
ہین۔ مینار آخرالذکر کی بلندی زمین سے لیکر اُسکی چوٹی تک ۴۵۶ فٹ ہے
اسکی چوٹی کا سطح اگرچہ زمین پر کھڑے ہو کر دیکھنے سے مثل ایک نقطہ کی معلوم
ہوتا ہی لیکن اصل مین اسکی مساحت دس گز مربع ہی۔ اس مینار کی کرسی کا پھیلاؤ

۱۶ ½ بیگہ زمین مین ہی۔ یہ مینار اور اسی قسم کے دوسرے مینار فراعنۂ مصر کے مقبرے ہین اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہی یہ اپنی قدامت دراز کی باعث اہرام کے نام سے یاد کیے جاتے ہین۔

الغرض دن کی روشنی اور پھر چاندنی چاندنی مین اہرام مصر کی سیر کی اور ابوالہول کو دیکھا اور سیر سے فارغ ہو کر رات کا کھانا اہرام مصر کے قریب اُس مکان مین کھایا جو کسی وقت ایمپرر نپولین کی ملکہ شہزادی یوجین کے قیام کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اور فی الوقت شاہی بنگلہ کے طور پر کام مین لایا جاتا تھا۔

شاہی سیاحانہ بنگلہ

مولویصاحب نے قیام قاہرہ کے زمانہ مین مسجد محمد علی پاشا بھی دیکھی۔ یہ قسطنطنیہ کی مشہور مسجد ایا صوفیہ کے نمونہ کی بنی ہوئی تھی جس مین ایک بڑا ہوا حوض بھی تھا پانی لینے کے لیے اسمین ٹونٹیان لگی ہوئی تھین۔ اس پر سُنہرے حروف مین کلمۂ طیبہ اور خلفائے راشدین کے اسماء مبارک منقوش تھے۔

مسجد محمد علی پاشا

اس مسجد کے پاس ہی بیر یوسف واقع ہے مولویصاحب نے اسکی بھی سیر کی اُس کا نصف حصہ خشک ہی جسمین پتھر کی چٹانین ہین اور نصف حصہ مین پانی ہی۔

بیر یوسف

۵۔ اکتوبر کو شب کے ½ ۸ بجے بہمراہی ارل نارتھ بروک اسٹیشن بلاق سے اسیوتھ کو روانہ ہوئے۔

اسیوتھ کو روانگی

اس پارٹی مین کل بارہ اشخاص تھے۔ ارل موصوف کی مشایعت کے لیے قاہرہ کے بہت سے معززین و اعلیٰ عہدہ دار اور گورنر قاہرہ اسٹیشن تک آئے تھے

دوسرے روز اسیوتھ پہنچے اور وہان سے ایک چھوٹے جہاز زینت البحرین پر
سوار ہوکر پارٹی کی پارٹی آسوان کی طرف روانہ ہوئی۔

اسوان کو روانگی

اسوان شمالی مصر مین ایک شہر ہے اُس کا قدیم نام سئین ([illegible]) تھا
یہ مقام پتھرون کی کان کے باعث مشہور ہی۔ راستہ مین ۷ ہ اکتوبر کو جہاز نی بمقام
کینا لنگر ڈالا۔ شمالی مصر مین اس نام کا ایک قصبہ ہی جو دریائے نیل پر واقع ہی
اسکا قدیم نام سائنو پولس ہے اسکی آبادی کا اندازہ بقدر ۱۵ ہزار نفوس کیا جاتا ہے
ساحل پر اُس مقام کے افسر محمد بے اور قاضی علی پاشا استقبال کے لیے موجود تھے
جہاز سے اُتر کر محمد بے کے مکان پر گئے۔ کینا ایک چھوٹی سی بستی تھی اُسین کچھ زیادہ
رونق نہ تھی۔ چونکہ مولویصاحب کے فرائض مین یہ بات داخل تھی کہ دورہ مصر کی
اثنا رہین جس مقام پر پہنچین وہان کے قاضی وغیرہ سے ملین اور اُنکو عدالتی امور
مین مشورہ دین اور اُنسے حال دریافت کرین اسیلیے یہان بھی مولوی صاحب نی
اس فرض کو انجام دیا۔

کینا مین قیام اور وہانکی عدالتون کا معائنہ۔

کارنیک کی سیر

وہان سے کارنیک پہنچکر معابد قدیم کے معائنہ کے لیے گئے۔ کارنیک دریائی
نیل کے مشرقی کنارہ پر اُسی جگہ واقع ہے جہان زمانہ قدیم مین تھیبز واقع تھا۔ یہ
آثار قدیمہ کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ اسکا مشہور معبد مغرب سے مشرق کو
۱۲۰۰ فٹ ہی۔ وہان اور بھی جو تاریخی اور متبرک مقامات واقع ہین اُن سب کی سیر کی
برٹش قنصل مصطفی آغا تواضع و تکریم سے پیش آئے اور اُنھون نے بطور یادگار

اپنی کتاب مین آپکا نام لکھوایا۔ یہان سے روانہ ہوکر اسوان پہنچے۔ اُسکے محاذی دریائے نیل کے پانی ناپنے کا مشہور پیمانہ قدیم زمانہ کا لگا ہوا ہی۔ وہان سی بسواری ریل جزیرہ فائلی کو گئے۔ یہ جزیرہ شمالی مصر مین دریائے نیل کے اندر آباد ہی۔ قدیم زمانہ کے معابد کے کھنڈرات کے باعث اسے عام شہرت حاصل ہی۔ اس مین حضرت مسیح علیہ السلام سے ۲۸۶ سال قبل ٹالی می فیلیڈلفس اور آرسٹو نے السیس دیوتا کا ایک معبد تعمیر کیا تھا۔ اِسکے آگے ایک بہت بڑا گنبد ہے جسکی بلندی ۶۰ فٹ اور عرض ۱۲۰ فٹ ہی۔ یہان اہل روما کے زمانہ کا ایک اور معبد دیکھا جسمین مشہور تاریخی پتھر یعنی روزٹیا اسٹون کی نقل پڑی ہوئی تھی۔ اصل پتھر برٹش میوزیم مین بحفاظت تمام رکھا ہوا ہی۔ اس پتھر کا مختصر حال یہ ہے کہ یہ پتھر دراصل مصر کے قدیم زمانہ کا ایک کتبہ ہے جس پر تین قسم کی عبارتین اوپر نیچے الگ الگ منقوش ہین۔ سب سے اوپر کی عبارت نے پتھر کی سطح کا تقریباً ایک ربع حصہ لیا ہے یہ عبارت مصر قدیم کے خط یعنی ہیروگلیفک مین ہے۔ اِسکے نیچے کی عبارت خطوط زاویون اور نصفی تصویرون مین لکھی ہوئی ہی۔ یہ گویا ہیروگلیفک خط کا اختصار ہی۔ اس خط کا نام انکوریل یا ڈیموٹک ہی۔ تیسری عبارت یونانی زبان مین ہی۔ محققین کی تحقیقات مین یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ اس کتبہ کی تینون عبارتین ایک ہی مضمون کی ہین۔ اور یہ کتبہ ممفس کے مذہبی پیشواؤن کے اُس فرمان کی نقل ہے جسکے ذریعہ سے اُنھون نے حضرت مسیح علیہ السلام سے ۱۹۵ سال قبل ٹالی می خلس۔ ایپی فینس۔

دریائے نیل کی پانی ناپنیکا پیمانہ۔

جزیرہ فائلی

پادشاہ مصر کو مذہبی خطابات عطا کیے تھے۔ اول اول یہ پتھر فرانسیسیون کو سنہ ۱۷۹۸ء مین
دریائی نیل کی دہانہ روزیٹا کی قریب قلعہ سینٹ جولین کے کھنڈرات مین سے دستیاب ہوا
تھا۔ عہدنامہ اسکندریا کی ترتیب کے وقت یہ پتھر انگریزون کی تحویل مین آیا اور سنہ ۱۸۰۱ء
مین برٹش میوزیم مین داخل ہوا۔

اس پتھر کے تینون کتبون کی مدد سے ڈاکٹر ٹامس ینگ نے ہیروگلیفک حروف کے
معنون اور مفہوم کا عقدہ حل کیا۔

جزیرہ مذکور کے ملاح کشتی چلاتے وقت عربی زبان مین رجز خوانی کرتے ہوئے
دیکھے گئے۔ علی پاشا مامور آسوان نے مولوی صاحب سے ملاقات کی شام کی
چار بجے بستی کی سیر اور فوجی قواعد ملاحظہ کی۔

مامور اسوان کی ملاقات

آسوان کے پہاڑون مین سے ایک پہاڑ پر پتھر کا ایک منار ترشا ہوا دیکھا گیا
اُسمین یہ ندرت تھی کہ وہ تین طرف سے کٹ چکا تھا اور صرف ایک طرف سے
ترشتے ترشتے ناتمام رہ گیا تھا۔

ایک نادر منار

واپسی مین ۹۔ اکٹوبر کو بمقام اڈفو قیام کیا۔ اور اُسکے قدیم معبد کی سیر کی یہ
معبد کارنیک کے معبد کے بعد کا بنا ہوا ہے۔ اڈفو کا پُرانا نام اپالی پولوس ہے
یہ مقام شمالی مصر مین دریائے نیل کے بائین کنارہ پر لکسر سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ اب یہ ویران پڑا ہے۔ یہ اُس معبد کے کھنڈرات کیلیے مشہور ہے
جو حضرت مسیح علیہ السلام سے سنہ ۲۴۵-۱۸۱ء قبل ٹالمی فلوپٹر نے تعمیر کرایا تھا جو

اڈفو کی سیر

لکسرا و کارنیک کے معابد کے بعد مصر مین سب سے بڑا معبد شمار ہوتا تھا۔

ایناکی سیر اور وہانکی عدالتون اور مبحس کا معائنہ

یہان سے روانہ ہوکر ایسنا مین قیام ہوا۔ یہ مقام شمالی مصر مین دریائے نیل پر واقع ہے اسکا قدیم نام لیٹو پولس یا لیٹوہی اسکی آبادی ۹ ہزار نفوس کی ہی۔ یہانکی عدالتون اور مکانات وغیرہ کی سیر کی اور مجبس کا معائنہ کیا۔ یہانکے قیدی بہ نسبت قاہرہ کی قیدیون کے اچھی حالت مین نظر آئے۔ ان قیدیون مین ۲۴ قیدی طبقہ سیاہ کے مقید رکھی گئی تھی۔ یہان کا ماموریعنی حاکم ایک ترکی شخص تھا۔ اور یہان کے قاضی کا مکان دریا کے کنارہ پر کشتیون کے ٹھہرنے کے مقام سے بہت ہی قریب بنا ہوا تھا

نمک کا ذخیرہ

یہان کا معبد زمین مین دھنسا ہوا تھا۔ اس بستی مین سرکاری طور پر نمک کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کر کے رکھا جاتا تھا۔ اس جگہ دفتر رجسٹری بھی موجود تھا جسمین ولادت

دفتر رجسٹری

واموات کا داخلہ درج کیا جاتا ہے۔ پیدائش کے داخلہ کی فیس ایک پیاسٹر تخمیناً ۲-۱/۲ آنہ مقرر تھی لیکن موت کے داخلہ کیلیے کوئی فیس نہین لیجاتی تھی۔ اس بستی کے بازار مین ایک بڑی مسجد دیکھی گئی۔

لکسور کی سیر

وہان سے روانہ ہوکر لکسور پہنچے یہان منجملہ متعدد لاٹون کے ایک پتھر کی لاٹ مصر کی تمام لاٹون سے بلند ہے۔ دوسری لاٹ منہدم پڑی تھی۔ اس جگہ مصر کے شاہان قدیم مین سے ایک بادشاہ کا سنگی بت بھی دیکھا گیا۔ جسکی بلندی ۱۸-۱۹ فٹ کے قریب قریب تھی۔ اس بت کے قریب ابوالہول کی بہت سی مورتین قطار در قطار رکھی ہوئی تھین۔

عجیب بت

متعفن جھیل

اس مقام مین ایک چھوٹی سی جھیل بھی تھی لیکن اُسکا پانی نہایت متعفن تھا۔

ارل نارتھبروک کی ڈنر پارٹی

لکسور مین ارل نارتھبروک نے ایک ڈنر پارٹی ترتیب دی جسمین وہان کے معززین وعہدہ دار جن مین مقامی انگریز بھی شریک تھے مدعو کیے گئے۔
یہ وہ زمانہ تھا کہ جنرل گارڈن پاشا کی مخلصی کے لیے انگریزی فوجین جارہی تھین
لکسور مین چونکہ گوشت نقصان کرتا ہے اسیلیے وہان زیادہ تر استعمال سبزی اور ترکاری کا ہوتا ہے۔

تھیبز کے کھنڈرات کی سیر

یہان سے تھیبز کے کھنڈرات دیکھنے کے لیے گئے تھیبز مین مصر کے شاہان قدیم کے مقابر کثرت سے ہین اور مقبرون کا راستہ پہاڑون کے درمیان سے ہو کر گیا ہے۔ ان مقبرون مین سے ایک مقبرہ بہت بڑا ہے جو رمیس ثانی فرعون مصر کا بیان کیا جاتا ہے۔ اس مقبرہ کے گرداگرد ایک چبوترہ ہے جس پر ممی یا

فرعون مصر کا مقبرہ۔

حنوط کی ہوئی لاشین رکھی جاتی تھین۔ عرصہ ہوا کہ یہ حنوط کی ہوئی لاشین یوروپ کے عجائب گھرون مین منتقل ہو گئی ہین۔ اس مقبرہ کی دیوارون پر تاریخی واقعات کا مرقع دیکھا گیا۔ اسی جگہ ایک اور معبد کی سیر کی گئی جسمین ایک بحری لڑائی کا مرقع کھنچا ہوا پایا گیا جسمین پادشاہ نے محض اپنی ذاتی بہادری سے فتح پائی تھی۔ یہ معبد شیر ببر کے شکار کی تصاویر کے لیے مشہور ہے۔

شیر کے شکار کی تصاویر

مسیحی معبد

کسی زمانہ مین یہان عیسائیون نے ایک کلیسا تعمیر کیا تھا جسکے کھنڈرات ابتک موجود ہین۔

یونانی معبد

اس مقام پر منجملہ اور معابد کے ایک یونانی معبد بھی دیکھا گیا۔

برٹش قنصل کا جلسہ رقص

مصطفی آغا اُس زمانہ مین وہان کے برٹش قنصل تھے اُنھون نے جلسہ رقص بھی ترتیب دیا تھا لیکن مولوی صاحب ایسے جلسہ مین شریک نہین ہوتے تھے۔

ڈنڈیرہ

یہان سے ڈنڈیرہ اور رجرجے ہوتے ہوئے سوہاغ پہنچے۔ ڈنڈیرہ شمالی مصر مین دریائے نیل کے کنارہ پر ایک مقام ہے جسکا قدیم نام ٹنٹیرس ہے اس مین ھیبنھور کا معبد مشہور ہی جو باوجود اسقدر پرانا ہونیکے ابھی تک صحیح وسالم ہی یہانتک کہ اسکی چھت بھی قائم ہے۔ اسکی چھت پر چھ حجرون کا ایک چھوٹا سا معبد بنا ہوا ہی جو وہان کے مقامی دیوتا اوسیرس کے نام سے شہرت رکھتا ہی اس معبد کی تعمیر کی تاریخ حضرت مسیح علیہ السلام سے ۷۰۰ سال قبل خیال کیجاتی ہی اور اسمین تصاویر کے ذریعہ سے آسمانی بروج دکھائے گئے ہین۔ یہان رات بھر قیام رہا۔ وہان سے چل کر ۱۳۔ اکٹوبر کو اسیوتھ واپس پہنچے۔ مدیریہ یعنی ایوان

محکمۂ ابتدائیہ کا معائنہ

گورنری کی سیر کی۔ محکمۂ ابتدائیہ کا معائنہ کیا مثلین خراب حالت مین تھین حتی کہ اُنکے کاغذ تک سلسلہ سے لگے ہوئے نہین تھے۔ چونکہ وہان کے اُس زمانہ کے جج بھی قانون سے چندان واقف نہین تھے اسلیے مزید تنقیح کی ضرورت نہین سمجھی گئی۔ یہان ارل نارتھ بروک نے جلسۂ ڈنر ترتیب دیا جسمین انگریزی فوج کے

ارل نارتھ بروک کا ڈنر

عہدہ دار بھی مدعو تھے۔

عدالت مرافعہ کا معائنہ

یہان کی عدالت مرافعہ کا معائنہ کیا گیا۔ اسکے جج بمقابلہ محکمۂ ابتدائیہ کے

ججون کے زیادہ لائق تھے منجملہ اور ججون کے ایک جج محمود لطفی بے بھی تھے۔

نہر اسمیلہ

اسی جگہ سے نہر اسمیلہ نکلی ہے۔ یہان سے اُسی اسٹیمر پر ایک مقام پر پہنچے جہان ایک

کارخانہ شکرسازی

بہت بڑے پیمانہ پر شکرسازی کا کارخانہ قائم تھا۔ اس کارخانہ کی سیر کرنیکے بعد وہانسے

بنی صوف مین شب باشی

روانہ ہوکر بنی صوف پہنچے اور رات بھر وہان قیام ہوا اور وہان کے مدیر سے ملاقات

کی۔ وہان سے روانہ ہوکر راستہ مین اہرام اور باغات کا نظارہ کرتے ہوئے بمقام

قاہرہ کو مراجعت اور لارڈ کرومر سے ملاقات

قاہرہ قصر نیل کے پل پر پہنچے یہان ارل نارتھ بروک کی پیشوائی کیلیے خدیو المعظم کے

لارڈ چمبرلین موجود تھے۔ قیامگاہ پر پہنچکر سہ پہر کو سرایولن بیرنگ (لارڈ کرومر) سے ملنے کیلیے

حاضر ہوئے اور اُنسے شہر بنہا و زنگازگ کی عدالتون کے معائنہ کے انتظام

کرنیکی نسبت خواہش کی۔

وزیر اعظم مصر سے ملاقات۔

دوسرے روز ہز اکسلنسی نوبار پاشا وزیر اعظم مصر کی ملاقات کے لیے گئے

وزیر ممدوح شمالی مصر کے حالات دریافت کرتے رہے۔ رخصت کے وقت وزیر

ممدوح نے کمرہ کے دروازہ تک مولوی صاحب کی مشایعت کی۔

وزیر اعظم مصر کا مولویصاحب کی قیامگاہ پر آنا

اُسی روز سہ پہر کو مولوی صاحب ارل نارتھ بروک سے ملنے کیلیے تشریف

لے گئے۔ مولویصاحب تو اُدھر روانہ ہوئے ادھر نوبار پاشا وزیر اعظم بلا اطلاع

آپکی قیامگاہ پر تشریف لائے۔ مہربانی سے اپنا کارڈ اور زنگازگ کے ججون کے

نام کی چٹھیان چھوڑ گئے۔

بنہا کی عدالت کا معائنہ۔

مولویصاحب یہ چٹھیان لیکر دوسرے روز بنہا کی عدالتون کے معائنہ کی غرض سے

بسواری ریل روانہ ہوگئے۔ اسٹیشن بنہا پر وہان کے مدیر محمود بے پہلے سے موجود تھے
اُن سے ملاقات ہوئی۔ اور اُنکو وزیر اعظم کا خط پہنچایا گیا۔ گھوڑون پر سوار ہوکر عدالتونکے
معائنہ کے لیے تشریف لیگئے۔ میر مجلس تپاک سے ملے عدالت کی عمارت نفیس اور
عالیشان تھی لیکن مثلین خراب اور بے ترتیب تھین۔ پُرانی مثلون کے تو ایک
کونہ مین انبار لگے ہوئے تھے لیکن متدائرہ مقدمات کی مثلین کسیقدر قرینہ کیساتھ
رکھی ہوئی پائی گئین۔

خدیو مصر کے ٹھہرنے کا محل

عدالت کی عمارت کے قریب ہی وہ محل واقع تھا جسمین خدیو عباس پاشا
ٹھہرتے تھے۔

اس عدالت کے ججون مین سے بعض جج وہان بود و باش نہین رکھتے تھے
بلکہ کچہری کے وقت قاہرہ سے ہر روز آجایا کرتے تھے۔ جس روز مولویصاحب
معائنہ عدالت کیلیے تشریف لے گئے تھے اگرچہ وہ میر مجلس کے اجلاس کا دن
نہ تھا تاہم وہ اور مدیر عدالت مین آئے وکیلون کی بحثین سماعت کی گئین۔ وکیل

ججون کا طریقہ کام۔

بحث اچھی کرتے تھے اور جج بھی لائق تھے۔ جج صبح کے ۹½ سے ۱۲ تک
اجلاس کرتے تھے اور پھر الگ کمرہ مین جاکر فیصلے لکھتے تھے۔

ایوان گورنری مین میر اہل قاصی سے ملاقات

معائنہ عدالت سے فارغ ہوکر مدیریہ یعنی ایوان گورنری کو گئے جو پون میل کی
فاصلہ پر تھا۔ راستہ مین مولوی صاحب کے اشتیاق مین لوگون کا بڑا مجمع تھا۔
مدیریہ مین مدیر کا اجلاس دیکھا اُن سے بہت دیر تک باتین کین وہین اُس جگہ کی

قاضی سے ملاقات ہوئی جو بڑے شوق اور تپاک سے ملے۔

بنہا سو قاہرہ کو واپسی۔

جب بنہا سے قاہرہ کو واپس ہونیکے لیے ریلوے اسٹیشن پر آئے تو شایعت کیلیے قاضی اور اُسکے نائب اسٹیشن تک اور مدیر قاہرہ تک ساتھ آئے۔

زگازگ کو روانگی۔

۱۹ اکتوبر کو قاہرہ سے پھر زگازگ کی عدالتون کے معائنہ کے لیے روانہ ہوئے یہ مقام قاہرہ کے شمال مشرق مین ۳۹ میل کے فاصلہ پر دریائے نیل کی شاخ ٹینی ٹک پر آباد ہے۔ اسی موقع پر زمانۂ قدیم مین مقام بوباسٹس واقع تھا۔ یہ مقام روئی اور غلہ کی تجارت کا مرکز ہے اور اسکی آبادی ۱۹۸۱۵ نفوس کی ہے۔

اسٹیشن زگازگ پر استقبال۔

اسٹیشن زگازگ پر نائب مدیر استقبال کے لیے موجود تھے وہ اپنے ساتھ سوار کرا کے لے گئے جلو مین پولیس کے سوار تھے۔ انگلش وائس قنصل سینور فلیس کے مکان پر اُنسے ملے۔ اور تھوڑی دیر باتین کر کے مدیریہ اور عدالتون کو اُن کی تنقیح اور معائنہ کیلیے تشریف لے گئے۔ مولانا مصطفی رضوان میر مجلس عدالت کے ساتھ کھانا کھایا۔

معائنہ عدالت اور میر مجلس کیساتھ طعام

میر مجلس موصوف فلسفہ اور منطق کے زبردست عالم تھے۔ جن علوم مین مولوی صاحب بھی کامل تھے۔ دونو عالمون مین خوب باتین رہین کھانیسے فراغت پاکر مدیریہ یعنی ایوان وزارت کو گئے وہان سعدالدین پاشا مدیر سے ملاقات کی۔ اُنسے مل کر قاہرہ واپس جانیکی غرض سے اسٹیشن پر آئے اسٹیشن تک بہت سے آدمی شایعت کے لیے آئے تھے جنمین انگلش قنصل بھی تھے جنمین آصف بے جج عدالت مرافعۂ قاہرہ جو اُس روز زگازگ مین موجود تھے ایک

مدیر سے ملاقات

قاہرہ کو مراجعت

اسٹیشن تک ساتھ رہے۔ شام کے پانچ بجے قاہرہ واپس پہنچ گئے۔

بارگاہ خدیوی مین باریابی

دوسرے روز صبح کو خدیوالمکرم کی خدمت مین باریاب ہوئے۔

ارل نارتھ بروک کیساتھ لنچ مین شرکت

دوپہر کو ارل نارتھ بروک کی دعوت لنچ مین شرکت کی اثنا گفتگو مین معلوم ہوا کہ ارل ممدوح ۲۴- اکتوبر کو ولایت کی روانگی کا قصد رکھتے ہین گویا اُن کی روانگی کے صرف چار ہی روز باقی رہ گئے تھے۔

عدالتون کے معائنہ کی رپورٹ

مولوی صاحب نے عدالتون کے معائنہ کی مفصل اور مکمل رپورٹ دو روز مین ختم کر کے مع انگریزی ترجمہ کے ارل ممدوح کے ملاحظہ مین ۲۲- اکتوبر کی شام کو پانچ بجے پیش کر دی۔

رپورٹ کی پسندیدگی

۲۳- اکتوبر کی صبح کو ارل موصوف نے رپورٹ مذکور ملاحظہ فرما کے اُسکی نسبت اپنی پسندیدگی کا اظہار تعریفی الفاظ مین فرمایا جیسا کہ ارل موصوف کی چھٹی موسومہ ارل گرینول وزیر خارجیہ مورخہ ۲۴- اکتوبر ۱۸۸۴ع کے فقرہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے:-

"× × سمیع اللہ خانصاحب نے دیسی جدید عدالتون کے کام سے واقف ہونے مین بہت کوشش کی اور اُنکے بارہ مین اُنھون نے قابل قدر تحریرین پیش کین۔

اس چھٹی کے جواب مین ارل گرینول نے جو چھٹی بتاریخ ۱۰ نومبر ۱۸۸۴ع ارل نارتھ بروک کو لکھی تھی اُسمین اُنھون نے مولویصاحب کے متعلق حسب ذیل

تحریر کیا تھا۔

"× × × مہربانی فرماکر سمیع اللہ خانصاحب کو اُنکی دلچسپ اور قابل قدر رپورٹ کے متعلق میرا شکریہ پہنچا دیجئے۔"

اسکے بعد ارل نارتھ بروک نے مولوی صاحب کو چِٹھی مورخہ ۲۸ نومبر ۱۸۸۴ء مین تحریر فرمایا کہ "× × × آپ نے میری ہمراہی مین جو خدمات انجام دی ہین اُنکے صلہ مین میری سفارش پر ملکہ معظمہ نے آپ کو خطاب سینٹ میکائل و سینٹ جارج سے سرفراز فرمانا منظور فرمایا ہے۔"

ارل کا شکریہ

مولوی صاحب نے ارل ممدوح کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

میجر راس کی الوداعی دعوت

۲۲- اکٹوبر کو مولوی صاحب خدیوالمکرم سے رخصتی ملاقات کرنیکے لیے تشریف لیگئے اسی شب کو مولوی صاحب کے قدیم دوست میجر راس نے آپکو الوداعی ڈنر دیا۔ اور وہان سے رخصت ہوکر جنرل ولکنسن کی ایوننگ پارٹی مین شریک ہوئے۔

وزیر اعظم اور دیگر اشخاص سے رخصت اور ہندوستان کو مراجعت۔

۲۳- اکٹوبر کو نوبار پاشا وزیر اعظم اور دیگر حضرات سے رخصت ہوکر جانب ہندوستان روانہ ہوئے کیونکہ ۲۴- اکٹوبر کی شام کو ارل نارتھ بروک راہی ولایت ہونیوالے تھے۔ مولوی صاحب ہندوستان وسط نومبر مین مع الخیر واپس تشریف لائے۔

خدمات مصر کی متعلق گورنمنٹ اور وزیر ہند کی پسندیدگی۔

آپ نے قیام مصر کے زمانہ مین اپنے فرائض منصبی اس احتیاط اور لیاقت و قابلیت سے انجام دیے کہ گورنمنٹ برطانیہ اور وزیر ہند نے مصر کے متعلق آپ کی عمدہ خدمات کا حوصلہ افزا الفاظ مین اعتراف فرمایا۔

سرفرازی خطاب۔

بارگاہ قیصری سے ان خدمات کے صلہ مین آپ کو سی۔ ایم۔ جی کا معزز و موقر خطاب عطا فرمایا گیا۔ جو آپ کے قبل کسی ہندوستانی کو نہین ملا تھا۔

ذیل مین سند خطاب کی نقل درج کی جاتی ہے :۔

سند خطاب۔

"بفضل خدا ملکۂ سلطنت اعظم برطانیہ و آئرلینڈ حامیِ دین قیصر ہند تاجدار و سردار نہایت معزز طبقۂ سینٹ مائیکل وسینٹ جارج ہمارا عطا کیا ہوا درجۂ مصاحبت نہایت معزز طبقہ سینٹ مائیکل وسینٹ جارج کا مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کو معتمد اور نہایت عزیز مولوی محمد سمیع اللہ خان ہمارے ہندوستانی شہنشاہی کے اضلاع شمالی و مغرب کے جج کو سلام۔ جو کہ ہمنے مناسب خیال کیا ہی کہ آپ کو اپنے نہایت معزز طبقہ سینٹ مائیکل اور سینٹ جارج کے تیسرے درجہ کا ممبر یا مصاحب مقرر کرین اسیلیے ہم آپ کو اس فرمان کی رو سے نہایت معزز طبقۂ مذکور کا درجۂ مصاحبت عطا کرتے ہین اور ہم اس فرمان کی رو سے آپکو اختیار دیتے ہین کہ آپ درجۂ مذکور بحیثیت ممبر درجۂ سوم یا مصاحب ہمارے نہایت معزز طبقۂ مذکور کے حاصل کرین اور اُسے اپنے قبضہ مین رکھین اور اس سے عزت پاوین مع ہر ایک اور جمیع حقوق کے جو طبقۂ مذکور سے متعلق ہین۔

ہمارے ایوان ونڈسر سے ہمارے دستخط خاص اور طبقۂ مذکور مہر ثبت ہو کر عطا کیا گیا۔ تاریخ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۴ء ہمارے جلوس کے اڑتالیسوین سال مین۔

بحکم بادشاہ دستخط گرینڈ ماسٹر و چینسلر"

سر آکلنڈ کالون کی چٹھی۔

مصر سے مولوی صاحب کی واپسی کے بعد سر آکلنڈ کالون نے آپکو جو چٹھی لکھی تھی اُسمین بھی اُنھون نے آپکے کام سے ارل نارتھ بروک کے مطمئن ہونیکا ذکر کیا تھا۔ چنانچہ اس چٹھی کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی۔

اُلبرٹ روڈ کلکتہ — ۲۹ نومبر ۱۸۸۴ء شنبہ

میرے پیارے سمیع اللہ

آپکی ۲۵ نومبر والی چٹھی پہنچی۔ یہ تحقیق ہوگیا کہ آپ کا اور آپ کے نوکرون کا خرچہ گورنمنٹ دیگی۔ یہ اور آپ کا ڈیپوٹیشن الونس امید ہی کہ ملے۔ آپ کو ریل۔ جہاز گاڑی۔ نوکرون اور کرایہ اسباب وغیرہ کا سفرخرچ بھی غالباً ایصال ہوگا۔

آخری میل کے ذریعہ سے مجکو لارڈ نارتھ بروک بہادر سے معلوم ہوا ہی کہ لارڈ ممدوح آپکے اُس طریقہ سے جس پر آپنے اپنا کام انجام دیا ہی نہایت مطمئن ہین۔

آپکا دوست صادق

اے۔ کالون"

ارل نارتھ بروک اور لارڈ کرومر سے سلسلۂ خط و کتابت

اِسکے علاوہ واپسی مصر کے بعد ہمیشہ آپ کے اور ارل نارتھ بروک و مسٹر ایولن بیرنگ (لارڈ کرومر) کے درمیان مربیانہ و دوستانہ خط و کتابت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس موقع پر ارل نارتھ بروک اور لارڈ کرومر کی صرف دو تین چٹھیون کا ترجمہ ذیل مین بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:-

ارل نارتھ بروک کی چٹھی

ہملٹن پلیس نمبر ۴- پکاڈلی　　　　۱۰ جون ۱۸۹۲ء

پیارے سمیع اللہ خان!

آپکا حال معلوم ہونیسے مین خوش ہوا- مین سر آکلنڈ کالون کو آپکی خواہشون سے نسبت آپکے لڑکے حمید اللہ کے مطلع کرونگا کیونکہ اس لڑکے کی بہبودی سے مجکو بہت دلی تعلق ہی-

مین آپکے پاس ایک رپورٹ × × × × × کی بھیجتا ہون جو انھون نے ترمیم کارروائی عدالت کی نسبت لکھی ہے اور جسکو وہ مصر مین جاری کرنیکی کوشش کرتے ہین مجکو تو وہ ترقی پذیر معلوم ہوتی ہے- مجکو یقین ہی کہ اگر آپ اُسکو پہلے نہین دیکھ چکے ہین تو اُسمین آپ کو لطف آئیگا-

ہر اچھی خواہش کے ساتھ مین ہون آپکا دلی دوست

نارتھ بروک"

ارل نارتھ بروک کی دوسری چٹھی-

ہملٹن پلیس نمبر ۴ پکاڈلی　　　　۱۸ دسمبر ۱۸۹۱ء

پیارے سمیع اللہ خان!

مین آپ کے خط کے پہنچنے سے بہت خوش ہوا- اور نیز اس بات کے معلوم ہونیسے کہ آپ شملہ ہو آئے اور لارڈ لینسڈون سے ملاقات کر آئے-

مسٹر × × × کے کام کو مصر مین نہایت کامیابی ہوئی- اور مجکو یقین ہی کہ آخرکار عدالتہائے قانونی کی ترقی کی نسبت کچھ تو ہوا جنکی نسبت آپ نے ایسے دلچسپ

اور مفید حالات تحریر کیے تھے۔

مین ہون آپکا بڑا ہی سچا دوست
نارتھ بروک

لارڈ کرومر کی چٹھی۔

British Agency
Cairo.
May 21-1895.

My dear Sir,

I am much obliged to you for your kind letter. Lady Cromer is I am glad to say recovering from her accident. Lord Northbrook paid me a short visit during the winter. He was looking very well.

You will be glad

to hear that the Native tribunals are steadily improving under . . . .

With very best wishes to yourself and your family.

Believe me,

Very sincerely yours,

(Sd.) Cromer.

لارڈ کرومر کی چھٹی کا ترجمہ

برٹش ایجنسی قاہرہ — مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۹۵ء

جناب من!

آپ کے عنایت نامہ کا مین بہت مشکور ہون خوشی کی بات ہی کہ لیڈی کرومر کو جو حادثہ پیش آیا تھا اُس سی اُنکو افاقہ ہو رہا ہے۔

لارڈ نارتھ بروک موسم سرما مین چند روز کے لیے مجھ سے ملنے تشریف لائی تھی بہت اچھے نظر آتے تھے۔ آپ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ یہان کی دیسی عدالتین × × × × × × × × کی نگرانی مین خوب ترقی کر رہی ہین۔

آپکا اور آپکے خاندان کا خیر اندیش۔ "کرومر"

باب نہم

واقعات زمانۂ قیام شملہ و دہلی

دریا گنج کی کوٹھی کی سکونت

۱۸۹۳ء مین آپ بمقام دہلی اپنے مکان واقع دہلی دروازہ مین رہے - اور چونکہ اکثر مہمان و ملاقاتی آتے تھے اُن کے لیے اپنی کوٹھی نمبر ۴ واقع دریا گنج کو بھی آراستہ کرلیا تھا تاکہ ملاقاتیون کو آسایش ملے - یہ ایک عجیب بات ہی کہ کنٹونمنٹ کے قواعد کی روسے مالک مکان بھی بلا اجازت افسران فوجی اپنی جائداد سے فائدہ نہین اُٹھا سکتا لیکن مولوی صاحب کو حکام بالادست فوج نے خاص طور پر اُنکی کوٹھی نمبر ۴ موقوعہ دریا گنج مین رہنے کی اجازت عطا فرمائی - اجازتی چٹھی کی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہی :-

اجازتی چٹھی

یادداشت دفتر کنٹونمنٹ مجسٹریٹ — مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء

نشان ۴۰۸

منجانب کنٹونمنٹ مجسٹریٹ -

بخدمت مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب سی - ایم - جی - مالک بنگلہ نشان ۴ واقع دہلی

بمعیت ہذا کوارٹر ماسٹر جنرل کے دفتر شملہ کی چٹھی نشان ۶۱۰۳ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۸۹۳ء بھیجی جاتی ہے جسمین آپ کو دریا گنج کے بنگلہ نشان ۴ مین رہنے کی اجازت دیگئی ہی واضح رہے کہ آپ اُن قواعد سے مستثنیٰ رہینگے جنکی روسے کسی فوجی افسر کی ضرورت کے وقت آپ مکان خالی کرنے پر مجبور ہوتے اب آپ جب چاہین مکانکو

اپنے قبضہ مین لے سکتے ہین۔

شرح دستخط کنٹونمنٹ مجسٹریٹ دہلی

کمیشن تحقیقات کنٹونمنٹ ایکٹ کی رکنیت

سرکاری ملازمت سے آپکے کنارہ کشی اختیار کرنیکے بعد بھی گورنمنٹ ہند آپسے بعض امور مین مشورہ لیتی رہتی تھی۔ اور آپ نیک نیتی و وفاداری کے ساتھ مشورہ دینے سے کبھی دریغ نہین فرماتے تھے۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء مین جب آپ شملہ پر قیام رکھتے تھے گورنمنٹ ہند نے سی۔ ڈی ایکٹ کی تحقیقات کے متعلق جو کمیشن بصدارت مسٹر ایٹچین ڈپٹی کمشنر جالندھر (جو بعد مین سر ڈنزل ایٹچین ولفٹنٹ گورنر پنجاب ہوئے) منعقد فرمائی تھی اُسمین ایک رکن ڈاکٹر کلیگھارن انسپکٹر جنرل شفاخانجات کو اور ایک رکن آپ کو مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ ذیل مین اُن چند چٹھیون کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو افسران گورنمنٹ نے آپکو اس کمیشن کی ممبری کے متعلق لکھی تھین اور نیز اُس سرکاری رزولیوشن کا اقتباس بھی ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے جسمین اس کمیشن کی رکنیت پر آپ کا تقرر فرمایا گیا تھا:۔

از مقام شملہ ۸ امئی ۱۸۹۳ء

سی ایچ ٹی کراسٹھویٹ لائل۔

میرے پیارے مولوی!

مین نے ابھی سُنا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہونیوالا ہے۔ بغرض ملاحظہ خاص چھاؤنیون ممالک مغربی و شمالی و اودھ و پنجاب کے اور تحقیقات کرنے اس امر کے کہ چھاونیون کے قواعد کے بموجب کیا کارروائیان نسبت امراض متعدی کے

عمل مین آتی ہین۔ منشائے گورنمنٹ یہ ہر کہ اس کمیشن مین ایک ایسا ہندوستانی ممبر ہووے جسکو تجربہ عدالت دیوانی کا ہووے۔ دوسرا ممبر غالباً کوئی کمشنر قسمت پنجاب یا ممالک مغربی وشمالی کا ہوگا۔ اور ایک ممبر کوئی ڈاکٹر ہوگا جسکا درجہ سرجن کرنل سے کم نہ ہو۔ کیا آپ اس کمیشن مین کام کرنیکو تیار ہوجائینگے۔ غالباً اسکی کارروائی بہت جلد شروع ہوگی۔

اس کمیشن کو دس یا بارہ چھاونیان شمالی ہندوستان کی ملاحظہ کرنا پڑینگی۔

اگر آپ گورنمنٹ کو اپنی امداد کا فائدہ اُٹھانے دینے پر رضامند ہین جو واقعی گورنمنٹ کیواسطے بہت بیش بہا ہر تو مین بہت خوش ہون گا آپ کا نام ہز اکسلنسی کے حضور مین پیش کرنیکے واسطے۔ آپ مہربانی فرماکے اسکا جواب بہت جلد عنایت کیجیے۔

آپ کا دوست صادق

سی - ڈی - لائل

۳ جون

چٹھی مسٹر سی ڈی - لائل

میرے پیارے مولوی!

مین اس بات کے سُننے سی بہت خوش ہون کہ جرنیل کالن نے آپکو لکھا ہے اور یہ کہ معاملہ طی ہوگیا۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپ کو محکمۂ جنگ سے ضروری ہدایات مل جاوین گی۔

مین امید کرتا ہون کہ حال کی بارش سے آپکی کمیشن کو بہ نسبت اُس حالت کے جبکہ لُو (ہوائے گرم) برابر چلتی ہوتی چندان تکلیف نہ ہونے پائیگی۔

آپ کا دوست صادق

سی۔ ڈی۔ لائل

اقتباس رزولیوشن گورنمنٹ ہند سررشتۂ فوج

رزولیوشن گورنمنٹ ہند

نشان ۲۴۳۹ مورخہ ۲ جون ۱۸۹۳ء

گورنر جنرل باجلاس کونسل اُن شکایتون کی تحقیقات اور اصلاح کیلیے ایک خاص کمیشن مقرر فرماتے ہین جو تختۂ منسلکہ اور شہادت مندرجہ کارروائی منسلکہ مین ظاہر کی گئی ہے۔

اس کمیشن مین ڈنزل ابٹسن اسکوئر سول سرونٹ پریسیڈنٹ سرجن کرنل جی کلیگھارن ایم۔ ڈی انسپکٹر جنرل شفاخانجات پنجاب اور مولوی محمد سمیع اللہ خان۔ سی۔ ایم جی ممبر مقرر کیے گئے ہین۔

اس کمیشن کا فرض ہوگا کہ انبالہ۔ میرٹھ۔ اور لکھنؤ جاکر اُن شکایتون کی تحقیقات کرے جو تختہ منسلکہ مین درج ہین اور کیفیت پیش کرے کہ اُسکی رائے مین کیا کوئی ایسا طریقہ رائج ہے جس سے کنٹونمنٹ ایکٹ بابت ۱۸۸۹ء کی دفعات اور قواعد محکومہ ایکٹ مذکورۂ بالا نشان ۱۷ مورخہ ۴ جولائی ۱۸۹۰ء کی خلاف ورزی ہوتی ہے کمیشن کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ جس شخص کو ادائی شہادت کیلیے چاہی

طلب کرے - اور تمام عہدہ داران کنٹونمنٹ کو لازم ہے کہ وہ ممبران کمیشن کو اُنکی
تحقیقات مین ہر طرح کی مدد دین اور اُنکے لیے اطلاع بہم پہنچائین ایک افسر
فوجی حکام کی جانب سے بغرض اخذ شہادت مقرر کیا جائیگا -
ممبران کمیشن خرچ سفر سول سروس ریگولیشن کی روسے پائینگے - اور کمیشن کی ہر ممبر کو
معمولی قواعد کے روسے دس روپیہ یومیہ کے حساب سے ڈیپوٹیشن الونس الصیال
کیا جائے گا "

ہوس آف کامنس اور گورنمنٹ ہند کی تعریف -

اس کمیشن کی مشترکہ مبسوط رپورٹ کے علاوہ مولوی صاحب نے ایک جداگانہ
یادداشت بھی ترتیب دی تھی جو رپورٹ کے ساتھ ہوس آف کامنس مین پیش
ہوئی تھی اور وہان کمیشن کی کارروائی کی تعریف کی گئی تھی اور اراکین نے جو عمدہ
خدمات انجام دی تھین گورنمنٹ ہند نے حوصلہ افزا الفاظ مین اُنکا شکریہ ادا کیا تھا -

حمید اللہ خان صاحب کی شادی -

جنوری ۱۸۹۴ء مین مولوی صاحب نے اپنے بڑے فرزند محمد حمید اللہ خان کی
شادی دہلی مین اپنے بھانجے نواب سرور الملک بہادر معتمد پیشی اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ
کی صاحبزادی سے کی جسمین آپ نے دور دور سے اپنے دوستون کو بلایا اور نہایت
حوصلہ سے اُنکی خاطر و مدارات کی -
دانا پور کے ایک بزرگ طریقت حاجی سید شاہ محمد اکبر صاحب ابو العلائی نے
سیر دہلی کے نام سے جو کتاب لکھی ہی اُسمین اس شادی مین اپنے شریک ہونیکا بھی
حال بیان کیا ہی جو ذیل مین درج کیا جاتا ہی :-

"الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ ۳ رجب المرجب ۱۳۱۱ھ روز پنجشنبہ پانچ بجے دن کو دہلی کے
اسٹیشن پر ہماری گاڑی پہنچ گئی۔ گاڑی کرایہ کی اور فیض بازار جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر کے
مکان پر پہنچے۔ مولویصاحب سوار ہوگئے تھے ایک گھنٹہ کے بعد واپس تشریف لائے
ہر چند مجھے پندرہ برس کے بعد دیکھا تھا مگر فوراً پہچان لیا۔ مجھے بھی پہچاننے مین
کچھ دِقّت نہ ہوئی۔ مین نے مولوی صاحب کے اخلاق و عادات مین سر مو فرق
نہ پایا۔ نماز کے اوقات ویسے ہی ہین بلکہ مذہبی خیالات پہلے سے بہت زیادہ
حیرت انگیز امر یہ ہے کہ کتب درسیہ کا استحضار علی حالہ ہے۔ جناب مولویصاحب کی
عظمت میرے دل مین یون ہے کہ فقہ اور حدیث اور تفسیر مین پورا تبحر حاصل ہے
اور ابھی تک اکثر کتابین یاد ہین اور تقوی کا اثر تو بشرہ سے ظاہر ہے "سیماہُم
فی وجوہہم من اثر السجود" جناب مولوی صاحب نے مجھے اپنے ہی کمرہ مین جگہ دی"

اسی سلسلہ مین شاہ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ

"مہمانون کی آمد شروع ہے ساعت بساعت اژدہام بڑھتا جاتا ہے مہمانون کا
تار بندھا ہوا ہے اچھے اچھے لوگ نظر آتے ہین۔ خوبصورت مجمع ہے کئی بڑی بڑی
مکان مہمانون کیواسطے آراستہ و پیراستہ ہین۔ اگرچہ ہم امرا سے بہت کم ملتے ہین
لیکن بارات کی سیر اور امرا کے اخلاق کا ملاحظہ مقصود ہے اب ہم اور شاہ
امین الدین قیصر اُسی مکان مین جو نواب پاٹودی کے نام سے مشہور ہے جاتے
ہین۔ وہان ایک دالان اور ایک کوٹھری ضروری سامان سے آراستہ ہے اور

ہم اُسکو دیکھکر پسند کر آئے ہین یہ مکان نہایت وسیع ہے اُسکا کمرہ کمرہ اور دالان دالان آراستہ و پیراستہ ہے یہانتک کہ سامنے ایک دو منزلہ رفیع الشان کوٹھی ہے جو انگریزی اور ہندوستانی قطع سے ملی جُلی ہی۔ اسمین متعدد کمرے ہین اور اس کوٹھی کے پیچھے ویسا ہی چند محل سرائین ہین وہ سب ہندوستانی شاہی قطع کی خوبصورت عمارتین ہین۔ ایک محلسرا کوٹھے کے پیچھے اور اُسکے آگے ویسی ہی دوسری موجود ہے دوسری کوٹھے کے پیچھے اُسکا جواب تیسری محلسرا موجود۔ بلکہ پہلی دوسری سے زیادہ دلچسپ اور سب مین کل ضرورتون کے مکان واسباب موجود۔ کسی مکان کی قطع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جاڑے کے لیے بنایا گیا ہی اور کوئی ایام برشکال کیواسطے معلوم ہوتا ہی"۔

مہمانون کی قیامگاہ کا نقشہ کھینچنے کے بعد شاہ صاحب ممدوح لکھتے ہین کہ:-

"اب ہم اپنے دالان مین آکر بیٹھے ہین اور دو خدمتگار دہلی کے باشندے ہمارے سامنے دست بستہ حاضر ہین۔ نیک بخت اور مودب معلوم ہوتے ہین اسی طرح سے دو دو خدمتگار مولوی صاحب کی طرف سے ہر مہمان کیواسطے مقرر ہین ہمنے اپنے مکان مین صاف ستھرا فرش بچھا پایا اور دو نواڑ کی پلنگڑیان توشک اور تکیون سمیت بچھی پائین۔ دیواری اور فرشی لیمپ خوبصورت روشن ہین اور کوٹھی کے صحن مین متعدد خیمے کھڑے ہین ان خیمون اور مکانون کیواسطے فرش وغیرہ خواجہ محمد یوسف صاحب اور خواجہ محمد آسمٰعیل صاحب [illegible] سے بھیجے ہین

یہ دونو صاحب اس برات کے منتظم ہین - ہر خیمہ مین اسقدر روشنی ہی کہ جگمگا رہا ہی
ابھی بہت مہمان نہین آئے ہین آتے جاتے ہین اور بہت سے مہمان جو انگریزی
وضع ہین وہ محلہ دریا گنج کی کوٹھی نمبر ۴ مین فروکش ہین - اُنکے واسطے ویسا ہی
سامان کیا گیا ہی اور وہ کوٹھی بھی بالکل بھری ہوئی ہے - اب عشا کا وقت ہے
ہم دونو آدمی اپنی فرودگاہ کی طرف پلٹتے ہین - ہمارے دالان مین نہایت
خوبصورت نقش ونگار کے سرخ پنبئی پردے پڑے ہین اور دونو خدمتگار مودب
دوزانو دالان مین بیٹھے ہین - ہمکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے - ہم نے جانماز بچھائی
اور خدمتگار فوراً باورچیخانہ کو روانہ ہوگئے اور بات کی بات مین خاصہ کے خوان
لے آئے - چونکہ مین عشا کے بعد بہت دیر تک سورۂ مزمل شریف اور وظیفہ
پڑھتا ہون وہ خاصہ جو آیا تھا ٹھنڈا ہوگیا - ادھر مین نے وظیفہ تمام کیا اُدھر
اُن شایستہ خدمتگارون نے جھٹ پٹ دوسرا گرم خاصہ لاکر حاضر کیا اور وہ خاصہ
باورچیخانہ مین واپس کردیا ہمنے کھانا کھایا اور استراحت کی - ان خدمتگارونمین سی
ایک شخص جسکا نام امیر بیگ ہی تہجد گزار بھی ہی الحمد للہ علی نعمائہ صبح ہوگئی نماز کیواسطے
جو اُٹھے تو گرم پانی وضو کے لیے تیار پایا

شاہ صاحب موصوف ساچق کا حال حسب ذیل لکھتے ہین :-

بعد نماز مغرب ہم فرودگاہ پہ پہنچے یہان ساچق روانہ ہونیکے اہتمام ہو رہے تھے
نواب پاٹودی کی کوٹھی سے جامع مسجد تک فٹنون اور بیچ گاڑیون کا سلسلہ ہی اور

شرفاء دہلی بنفس نفیس اہتمام مین سرگرم ہین - اُن مین سے بعض حضرات کے اسمار گرامی یہ ہین :-

مولوی خواجہ محمد شفیع احمد صاحب منصف تلہر - حکیم محمد ظہیر الدین خان صاحب - محمد اکرام اللہ خانصاحب - محمد نعمت اللہ خانصاحب رئیس دہلی -

مولوی خواجہ محمد شفیع صاحب نے مجھے ایک فٹن پر جناب شمس العلمار مولوی محمد ذکاء اللہ خانصاحب بہادر کے ساتھ بٹھا دیا ابھی گاڑیان سلسلہ وار کھڑی ہین - نوشہ کی فٹن کا انتظار ہے - × × × × × × ×

لیجیے دولھا کا فٹن آگیا اُنکے ساتھ اُنکے بزرگ خاندان مولوی خواجہ محمد فضل احمد خانصاحب سابق ڈپٹی کلکٹر بیٹھے ہین اِدھر اُدھر فٹنون اور سیج گاڑیون کا موزون سلسلہ ہی جسپر سب رؤسار عالیشان (جنکے نامون کی تفصیل بخوف طوالت ترک کردیگئی ہے) باشان وشوکت بیٹھے ہین - دولھا کا فٹن حسب صلاح اکثر امراء آگے کیا گیا ہی اب سلسلہ متحرک ہوا اور ساچق چلی - رات کا سُہانا وقت ہے تارون کی چھاؤن مین آہستہ آہستہ فٹنون کا سلسلہ قطار در قطار روان ہے - جامع مسجد کیطرف سے چوڑی والون کے محلہ مین جناب آغا مرزا صاحب المخاطب بسرور جنگ بہادر سکرٹری حضور پُر نور سلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ کی دولت سرا کو جاتے ہین (اللہ شانہٗ مبارک فرمائے آمین) بازار کے دُکاندار اور راہ رو بڑی حیرت کی نگاہ ہو نسے اس مبارک مجمع کو دیکھ رہے ہین اور آپسمین کہتے جاتے ہین کہ برأتین تو بہت

دیکھنے مین آئی ہین مگر اس شان کی برات آج تک نہین دیکھی۔ میرے اندازہ مین ایک گھنٹہ مین سا چق نواب سرور جنگ بہادر کے مکان تک پہنچی۔ اس مکان کی مہتمم نہایت نیک باطن اور خوش سلیقہ ہین۔ × × × × × × × ×
شیشہ کی خوبصورت تشتریون مین بن اور چکنی ڈلی اور الائچی وغیرہ کی تقسیم ہوئی اگرچہ نواب سرور جنگ بہادر بہ نفس نفیس موجود نہین ہین مگر انتظام برات کا نہایت دریا دلی سے ہو رہا ہے جو یہ انتظام دیکھتا ہی وہ اُس شادی کا تخمینہ بہت زیادہ کرتا ہی۔ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر اور جملہ برادری کے لوگ اس شادی سے بہت خوش ہین فریقین مین سے کوئی کسی امر کا شاکی نہین اور عمدہ نتیجہ شادی کا یہی ہے × × × × × × ×

المختصر اہل ساچق قریب بارہ بجے شب کے اپنی فرودگاہون پر نہایت بشاش واپس آئے۔"

اس کے بعد عقد کے روز کی کیفیت شاہ صاحب موصوف حسب ذیل لکھتی ہین:-

"اب ساتوین رجب کی صبح ہی اور یہی دن نکاح کا قرار پایا ہی بڑے بڑے ارکین شہر اہتمام مین مصروف ہین جنکو مین پہچانتا ہون یہ اُنکے اسمار گرامی ہین محمد اکرام اللہ خانصاحب بہادر سب رجسٹرار و رئیس دہلی۔ حکیم ظہیر الدین احمد خانصاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس دہلی۔ حکیم رضی الدین احمد خان صاحب رئیس دہلی۔ نعمت اللہ خانصاحب رئیس دہلی۔ مولوی خواجہ محمد شفیع احمد خانصاحب ایم۔ اے

منصف تلہر رئیس دہلی ۔ مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل ہائیکورٹ و رئیس علیگڈھ
خواجہ محمد اسمعیل صاحب رئیس علیگڈہ ۔ مولوی محمد مرادالدین خانصاحب رئیس دہلی
مولوی سید محمد میر صاحب وکیل میرٹھ رئیس دہلی وغیرہ وغیرہ ۔

ایک بہت بڑا سلسلہ فٹنون اور سیج گاڑیون کا کھڑا ہوا نظر آتا ہے مہتمم مہمانونکو
سوار کرا رہے ہین تھوڑی دیر کے بعد نوشاہ محمد حمید اللہ خان خلعت نوشاہی سے
یون آراستہ ہوکر مکان سے باہر آئے کہ ایک مدنی عربی وضع کی عبا جو خاص مکہ
معظمہ کی بنی ہوئی تھی ایک سفید شامی کپڑے کا عمامہ زیب سر عمدہ سبزے گھوڑے پر
سوار اور چارون طرف خاندان کے بزرگ پیدل ۔ بس جسقدر امراء و رؤساء تھے
جناب مولوی صاحب کو پیدل دیکھکر سبھون نے اپنی اپنی سواریان چھوڑ دین ہرچند
مولوی صاحب نے معذرت کی مگر کسی نے قبول نہ کیا اور بیرم خان کے ترا ہے سے
باشان و شوکت جامع مسجد ہوتے ہوئے برات چوڑی والون کے محلہ مین نواب
سرور جنگ بہادر کے مکان کی طرف روانہ ہوئی ۔ یہ فاصلہ ایک میل سے زیادہ ہی
مگر سب کے سب نہایت مسرور تھے ساچق کے روز سے اسمین زیادہ لطف تھا ۔
تھوڑی دیر مین برات مقام مقصود پر پہنچ گئی اور الحمد للہ کہ نکاح ہوگیا خطبہ خود
جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے پڑھا اور ایجاب و قبول کرایا ۔ مبارک
سلامت کا شور ہوا ۔ شاہ امین الدین صاحب قیصر نے ایک عمدہ سہرا کہا تھا وہ
پڑھا ۔ ایک سہرا مین نے کہا تھا وہ پڑھا گیا کچھ اور لوگون نے سہرے کہے تھے وہ

پڑھے گئے۔ نواب محسن الملک اور مولوی صاحب اور دوسرے قابل لوگون نے
سہرے اور شاہ امین الدین صاحب کے سہرے کو بہت پسند کیا۔"
محفل عقد مین بعد عقد خوانی شیرینی تقسیم ہوئی جسکا حال شاہ صاحب موصوف
الفاظ ذیل مین بیان کرتے ہین :-
"اب شیرینی تقسیم ہوتی ہے ہر حصہ سیر بھر سے زیادہ ہی ایک چینی کی متوسط رکابی
مین ہے۔ برات کا بڑا ہجوم ہے بہت رکابیان تقسیم ہوئین۔ مہتمم خوش انتظام ہین
کسی کو شکایت نہین × × × × × × × ×
اب ہم مجلس نکاح سے نماز کیواسطے اُٹھ کر باہر جو آئے تو سامان جہیز دیکھا
واقعی یہ شادی نواب سرور جنگ بہادر نے بڑی دریا دلی سے کی ہی × × ×
برات شام کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ واپس آئی۔"
اسکے بعد شاہ صاحب موصوف دعوت ولیمہ کا حال اسطرح لکھتے ہین کہ :-
"اب آٹھوین رجب روز سہ شنبہ ہی اور ولیمہ کی دعوت ہی اسوقت مولویصاحب کے
معزز مہمان نوید شادی کی رسم ادا کیا چاہتے ہین اور ہر ایک دس دس یا پانچ پانچ
اشرفیان نذر کر رہا ہے۔ مگر ہمارے سیرچشم مخدوم و مکرم مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے
نہایت پاکیزہ لفظون مین سب کا شکریہ ادا کیا اور ایسی خوبصورتی سے اُنکو واپس کیا
کہ کسی کو ناگوار نہ گزرا "اِنّ من البیان لسحراً" حقیقت مین بیان تو جادو ہی ہوتا ہی
مولوی صاحب کی یہ تقریر تو اسی حدیث کی مصداق تھی۔ آپ چونکہ دعوت ولیمہ کا وقت آگیا ہی

لہذا خیمون اور فرودگاہون مین دسترخوانون پر عمدہ و لطیف کھانے چُنے جاتے ہین مہمان کھاتے ہین اور رخصت ہوتے جاتے ہین"۔

مولوی صاحب کے محل محترم کی وفات

اس خوشی و شادمانی کے ایک سال بعد یعنی ۱۸۹۴ء مین مولوی صاحب کو یہ اندوہناک سانحہ پیش آیا کہ آپ کے محل مین سخت علیل ہوئین۔ بغرض تبدیل آب و ہوا آپ نے اُنکو کوہ کسولی (پنجاب) پر لیجانے کا انتظام کیا۔ یہان تک کہ آپ کے بڑے فرزند وہان گئے اور اُنھون نے مکان وغیرہ کا انتظام بھی کر لیا۔ مگر بالآخر اطبا نے بوجہ ضعف و ناتوانی اُنکا وہان جانا مناسب نہ سمجھا اور حمید اللہ خان صاحب واپس بلا لیے گئے۔ اور مریضہ کو تبدیل آب و ہوا کی غرض سے چندروز قطب صاحب اور اُسکے بعد آپکی ذاتی کوٹھی نمبر ۴ واقع دریا گنج مین رکھا گیا۔

حکیم عبد المجید خان صاحب (حاذق الملک) معالج تھے بالآخر قضا نے نہ چھوڑا اور اُسی کوٹھی مین مریضہ کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کی وفات کا قطعہ تاریخ ذیل مین درج کیا جاتا ہے :۔

قطعہ

ز دنیا رفت خاتون سمیع اللہ ہیہات	باوصاف حمیدش کز نے یا حورِ عین باشد
قلم با صد الم بنوشت تاریخ وفاتش را	کہ او را دائماً منزل بفردوس برین باشد

اس حادثہ سے مولوی صاحب کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ آپ کی صحت مین خلل پڑ جانے کا اندیشہ کیا جانے لگا۔

بنظر احتیاط و دور اندیشی حمید اللہ خانصاحب نے بمشکل آپکو تبدیل آب و ہوا کی طور پر سفر کرنے پر رضامند کیا اور بمبئی لے گئے۔ بمبئی مین کچھ روز قیام کرنے سی آپ کو تسکین ہوئی۔ کار مہینے کی فاتحہ تک دہلی واپس آگئے - اور پھر دہلی مین دل نہ لگنے کی باعث مولوی صاحب نے علیگڈھ مین اپنی ذاتی کوٹھی مین رہنا اختیار کیا۔ وہان کثرت اشغال اور بہت سے احباب کے ہونیسے غم غلط ہوتا رہتا تھا۔

مرحومہ دہلی دروازہ سے باہر قریب مزار حضرت شاہ عبدالعزیز شنکر بار ۱۹ ستمبر ۱۸۹۴ء کو دفن کی گئین۔ سال بھر تک برابر حسب دستور فاتحہ وغیرہ ہوتی رہین اور حفاظ قرآن خوانی کے لیے مقرر رہے۔ ابتک ہر جمعرات کو فاتحہ جاری ہی قدیم مسجد کی حالت روز بروز درست ہوتی جاتی ہے اور گرد اگرد درختون اور پھولون کے لگانے کا انتظام ہو رہا ہے۔

باب دہم

حج وزیارات

مکّہ والونکا لقب سے مولویصاحب کے خاندان کی شہرت

چونکہ مولوی صاحب کے جد بزرگوار حاجی شیخ احمد علوی مکہ معظمہ سے واپس ہوتی ہوئے دہلی مین آکر مقیم ہوئے تھے اسیلیے آپ کا خاندان دہلی مین "مکہ والون" کے لقب سے مشہور تھا۔

حج وزیارت کا اشتیاق

جس حالت مین مولویصاحب کے بزرگون مین پشتہا پشت سے حج کا سلسلہ جاری تھا یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے دل مین اس دولت سے بہرہ اندوز ہونیکا شوق و اشتیاق نہ ہوتا۔ ایک زمانہ سے آپکے دل مین حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ منورہ سے مشرف ہونیکا شوق موجزن تھا۔ چنانچہ آپکی زبان پر اکثر وبیشتر یہ شعر جاری رہتا تھا۔

شعر

گی بود یارب کہ رُو در یثرب و بطحیٰ کنم   گہ بمکہ منزل وگہ در مدینہ جا کنم

سفر یوروپ اختیار کرنیکے وقت بھی سفر حجاز کا شوق آپ کے دل مین موجود تھا جیسا کہ آپکے سفرنامۂ یوروپ کے دیباچہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے لیکن بمفحوائے "کل امرٍ مرہون باوقاتہا" آپکی یہ دیرینہ آرزو کہین سنہ ۱۹۰۱ء م سنہ ۱۳۱۷ھ مین جاکر پوری ہوئی۔ یعنی اُس سال آپ بافضال الٰہی حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے اور مدینۂ منورہ کی زیارت سے بھی بہرہ مند ہوے۔ اور اُسی اثنا

دیرینہ آرزو کا بر آنا۔

مین آپکو اور دوسرے مقامات متبرکہ کی زیارت کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

دلائل الخیرات کی سند اور اسکے صحیح نسخہ کی اشاعت۔

حاضری مکۂ معظمہ کے زمانہ مین آپنے شیخ الدلائل سے سند دلائل الخیرات حاصل کرکے اُسکا جدید اور صحیح اڈیشن مطبع ریاض ہند علیگڈھ مین چھپوایا۔ اس جدید اڈیشن کے چھپوانے اور شایع کرنے کی وجہ آپنے اُسمین حسب ذیل بیان فرمائی ہے:۔

وجہ اشاعت

"خاکسار نے مکۂ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً مین اجازت وسند دلائل الخیرات کی عالم باعمل مہاجر مکۂ معظمہ حافظ کلام اللہ صاحب الورع والتقوی جناب شیخ الدلائل مولانا محمد عبد الحق صاحب دامت برکاتہ سے مطابق روایت مولانا سید علی حریری مدنی قدس اللہ اسرارہٗ سے حاصل کی۔ جناب ممدوح نے نسخہ دلائل الخیرات کو اپنے دست مبارک سے صحیح کرکے مجھکو عنایت فرمایا۔ اکثر نسخے دلائل الخیرات کی جو چھاپے گئے ہین اُنمین بعض ضروری امور متروک اور بعض زوائد داخل ہوئے ہین اور صحت الفاظ اور اعراب کا خیال تو بہت ہی کم ہوا ہے۔ مولانا کا دستور ہے کہ تمام دلائل الخیرات کو سُننے اور صحیح کرنیکے بعد اجازت عطا فرماتے ہین اور قاری وسامعین کے پاس جو مطبوعہ ومکتوبہ نسخے ہوتے ہین اُنمین اکثر غلطیان ظاہر ہوتی ہین اور مولانا اکثر دست مبارک سے اُنکی اصلاح فرماتے ہین اور مینے دیکھا ہے کہ اسوجہ سے حضرت ممدوح کو تکلیف ہوتی ہی اور غلط عبارت کے پڑھنے سے وہ فائدہ وثواب واثر نہین ہوتا ہے جو صحیح سے ہوتا ہے حضرت

ممدوح نے میری درخواست پر خاص وہ نسخہ مجھکو عطا فرمایا جسکو دست مبارک سے
صحیح فرمایا تھا اور مین نے جناب ممدوح سے وعدہ کیا تھا کہ مین ہندوستان
جاکر مطابق اُس نسخہ صحیحہ کے دلائل الخیرات چھپواؤن گا۔ چنانچہ اس وعدہ کے
ایفا مین مین نے اس نسخہ کو چھپوایا ہے × × × ×"

اس نسخہ مین مولوی صاحب نے بعض وہ ضروری دعائین بھی درج کردی
ہین جو شیخ الدلائل سے منقول ہین اور جنکا پڑھنا موجب برکت و ثواب ہے
اور نیز آپنے اس نسخہ مین جابجا مناسب مواقع پر درودون کے متعلق وہ مفید
حواشی بھی تحریر کیے ہین جو دوسرے نسخون مین نہین ہین۔ اس نسخہ کی بلاد ہند و
عرب و دیگر ممالک اسلامی مین بڑی قدر ہوئی۔

مختصر حالات سفر حجاز۔

مولوی صاحب کے حالات زندگی مین اگر آپکے سفر یورپ اور سفر مصر کے
حالات کی طرح سفر حجاز کے جستہ جستہ حالات نہ بیان کیے جائینگے تو یہ ایک ناقابل
معافی فروگزاشت تصور کی جائیگی۔ لہذا آپ کے سفر حجاز کے حالات کچھ تو مختلف
طور پر جمع کرکے اور کچھ مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب کے قلمی روزنامچہ سفر حجاز سے
اخذ کرکے جو حج مین آپکے ساتھ تھے ذیل مین ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہین :-

سفر حجاز کی روانگی کے قبل اجمیر شریف کی حاضری۔

مولوی صاحب ۱۸۹۹ء مین آرزوے حج کو سینہ مین لیے ہوے عقیدتمندانہ
طور پر اجمیر شریف حاضر ہوے اور وہان سے اجازت حاصل کرکے علیگڈھ واپس
تشریف لائے اور سفر حجاز کی تیاری مین مشغول ہو گئے۔

علیگڈھ سے بمبئی کی روانگی

بالآخر آپ مع اپنے ہمراہیون کے بعزم سفر حجاز ۷ جنوری ۱۹۰۱ء مطابق ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ کو علیگڈھ سے بمبئی روانہ ہوئے۔

ہمراہیان سفر

آپکے ہمراہیون مین آپکی بڑی ہمشیرہ اور چھوٹی بھتیجی کے علاوہ مولوی محمد شفیع صاحب سب جج مع متعلقین اور متعدد ملازمین بھی تھے۔

اسٹیشن مناڑ پر مولوی صاحب کے پوتوں کا قدمبوس ہونا۔

بمبئی میں پلیگ تھی اسلیے نواب سربلند جنگ بہادر تو پہلے ہی آپسے رخصت ہو لیے تھے۔ اُنکے بچے آپکی قدمبوسی سے اسٹیشن مناڑ پر مشرف ہوئے۔

بمبئی سے حجاز کو روانگی۔

مولوی صاحب بمبئی مین تین روز قیام فرماکر اپنے ہمراہیون سمیت ۱۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو پی اینڈ او کمپنی کے ڈاک کے جہاز ایجپٹ نامی پر سوار ہوکر جانب حجاز روانہ ہوئے۔ آپ کے جہاز نے ۱۷ جنوری کو ۹ بجے شب کے عدن اور ۲۰ جنوری کو سوئز مین لنگر کیا۔

جہاز کا عدن اور سوئز مین لنگر انداز ہونا

تائید غیبی سے بآرام و سہولت سفر کا انجام

جو لوگ مولویصاحب کے ہم سفر تھے اُنکے بیان سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے تمام معاملات اور سفر کی مشکلات نہایت خوش اسلوبی سے طے ہوتی چلی جاتی تھین بوجہ شدت طاعون اس زمانہ مین بمبئی کامران اور سوئز مین قرنطینہ کا بڑا سخت انتظام تھا۔ بجز اسکے کہ تائید غیبی ہو کبھی اس عمدگی سے سفر طے نہین ہو سکتا جیسا کہ مولوی صاحب کا ہوا۔

مولویصاحب کے ساتھ پردہ نشین اور ناتجربہ کار مستورات کے ہونیسے بمبئی کے چُنگی خانہ اور ڈاکٹری معائنہ کے وقت مختلف مشکلات پیش آئین۔ لیکن

بوجہ اسکے کہ خدا کا فضل شامل حال تھا آپکے سب ہمراہیون کو جہاز پر سوار ہونیکی اجازت مل گئی اور باوجود تنگی وقت آپ مع اپنے سب ہمراہیون کے جہاز پر بیٹھ گئے۔

جہاز کے دو درجے جنھین "کیبن" کہتے ہین ایسے عمدہ مل گئے تھے کہ اُنمین پردہ کا انتظام کرنیکے متعلق کسی قسم کی دقت و دشواری پیش نہین آئی۔ بہرحال تمام سفر مین کسی نوع کی تکلیف نہین ہونے پائی۔

جہاز پر کھانے پینے مین احتیاط۔

رمضان کا مہینہ تو تھا ہی مولوی صاحب جہاز مین روزہ رکھتے چلے گئے۔ آپ بنظر احتیاط جہاز پر کے گوشت کا استعمال نہین کرتے تھے۔ جہاز کے کپتان نے آپکو اجازت دے رکھی تھی کہ جو چاہین لین۔ آپ گوشت کے سوا ترکاری۔ آلو خشکہ۔ انڈے۔ دودھ اور دال جہاز سے لیکر افطار کے بعد کھاتے تھے۔

سوئز پہنچنا اور بیر قرنطینہ سے گذرنا

غرض سوئز تک اسیطرح آرام سے گزری۔ سوئز پہنچنے پر آپنے ہمراہیون سمیت بیر موسی مین قرنطینہ کے مکانون مین دو روز قیام کیا۔ اُسکے بعد شہر سوئز مین حاجی بخاری صاحب سے ایک مکان کرایہ پر لیکر ترکی ڈاک کے جہاز کے انتظار مین

سوئز مین نماز عید

ٹھہرے۔ اس عرصہ مین ڈاکٹر کی نگرانی سے بھی فرصت پائی اور عید الفطر کی نماز سوئز کی بڑی مسجد مین ادا کی۔

سوئز سے ینبوع کو روانگی۔

سوئز سے روز پنجشنبہ، شوال ۱۳۱۸ھ مطابق، فروری ۱۹۰۱ء کو شاہی ڈاک کے جہاز "محلہ" پر سوار ہو کر ینبوع روانہ ہوئے۔

سوئز سے ینبوع تک جہاز کے درجۂ اول کا کرایہ فی کس چار اشرفی درجۂ دوم کا کرایہ ۳- اشرفی اور درجہ سوم کا کرایہ ½ ۲- اشرفی تھا۔

سوئز سے ینبوع تک کرایۂ جہاز

جب ۱۱- فروری ۱۹۰۱ء کو آپکا جہاز ینبوع پہنچا تو بعض ترکی افسروں نے آکر اطلاع دی کہ اُسطرف کا ایک قافلہ لُٹ گیا ہے اور فساد برپا ہے مسافرونکو چاہیے کہ جدہ چلے جائین۔

ینبوع سے جدہ کو جانیکی وجہ

مولویصاحب کے علاوہ اور بھی بہت سے عازمین حج مصر سے اس جہاز پر سوار ہوئے تھے اُن سب کو جدہ جانا پڑا اور ان سب نے یلملم سے احرام باندھا۔

جدہ کے چُنگی خانہ کے جھگڑون سے فارغ ہوکر مولویصاحب نے عبدالکریم مطوف کے مکان مین دو روز قیام کیا اسی اثنا رمین آپ نے ماما حوّا کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ضروری سامان سفر اور شُغدفون شبریون کی خریداری سے فراغت حاصل کی۔ اور وہان سے بسواری شتر مکہ معظمہ روانہ ہوئے سفر مین معمولی وقت صرف ہوا۔

جدہ مین قیام

مزار ماما حوا پر فاتحہ

جدہ سے روانگی

مکہ مُعظمہ مین پہلے سے حرم شریف کے قریب جانب صفا ایک مکان کا بندوبست کرلیا گیا تھا مولوی محمد احسن صاحب مطوف تھے۔

مکہ معظمہ مین مکان اور مطوف کا بندوبست

اس عرصہ مین ایک ہمراہی درویش برکت شاہ جو بمبئی سے دوسرے جہاز پر سوار ہوئے تھے اور مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب وکیل علیگڈھ بھی جو بمبئی سے ۲۷ فروری ۱۹۰۱ء م ۲۷ شوال ۱۳۱۷ھ کو روانہ ہوئے تھے آن ملے۔ اور سفر مکہ و

برکت شاہ اور خواجہ محمد یوسف کا آملنا

مدینہ مین ساتھ رہے۔

مکہ معظمہ مین قیام

مولوی صاحب ماہ شوال ۱۳۱۷ھ مین مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ آپ وہان تقریباً ڈھائی مہینے رہے۔ ایک مہینے کے قریب تو مولوی فخرالدین صاحب کے مکانات موقوفہ مین سے ایک مکان مین قیام کیا اور پھر حاجی نواب محمد محمود علیخانصاحب کی مکان مین تشریف لے گئے جو باب رحمت پر حرم محترم کے سامنے واقع تھا۔ قیام مکہ معظمہ کے زمانہ مین آپ مولدالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مولد حضرت علی کرم اللہ وجہہ و مولد سیدہ خدیجۃ الکبری و مولد سیدہ آمنہ ام المصطفی علیہ التحیۃ والسلام و مولد سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و مکان جنابہ خدیجۃ الکبری و مقام جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ مین ہے) اور مکان جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مولوی رحمۃ اللہ مہاجر کے مدرسہ کو دیکھا اور اس مدرسہ کے طالب علمون سے قرأت سنکر حظ روحانی حاصل کیا۔ اور مکہ معظمہ کے مشائخین اور علماء سے لطف صحبت اٹھایا۔

مکانات متبرکہ مکہ معظمہ کی زیارت اور علماء و مشائخین سے صحبت

مکانات آقا

عرفات کو روانگی

۷ ذیحجہ ۱۳۱۷ھ روز شنبہ کو صبح کے ۴ بجے مولوی صاحب مع اپنے ہمراہیون کے اونٹون پر سوار ہو کر عرفات اور خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے۔ مناسک حج سی فارغ ہو کر آپ نے اُس پہاڑ کی زیارت کی جہان حضرت ابراہیم خلیل اللہ جناب اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنیکے لیے لے گئے تھے اور وہ پتھر بھی دیکھا جس پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے چھری تیز کی تھی ۱۲ ذیحجہ روز جمعہ کو آپ نماز جمعہ سی فارغ ہو کر

ایک مقدس پہاڑ کی زیارت

عمرہ

بغرض عمرہ اُس مقام پر گئے جہاں حضرت رسولخدا صلعم نے جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کرنیکے لیے ارشاد فرمایا تھا - اُس مقام پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے - اُس مسجد مین آپنے دو رکعت نماز ادا کرکے عمرہ کا احرام باندھا اور حرم محترم مین آکر طواف عمرہ کیا

جبل ثور کی زیارت

اور سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہونیکے بعد احرام اُتار کر جبل ثور کی زیارت کو تشریف لے گئے جبل ثور وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلعم قبل نبوت مصروف لعبادت رہا کرتے تھے - اسکی چڑھائی بڑی دشوار گزار تھی -

جبل ابو قبیس کی زیارت

اسکے بعد مولوی صاحب جبل ابوقبیس کی زیارت سے مشرف ہوئے - یہ وہ مقام ہی جہاں شق الصدر ہوا تھا -

مدینہ منورہ کی روانگی

۲۴ ذیحجہ روز چہارشنبہ کو بعد نماز مغرب مولوی صاحب مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے - پہلا مقام شہدا مین کیا اور جب وہان تمام قافلہ جمع ہوگیا تو ۲۵ ذی الحجہ کو پورے قافلہ نے جانب مدینہ منورہ کوچ کیا -

منازل مابین مکہ و مدینہ

راستہ مین وادی فاطمہ - بیر عصفہان - بیر نتوقہ - بیر قدیم - رابق - بیر سفورہ - بیر شیخ صغرا - بیر عباس - بیر عار - مناخہ - مقامات پڑے اور ان مین آپ نے منزلین کین - اور مناخہ سے مدینہ منورہ تک جو ایک فرلانگ کا فاصلہ ہے ادباً آپ

مدینہ منورہ مین داخلہ اور روضہ منورہ کی زیارت

پیادہ پا تشریف لے گئے - ۸ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ کو آپ مدینہ منورہ مین داخل ہوئے اور داخل ہوتے ہی روضۂ انور کی زیارت کو حاضر ہوئے -

آپ کے ساتھی مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب اپنے روزنامچہ زمانۂ قیام

نوٹ - مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی درمیانی منزلونکی تفصیل بعض لوگ یہ بیان کرتے ہین:- وادی فاطمہ - بیر عسفان

مدینہ منورہ مین اقامت فرماتے ہین -

مسجد نبوی

" ۸ محرم تک مدینہ منورہ مین ہمکو آئے ہوئے دس روز ہوئے اس تاریخ تک چالیس نمازین باجماعت ہمنے مسجد نبوی مین پڑھی ہین مگر ابھی ہمارا ارادہ یہان اور رہنے کا ہی - آج ہم جبل اُحد کی زیارت کو گئے یہان سیدنا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ مدفون ہین "

اسی روزنامچہ مین مولویصاحب موصوف لکھتے ہین کہ

نماز جمعہ -

" ۱۹ محرم الحرام کو ہمنے مسجد نبوی مین دوسری بار نماز جمعہ پڑھی اتفاق سے ایکی مرتبہ ہمین جگہ بھی منبر کے قریب مل گئی تھی اسیلیے عجیب کیفیت آئی یہان خدام مسجد کو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب نے پچیس روپیہ دیے -

مسجد قبا

۲۰ محرم کو سواری کرایہ کر کے ہم مسجد قبا مین گئے اور نماز پڑھی - اس مسجد سے ذرا علیحدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مکان ہی - اسمین ایک گوشہ ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ حضرۃ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے چکی پیسنے کی جگہ ہے - ہم حسب قاعدہ یہان پیٹھ لگا کر بیٹھے اور دعا مانگی -

بیر خاتم

اس مکان کے متصل " بیر خاتم " ایک متبرک کنوان ہے وہان جا کر ہم نے نماز پڑھی اور اُسکا پانی پیا -

زیارت جنت البقیع

۲ صفر کو ہم مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع کی زیارت کو گئے یہان جو ائمہ شہدا اور صلحا مدفون ہین انکی قبرونکی زیارت سے مشرف ہوئے اور

وادی غلیص (خلیص) قدیمہ - جحفہ (رابغ) بیر مستورہ - بیر شیخ - صفرا - بیر عباس - بیر عاد - مناخہ - اور عروہ سی مدینہ منورہ تک جو ڈیڑھ دو میل کا فاصلہ ہی ادباً پیادہ پا چلتے ہین -

فاتحہ پڑھی۔

مسا خلفائے
راشدین اور
... بلال

۴ صفر کو ہم بعد نماز اشراق مسجد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مین گئے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اُس مسجد مین گئے جو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے نام سے مشہور ہے اسکے بعد مسجد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسجد عثمانیہ مین جو آجکل عیدگاہ ہی سکتے اور پھر مسجد عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہان سے مسجد حضرت بلال مین گئے اور نماز پڑھی۔ راستہ مین ہم نے مارکٹ بھی دیکھا یہان ہر قسم کی چیزین فروخت ہوتی ہین۔ مدینۂ طیبہ مین ہمارا قیام چار مہینے سے زیادہ رہا۔ اس مدت مین ہمنے یہان کے مشہور و متبرک مقامات کی سیر کی۔

مارکٹ

نرخ میوہ و اجناس

مولوی صاحب نے مدینۂ منورہ سے ۲ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ کو جو خط وطن بھیجا تھا اُسمین آپ نے بعض اشیاء خوردنی اور میوہ جات کا ذکر فرمایا تھا جنکا اُس زمانہ مین وہان موسم تھا اور اُنمین سے بعض کے نرخ بھی تحریر فرمائے تھے۔ انگور ۴ رسیر گھی فی روپیہ ایک سیر سے کچھ زیادہ گیہون اور چانول فی روپیہ ۳ ½ سیر سے ۴ سیر تک بیان کیے گئے تھے۔ اور خربزون کا نرخ گران اور کھجور رطب کا ارزان ہونا ظاہر ہوتا تھا۔

مدینۂ منورہ سے روانگی

آپکی مدینۂ منورہ کی واپسی کا مفصل حال مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب کے روزنامچہ سے نقل کرکے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

"آخر ہفتہ ربیع الثانی مین ہمکو یہ خیال ہوا تھا کہ جمادی الاول کے مہینے مین

مدینہ سے اجازت روانگی مل جائیگی۔ مگر جب تک اجازت نہین ملتی ہے کوئی شخص سامان روانگی نہین کرسکتا ہی۔ ۴ جمادی الاول کو جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے اپنے دلی مکاشفہ سے فرمایا کہ ماہواری کھانیکا سامان دس روز سے زیادہ کا نہ منگواؤ اور سفر کی تیاری کرو۔ جلد حکم ہونیوالا ہے۔ ہمکو یہ سُنکر تعجب ہوا اور کسیطرح یقین نہ آتا تھا مگر مولوی صاحب کا یہ فرمانا کشف سے خالی نہ تھا اور آخر ایسا ہی ہوا۔ ۱۴ جمادی الاول کو روانگی کا حکم ہوگیا۔ اتفاق سے ایک خاص قافلہ سلطانی اس اثنا رمین مدینہ منورہ سے براہ راست جدہ کو روانہ ہونیکے لیے تیار رہوا۔ اُسکے ساتھ روانہ ہونیکے لیے ہم اٹھارہوین جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو با دل بیتاب وچشم پُر آب روضۂ مقدسۂ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہوکے اور بادل ناخواستہ بصد حسرت و یاس باب مجیدی سے اونٹون پر سوار ہوکر ایک گھنٹہ مین ہم بیر عروہ پر پہنچکر ٹھہر گئے۔ یہان سب قافلہ جمع ہوگیا تھا اور اب یہان سی ہمنے جدہ کا رخ کیا۔ مدینۂ منورہ سے جدہ تک جن جن منازل پر قافلہ ٹھیرا اُنکے نام یہ ہین:-

بیر الماشی۔ بیر رباط۔ شقفتہ عموک۔ آبو ضبلع۔ بیر رضوا۔ رآبغ۔ بیر قدیمہ۔ بیر سعید منزل وہبان۔ یہ بڑی سخت منزل تھی۔ یہان کا پانی ایسا گدلا تھا کہ چار چار مرتبہ چھاننے سے بھی صاف نہ ہوتا تھا۔ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ مطابق ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء روز سہ شنبہ کو ہم مع الخیر جدہ پہنچے۔ کئی دن تک یہان کی سیر کی۔

جدہ سے روانگی

۵ جمادی الثانی روز یکشنبہ کو مصری جہاز بندرگاہ جدہ پر آگیا - ہم کشتی کرایہ کرکے ساحل پر
لگ گئے - کپتان سے ملے جہاز کو دیکھا جہاز نہایت عمدہ ہی - کمرے بھی بہت صاف اور
اکثر خالی ہین - ہمنے فرسٹ کلاس کا کرایہ فی کس ۴ پونڈ ۱۲ شلنگ اور تھرڈ کلاس کا
دو پونڈ ایک شلنگ کے حساب سے دیا -

سواکن کی سیر

۶ جمادی الثانی روز دوشنبہ کو شام کے پانچ بجے جہاز روانہ ہوا - اٹھارہ گھنٹے
مین ہم سواکن پہنچے اور کشتی کرایہ کرکے شہر کے اندر گئے یہ وہی مقام ہے جہان
مہدی و مصری و انگریزی حکومت سے مدتون جھگڑا رہا ہے اور آخرکار مصریون
اور انگریزون نے فتح کرلیا -

سواکن بڑا شہر ہے یہان سہ منزلہ مکانات عمدہ اور پختہ بنے ہوئے ہین - بازار
بھی متعدد ہین - حاجیون کے واسطے ایک عالیشان رباط بنا ہوا ہی - یہان انگریزونکا
قبرستان بھی خوشنما ہے - باشندے یہان کے مضبوط و توانا ہین - جانب غرب
انگریزی آبادی ہے جہان دارالحکومت ہے شہر مین انتظام صفائی وغیرہ بھی اچھا ہے
سواکن گو بظاہر مصری علاقہ ہے مگر دراصل انگریزی حکومت ہے اور کیون نہ ہو
انگریزی روپیہ اور خون صرف ہوا ہی -

بندرگاہ مسوع

۹ جمادی الثانی روز پنجشنبہ کو جہاز سواکن سے روانہ ہوا اور افریقہ کے کنارے
کنارے چلکر جمعہ کے دن بارہ بجے بندرگاہ مسوع پر لنگر انداز ہوا - یہ شہر اول زیر حکومت
سلطان ٹرکی تھا - محمد علی پاشا جد خدیو حال کے عہد مین داخل حکومت مصری ہوا -

مگر افسوس ہی مسلمان بادشاہ اور عہدہ دارون پر جنھون نے اٹھارہ برس قبل اُسی
اٹلی کے ہاتھ فروخت کردیا۔ مسوعہ مسلمانون کا شہر ہے اور تمام حبش کی تجارت کا
مرکز ہے بہت سی مالدار مسلمان اور تجارت پیشہ یہان رہتے ہین۔ متعدد بازار ہین
تمام جدید عمارتین اٹالین کی بنائی ہوئی سبک اور خوشنما ہین پُرانا شہر بھی بہت بڑا ہی
اور اُسکے بازار مسقف ہین۔ دریا کنارے مال گودام بھی قابل دید ہی۔ مسافرخانہ گورنر کا
مکان اور مدرسہ یہان کی مشہور عمارتین ہین کھپریل کے چھوٹے چھوٹے بنگلے بھی یہان
بہت خوبصورت بنائے جاتے ہین۔ گرمی یہان بہت زائد ہی اکثر مکانون مین پنکھے
لگے ہین۔ جہاز پر مغرب کے بعد بہت گرمی شروع ہوگئی اور عشا کے بعد تو کچھ ٹھکانا ہی
نہ رہا تمام رات سخت تکلیف مین گزری۔ ۱۱ جمادی الثانی روز شنبہ کو جہاز مسوعہ سی
روانہ ہوا۔ یہ بحر احمر ہے اور مسوعہ ملک حبش مین داخل ہی اسوجہ سے گرمی یہان زائد
پڑتی ہے۔

حدیدہ کی سیر

۱۲ جمادی الثانی یوم یکشنبہ کو صبح آٹھ بجے جہاز حدیدہ پہنچ گیا اور کنارہ سے دو تین
میل کے فاصلہ پر کھڑا ہوا۔ ہم کشتی مین سوار ہوکر حدیدہ پہنچے۔ یہ ایک قدیمی شہر ہے
اسکے عالیشان مکان آسمان سے باتین کررہے ہین لیکن قدامت کی وجہ سے انکا
ایک ایک حصہ زمین کے اندر گھس گیا ہے اور زمین اونچی ہوگئی ہے یہان بہت سے
بازار ہین اور ہر قسم کی تجارت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہی سیکڑون ہندی مسلمان بھی یہان موجود
ہین۔ یہان عثمانی قلعہ اور فوج بھی رہتی ہے۔ مردم شماری یہان کی قریب ایک لاکھ کی ہی

تمام حکومتون کی قنصل بھی یہان رہتے ہین۔

حدیدہ کی خستہ حالی

حدیدہ کی حالت نہایت خستہ ہی نئی روشنی اور شائستگی کی اسے ہوا بھی نہین لگی ہی جہاز یہان چھتیس گھنٹہ تک ٹھہرا رہا۔ ۴ جمادی الثانی مطابق ۹ اکٹوبر ۱۹۱۰ء روز سہ شنبہ کو ہم عدن روانہ ہوئے انشاء اللہ آج شام کو یا کل صبح عدن پہنچینگے۔"

بمبئی پہنچنا

مولوی صاحب مع ہمراہیان عدن سے جہاز سیام پر سوار ہوکر بتاریخ ۱۶ اکٹوبر سنہ ۱۹۱۰ء بمبئی پہنچے۔

اجمیر شریف کو روانگی۔

بمبئی مین آپ نے صرف چند گھنٹے قیام فرمایا۔ مسٹر امیر الدین طیب جی نے پہلے سے روانگی ریل وغیرہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ آپ یہان سے ریل پر سوار ہوکر براہ مناڑ و کھنڈوا اجمیر شریف گئے۔ اور وہان ایک عرصہ تک قیام فرما رہے۔ آپکے سب دوست احباب حصول قدمبوسی کیلیے وہین آئے۔

حج سے مشرف ہونیکی تاریخین

مولوی صاحب کے حج و زیارت سے مشرف ہونیکے متعلق چند تاریخین ذیل مین درج کیجاتی ہین جو جناب مولوی حاجی سید فلی حسن صاحب رئیس جائس ضلع رائے بریلی اور بعض دوسرے سخن سنج حضرات نے نظم کی تھین۔

قطعات تاریخ سفر حج

قطعۂ عربی

یَا سَمِیْعَ اللّٰہِ یَا مَنْ قَدْ حَوٰی حُسْنَ الْمَرَامِ

اے سمیع اللہ اے وہ شخص جو جمع کئے ہوئے ہے نیک مقصد کو

از نتیجۂ فکر مولوی سید حسن صاحب ہمشیرہ مولوی حاجی سید علی حسن صاحب جائسی

اَنتَ مَن یَسمُو لِعَلیَاءِ وَمَجدِ لاَیُرَامُ

تو وہ شخص ہی کہ بلندی رکھتا ہی برتری و بزرگی مین کہ دوسرے اُسمین نہین دیکھی جاتی

اَنتَ عَبدٌ قَد اَطَعَ اللّٰہُ فِیمَا قَالَہُ

تو ایسا بندہ ہی کہ اطاعت کی تونے اللہ کی اُسمین کہ کہا اُسکو

وَاستَطَعتَ لِلسَّیرِ فَاستَعجَلتَ بِالسَّعیِ التَّامِ

اور تونے اطاعت کی اور سیر کی اور سعی تمام مین جلدی کی

اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ لاَ غَیرِھَا

خبر این نیست کہ اعمال موقوف ہین نیتون پر۔ نہ غیر نیت پر

وَالسِّمَاتُ العِزِّ لَم یُوصَف بِھَا غَیرُ الکِرَامِ

اور روشنیان عزت کی کہ جن کے ساتھ سوا بزرگونکے وہ انھون تعریف کیا گیا

یَقبَلُ الاَعمَالَ مِن قَومٍ لَقَد دَانُوا لَہُ

قبول کرتا ہی اعمال کو قوم سے جو کہ اُسکے لیے جھکتے ہین ۔

یَتَّقُونَ اللّٰہَ وَاللّٰہُ عَزِیزٌ ذُو انتِقَامٍ

ڈرتے ہین اللہ سے اور اللہ تو غالب و صاحب انتقام ہے

بَعضُ اَربَابِ النُّھیٰ قَد قَالَ فِی تَارِیخِہٖ

بعض ارباب عقل نے اُسکی تعریف مین کہا ہے

زَائِرُ قَبرِ النَّبِیِّ حَاجُّ بَیتِ الحَرَامِ

۱۳۱۷ھ

زائر قبر نبی کا ہے اور حج کرنیوالا خانہ کعبہ کا ہے

دیگر

نتیجۂ فکر مولوی سید سبط حسن صاحب نبیرۂ مولوی سید علی حسن صاحب قبلہ جائسی۔

ای سمیع اللہ خان در منہج حل و حرم / چون ز مفہوم وجوب امر حق آگہ شدی
بر صفا و مروہ شد سعی جمیلت منجلی / چون ز نقش پای خود نقاش خاک رہ شدی
شمع نور افشان فہم و عقل بودی قبل ازین / وز صفای باطن و ظاہر کنون چون مہ شدی
گرد بیت حق برنگ آسمان کردی طواف / اندرین گردش بدرّی فلک ہمرہ شدی
تہنیت گویانت ایندم باین مصراع سال / حج نمودی زائر قبر رسول اللہ شدی

۱۳۱۷ھ

دیگر

از توجہ جناب مولوی سید علی حسن صاحب جائسی۔

مولوی حق پژوہ یعنی سمیع اللہ آنکہ / خان بہادر لقب از پئے او زین گشت
جانب مکہ برفت کردہ فرض حج / از پئے بینندگان مردمک عین گشت
بہر مزار نبی راہ مدینہ گرفت / آنکہ پس از حج برو واجب چون دین گشت
از پئے تاریخ حج گفت سروش ای علیم / مولوی صلح کل حاجی حرمین گشت

۱۳۱۷ھ

دیگر

شد مشرف چون ز حج با صفا / آن جناب مولوی خوش مزاج
لات گشتہ دل شکستہ بہر سال / حاجی حرمین گشت ومیمہ حاج

۱۳۱۷ھ

دیگر

مادۂ تاریخ از مولوی سید محمد باقر صاحب رئیس اودہ

چون سمیع اللہ خان ذی عز والا منزلت / جامع دیگر خطاب و از محاسن ممتلی
خوش ادا فرمود حج کعبۂ بیت الحرام / از ادای فرض گشتہ مثل مہ آن منجلی
از برای سال حجش یادباد این مصرعہ / حاج بیت الحرام زائر قبر النبی

۱۳۱۷ھ

دیگر

چون سمیع اللہ خان احرام حج بستہ بدل | آن بہادر بے بہادر عزم حج کردہ حصول
دوستانش مینمایند این دعا از جان و دل | آن ہمیشہ شادمان باشد و حسادش ملول
از سر کعبہ بگفتہ سال حجش ہاتفے | حاجی بیت الہی زائر قبر رسول

سکونت علیگڈھ

اجمیر شریف سے واپس تشریف لاکر مولویصاحب نے حسب دستور سابق علیگڈھ ۱۳۱۷ھ میں سکونت اختیار فرمائی۔

کھوچھو شریف کی زیارت

سنہ ۱۹۰۲ع میں آپ اول بار کچھوچھے شریف حاضر ہوئے اور نیل مبارک کو خاص اہتمام کیساتھ صاف کرایا یہانتک کہ سوتین نکل آئین اور اُسکے پانی مین مثل سابق آب زمزم شریک کرایا۔

ردولی و بانسہ کی زیارات

اسی سنہ مین مولویصاحب ردولی شریف اور بانسہ شریف کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔

دیوا اور کانپور

سنہ ۱۹۰۴ع مین مولویصاحب حاجی وارث علیشاہ صاحب سے دیوا ملنے گئے اسی سلسلہ مین کچھ دن آپنے کانپور مین بھی قیام کیا۔

پیران کلیر

سنہ ۱۹۰۵ع مین آپ پیران کلیر شریف مین حاضر ہوئے۔

خواجہ قطب الدین کی آستانہ بوسی

سنہ ۱۹۰۶ع مین مولوی صاحب ایک عرصہ تک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی آستانہ بوسی کو حاضر رہے۔

حضرت نظام الدین اولیا۔

اور اسی سال آپنے حضرت نظام الدین اولیا و حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی

مین بھی کچھ عرصہ تک قیام فرمایا۔ یون تو آپ ان مقامات پر جایا ہی کرتے تھے مگر اس سال خاص طور پر حاضر ہوئے تھے۔

کچھوچھا اور ردولی کی دوبارہ زیارات

سنہ ۱۹۰۷ء مین مولوی صاحب دوبارہ کچھوچھے شریف اور ردولی شریف کی زیارات کو حاضر ہوئے اور بعض دیگر درگاہون کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور کچھوچھے شریف مین ایک قطعہ اراضی لیکر اُس پر مکان تعمیر کرانیکی تجویز کی جسکی تعمیر اب ختم ہوگئی ہی اور اُسمین زائرین ٹھہر کر آرام پانے لگے ہین۔

مشائخین وقت سے ربط وضبط اور پیری و مریدی

مولوی صاحب اکثر مشائخین وقت سے واقف اور ربط ضبط رکھتے تھے اور فیض باطنی قدما سے حاصل کرتے تھے۔ جب کوئی اُنسے دریافت کرتا تھا کہ آپ کس کے مرید ہین تو سوال کرنیوالے کی معلومات کے لحاظ سے وہ کوئی جواب دیدیا کرتے تھے لیکن اُنکی بیعت کرنیکا حال کسی سے سنا نہین گیا۔ یہانتک کہ اُنکی قدیم سے قدیم دوستونکو بھی اُنکی زبان سے کبھی پورا حال معلوم نہین ہوا اور اگر کسی کو معلوم ہی تو وہ راز اُسکے ہی سینہ مین رہے گا۔ غالباً اس راز سربستہ کو سربستہ ہی رکھنا منظور ہوگا۔

خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اُن خوش قسمت اشخاص مین سے تھے جو اویسی ہونے کا فخر رکھتے ہین۔

باب یازدہم

ذاتی خصوصیات۔ تعلیم اولاد

یہ بات آپکی ذاتی خصوصیات مین داخل تھی کہ جب کبھی مخالفونکی جانب سی مسلمانونپر کسی قسم کا کوئی حملہ ہوتا تھا تو آپ نہایت مستعدی سے اُسکی مدافعت مین کوشش کرتے تھے۔

مثال کی طور پر لاہور کالج کی سابق پرنسپل ڈاکٹر لیٹنر Dr. Leitner کا واقعہ یہان درج کیا جاتا ہی۔

ذبیحۂ گاؤ کی متعلق مخالف آرٹیکل

انھون نے ایک مرتبہ ایک بسیط آرٹیکل گائے کی قربانی وذبیحہ کے خلاف لکھکر گورنمنٹ ہندکو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہا تھا کہ گائے کی قربانی اور اُسکے ذبیحہ سے چونکہ ہندوستان کی ہندو رعایا کی دلشکنی ہوتی ہے اور مسلمانون کے مذہب مین گائے کی قربانی کا حکم نہین ہی بلکہ وہ محض فتنہ پردازی کے خیال سی گائین ذبح کرتے ہین اسلیے گورنمنٹ ہندکو چاہیے کہ وہ ہندوستان مین گائے کا ذبح کیا جانا حکماً موقوف کردی۔

اگر خدانخواستہ گورنمنٹ ہند ڈاکٹر لیٹنر کے مشورہ پر عمل کرکے گائے کی قربانی اور اُسکا ذبیحہ موقوف کردیتی تو مسلمانون مین بددلی پھیل جانیکا قوی اندیشہ تھا اور اس بات کا بھی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہین گورنمنٹ ہندکی غیر طرفدارانہ پالیسی جس کے باعث ہندوستان کی مختلف المذہبونکی رعایا کے دل گورنمنٹ کی مٹھی مین ہین بدل کر

کوئی بُرا نتیجہ پیدا کردے۔

مولوی صاحب نے جو دل سے گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار اور بہی خواہ تھے فتنہ و شر کے اُس سیلاب کو روکنے کے خیال سے جو ڈاکٹر لیٹنر کے مضمون محولۂ بالا سے ہندوستان کی سرزمین پر آنیوالا تھا اُسکی تردید مین ایک زبردست محققانہ اور عجیب مضمون اپریل ۱۸۹۴ء کے الہ آباد ریویو مین لکھکر اس سیلاب کی گویا ناکہ بندی کی۔ اور اُس مضمون مین آپنے احادیث صحیحہ نصوص قرآنی اور مسائل فقہیہ سے ثابت کرکے دکھایا کہ مسلمانون مین گائے کی قربانی دوسرے جانورونکی قربانی سی افضل اور مرجح ہی۔ اور یہ کہ مسلمان فتنہ پردازی کی نیت سے نہین بلکہ مذہبی پابندی کے خیال سے گائے کی قربانی کرنے پر مجبور ہین جسکو روکنا یا جسکے بند کرنیکے درپے ہونا گورنمنٹ ہند کی غیر طرفدارانہ پالیسی کے بالکل منافی ہی۔

چنانچہ آپنے اپنے مضمون زیر بحث کے خاتمہ پر بہت درست تحریر فرمایا تھا کہ ”سب سی عمدہ صفت جو برٹش گورنمنٹ کی حکومت کی ہی اور جو فی الحقیقت قابل قدر ہے اور جس کی دلون مین عزت ہی وہ غیر طرفدارانہ پالیسی ہی“ + + + + + + + + + + + +

ڈاکٹر لیٹنر نے اس الزام سے گورنمنٹ کی عزت کو برباد کردینے کا قصد کیا ہی بلکہ تمام افسرونکو بدنام کرنا چاہا ہی اور رعایا کے دلون سے اسکی وقعت و عزت کو دور کردینے کی کوشش کی ہی۔ +

”مسئلۂ قربانی اور برتاؤ باہمی اہم امر ہین جن پر میری رائے مین گورنمنٹ کا

استحکام اور ملک کا امن وامان موقوف ہی اور گورنمنٹ کو اسپر مناسب طور سے متوجہ ہونا چاہیئے۔"

اس مضمون پر یکم مئی ۱۸۹۴ء کے پایونیر مین ایک کالم کا ریویو چھپا جسمین جا بجا مولویصاحب موصوف کی مدلل رائے کی تائید کی گئی۔ اور بمبئی گزٹ مورخہ ۵ مئی ۱۸۹۳ء نے بھی اس مضمون پر ایک مضمون لکھا تھا نیز ہندوستان کے دیگر باوقعت اخبارون نے ریویو لکھے تھے۔ اور خوشی کی بات ہی کہ گورنمنٹ ہند نے ڈاکٹر لٹینر کی تحریر پر اعتنا نہین کیا اور اُسکا طرز عمل مولویصاحب ہی کی خیر خواہانہ تحریک کے مطابق رہا۔ اور گورنمنٹ کی جانب سے گائے کی قربانی مین کوئی دست اندازی نہین کیگئی۔

اخبار پایونیر اور مولوی صاحب کے حالات۔

مولویصاحب کی حیات مین اخبار پایونیر الہ اباد مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۰۱ء نے آنکی زندگی کے جو مختصر حالات شایع کیے تھی اُن مین اُس نے آپکی ذاتی خصوصیات کا ذکر حسب ذیل الفاظ مین کیا تھا :-

" مولوی صاحب نے سرکاری ملازمت سے کنارہ کشی اختیار کرنیکے بعد اور کہین ملازمت کرنا پسند نہین کیا۔ اور اسوقت سے زیادہ تر علوم مشرقی کے مطالعہ اور یاد خدا مین مصروف رہتے ہین + + + + + + + + + + آپ ماشاءاللہ بڑی فیاض اور سخی ہین لیکن آپکی اس صفت کا حال عوام کو کم معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ در پردہ خیرات کرنا زیادہ پسند کرتے ہین +

صوبجات متحدہ آگرہ واودھ کے سب سے اعلیٰ درجہ کے ججون اور مسلمانون

اصحاب نے آپکی اعلیٰ قانونی قابلیت اور قوت فیصلہ کی صیابت کو تسلیم کیا ہی + + + + آپکی مسلمہ قانونی قابلیت کی وجہ سے اکثر لوگ آپسی پیچیدہ رمعاملات مین مشورہ لیا کرتے ہین اور آپ کسی قسم کا فائدہ پہنچانے مین حتی الامکان دریغ نہین کرتے"۔

تعلیم اولاد

تعلیمی امور سے ہمدردی رکھنا اور تعلیم مین دلچسپی لینا بھی آپکی ذاتی خصوصیات مین داخل تھا جسکا مفصل ذکر ابواب ماسبق مین ہوچکا ہی۔

اسموقع پر آپکے دونو صاحبزادونکی تعلیم کا مختصر حال بیان کرکے یہ دکھایا جاتا ہے کہ آپسے اپنی اولاد کو جس پایہ کی تعلیم دلانے کی قدرتی طور پر توقع ہوسکتی تھی اُسی پایہ کی تعلیم دلانے مین آپ نے کسی قسم کی کوتاہی نہین کی اور آپ کے فیض توجہ سے دونو صاحبزادے اعلیٰ تعلیم سے بہرہ یاب ہوئے۔

محمد حمید اللہ خانکے حالات

مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب کے حالات اخبار پایونیر مورخہ ۱۱ سپٹمبر ۱۹۰۹ء مین جو مضمون زیر عنوان

"انڈینز آف ٹوڈے"

سربلند جنگ بہادر

چھپا ہی۔ نیز پیسہ اخبار روزانہ مورخہ ۱۶ و ۱۷ مئی ۱۹۰۷ء مین انکے اکثر حالات شایع ہوئے ہین جسمین اکثر واقعات اُنکی تعلیم وغیرہ کے متعلق موجود ہین یہان صرف چندباتون کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہی۔

جبتک یہہ ہندوستان مین زیر تعلیم رہی انکو اپنی خوش قسمتی سی مسٹر سڈنز پرنسپل مدرستہ العلوم کی نگرانی اور مولوی سید احمد خانصاحب کی بزرگانہ غور و پرداخت کا برابر شرف حاصل رہا۔ سید صاحب انکو اپنے بچون کے برابر عزیز رکھتے تھے۔

زمانۂ تعلیم مدرستہ العلوم مین مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب کو نتیجہ امتحانات پر مہاراجہ پٹیالہ سری راجہ مہندر سنگھ بہادر کی جانب سے کئی سال تک وظیفے ملا کیے لیکن مولوی صاحب یہ رقمین وظیفونکی بطور چندہ کالج کو دلوا دیا کرتے تھے۔ مدرستہ العلوم کے طلبہ مین سے بغرض تعلیم سب سے پہلے ۱۸۸۰ء مین یہی ولایت گئے۔

۱۸۸۶ء مین بمقام وانا اورنٹل کانگرس قائم ہوئی تھی اُسمین یہہ انڈیا آفس کی جانب سے نیابتہً شریک ہونیکے لیے ڈاکٹر روسٹ کی معیت مین بھیجے گئے تھے۔ اُنھون نے وہان کے حالات دیکھکر سید احمد خانصاحب کو محمڈن ایجوکیشنل کانگرس کے انعقاد کی جانب متوجہ کیا تھا۔

۲۵۔ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو لندن سے ہندوستان واپس آئے۔ مولویصاحب نے اپنے فرزند دلبند کی کامیابیونکی خوشی مین ایک دعوت علیگڈہ مین کی جسمین ہندو مسلمان۔ اور یوروپین سب ملاکر تین سو سے زائد دوست مدعو تھے۔ اس دعوت کا تفصیلی حال نومبر ۱۸۸۶ء کے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور بعض دوسرے اخبارون مین شایع ہوچکا ہی۔

مدرسۃ العلوم علیگڈھ اور دوسرے مقامات مین کثرت سے دعوتین دیگئین اور مولوی صاحب کے دوستون نے چندہ جمع کرکے تقریباً چھ ہزار روپیہ کے خرچ سے مدرسۃ العلوم مین ایک خوشنما ہال تعمیر کرایا اور اسمین اُن کا یادگاری کتبہ نصب کیا گیا۔

مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب نے عربی - فارسی - انگریزی - فرانسیسی زبانون مین امتحانات پاس کیے ہین اور علمی مذاق قائم رکھنے کے لیے اُنھون نے ایک اُردو اور انگریزی رسالہ الہ آباد ریویو نامی نکالا تھا - اُنکے لکھے ہوئے مضامین اخبارات مین شایع ہوا کرتے تھے چنانچہ امریکہ (چکاگو) کی اخبار "دی اوپن کورٹ" وگلوب (لندن) وکیمبرج ریویو - پایونیر (الہ آباد) - مارننگ پوسٹ (ہند) وکالج میگزین علیگڈھ - وانسٹیٹیوٹ گزٹ - وایڈوکیٹ (لکھنؤ) وغیرہ اخبارون اور رسالون مین وقتاً فوقتاً شایع ہوئے ہین۔

مسٹر مجید اللہ خان کے حالات۔

مولویصاحب کے دوسرے فرزند مسٹر محمد مجید اللہ خان ۱۸۶۷ء مین پیدا ہوے اور ۱۸۷۴ء تک دہلی مین رہے - اسکے بعد ۱۸۷۵ء سے ۱۸۷۹ء تک مولویصاحب کی ساتھ علیگڈھ اور مراد آباد مین رہے اور پرائیوٹ طور پر اُنکی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا ۱۸۸۰ء مین یہ مدرسۃ العلوم مین داخل کیے گئے اور ۱۸۸۶ء تک اُنھون نے وہان تعلیم پائی ۱۸۸۸ء مین الہ آباد چلے گئے اور وہان پرائیوٹ طور پر مسٹر ڈیوک آف گارڈن سے پڑھتے رہے - پھر اُسی سنہ کے موسم گرما مین یہ نینی تال چلے گئے

اور وہان انگریزی اسکول مین داخل ہوئے۔

بالآخر ۱۸۸۹ء مین مولوی صاحب نے تکمیل تعلیم کے لیئے انکو ولایت روانہ کیا اور ۱۹۔ اپریل ۱۸۸۹ء کو بہ جہاز قیصر ہند پر سوار ہو کر ولایت کو راہی ہوئے۔

قیام ولایت کے زمانہ مین انکو مسٹر ہیرنگٹن سابق کمشنر اودھ نے ازراہ مہربانی اپنی نگرانی مین رکھا۔ ولایت مین انکا قیام پانچ سال تک رہا۔

یہ اس عرصہ مین مولویصاحب کے جلیل القدر احباب سے بھی ملتے جلتے رہتے تھے۔ چنانچہ ارل نارتھ بروک نے ۵ جولائی ۱۸۸۹ء کو جو چٹھی مولویصاحب کے پاس بھیجی تھی اُسمین اُنھون نے انکے ملنے جُلنے کا بھی ذکر کیا تھا۔

۱۸۹۴ء مین اُنھون نے مڈل ٹمپل مین بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور مسٹر جے۔ جی۔ کولکلے بی۔ اے Mr. J. G. Colclough اور اُنھون نے باہم مل کر ایک قانونی کتاب بنام "اے مینوئل آف دی لا آف کانٹریکٹ فار دی یوز آف اسٹوڈینٹس A Manual of the Law of Contract for the Use of Students تالیف کی جو ۱۸۹۵ء مین بمقام لندن جارڈن اینڈ سنس کے اہتمام سے چھپی۔

یہ ولایت سے فارغ التحصیل ہو کر ۱۸۹۵ء مین ہندوستان واپس آئے اور اسی سال انرول ہو کر علیگڈھ مین بیرسٹری کی پریکٹس شروع کی پھر علیگڈھ سے مراد آباد چلے گئے اور وہان سے لکھنؤ گئے جہان ۵۔ سال تک پریکٹس کی۔

اسکے بعد پھر علیگڈھ مین بیرسٹری کرنے لگے اور وہان سے دہلی چلے آئی وہان بھی بیرسٹری کی پریکٹس جاری رکھی۔

۱۹۰۸ء مین آنکا تقرر ریاست بھوپال مین جوڈیشل ممبری کی خدمت پر ہوگیا لیکن وہان سے قطع تعلق کرکے وہ پھر دہلی چلے آئے۔

انکی طبیعت نہایت موزون ہے اور شعر و سخن کا بھی شوق ہی کبھی کبھی فرصت کے وقت کچھ کہہ لیا کرتے ہین۔ انکے کلام سے چند اشعار اُردو اور فارسی کے بطور نمونہ ذیل مین درج کیے جاتے ہین:۔

غزل

لگا کر دل کسی سی کوئی رسوائی جہان کیون ہو
گرفتار بلائی غم نوا سنج فغان کیون ہو

نہ کیجئے گر ستم ہمپر تو فریاد و فغان کیون ہو
رہی پردہ مین گر الفت خلائق رازدان کیون ہو

دیا ہی ہمنی دل اپنا کسی کا کیا بگاڑا ہی
زبان خلق پر جاری ہماری داستان کیون ہو

جفا عادت تمھاری ہی تو پھر یہ ماجرا کیا ہی
بناؤ تو عدو پر تم بھلا پھر مہربان کیون ہو

تقاضہ عقل کا ہی ضبط رکھنا سوز پنہان کو
کسی سی کہکی راز عشق رسوائی جہان کیون ہو

نہ آئی گر خیال غمزۂ ناوک فگن دل مین
نفس نوک سنان بن بنکی پہلو مین نہان کیون ہو

جیین گر قم باذن اللہ سی کشتے نہ الفت کی
مسیحا معجزہ اپنا گنواتے رائگان کیون ہو

غرض پردہ نشینی ہے تو بیٹھو خانۂ دل مین
نقاب افگندہ محفل مین تباؤ تو عیان کیون ہو

نہ کھٹکا ہی نہ وا ہی چشم در پھر خوف کس کا ہی
اکیلے مین حیا میری تمھاری درمیان کیون ہو

خیال قاتل عیسی نفس گر چھوڑ دے ہمکو　　کشاکش مین قیامت ہو نزع جانِ ناتوان کیون ہو

بنایا بیخودی نے آپسے بیخود تو پھر کیا ہے
زبان خلق کا کھٹکا خیال دشمنان کیون ہو

پرسی ز من ای چارہ گر از درد پنہان در بغل　دیگر　دارم بہ پہلو جای دل صد یاس و حرمان در بغل

عالم کہ باشد بے عمل باشد چو خر دفتر بر او　　حاصل ندارد داشتن تفسیر قرآن در بغل

بینم چگونہ می شود تکریم در مقتل مرا　　شوق شہادت میبرد با ساز و سامان در بغل

صد شکر مردم راز دان تنہا نرفتم از جہان　　خسپیدہ ام زیر زمین با داغ ہجران در بغل

آمرزش داور چو من دیدم ببازار جزا　　من نیز حاضر آمدم با جنس عصیان در بغل

خود رفتہ گر دیدم چنان از الفت روی بتان　　در بحر عشق افتادہ ام پیچیدہ داماں در بغل

چون در لباس زاہدی مکر و ریا را دیدہ ام
دارم لہذا بیخودی سامان رندان در بغل

۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۶ء = ۲۷ ذیحجہ ۱۳۲۳ھ کو اُنکی شادی نواب شرف الدینخان کی پوتی اور حکیم بدر الدین خان کی نواسی سے ہوئی۔ نواب شرف الدینخانصاحب سر سید احمد خان بہادر کے ماموں نواب زین العابدین خان کے پوتے تھے انکا خاندان قدیم زمانہ مین سر برآوردہ و رسوخ یافتہ تھا۔ سر سید نے سیرت فریدیہ[۱] مین اس خاندان کے حالات نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان

[۱] سیرت فریدیہ مطبوعۂ مفید عام آگرہ۔

مصلح جنگ وزیر اکبر شاہ ثانی کی سوانح عمری مین مفصل لکھے ہین۔

حکیم بدرالدین خان ایک نامی گرامی طبیب تھے۔ بڑے بڑے معرکہ کے علاج کیے دہلی مین رہتے تھے۔ مہاراجہ جیند کے ملازم تھے۔ جب کبھی مہاراج یا اُن کا کوئی قریبی رشتہ دار بیمار ہوتا تھا تو علاج کی غرض سے وہ جیند چلے جایا کرتے تھے۔

حکیم بدرالدین خان کے والد حکیم قطب الدین خان نے کسی کی ملازمت نہین کی مگر بہت کچھ کمایا اور اُنکے دادا حکیم حامد خانصاحب بھی دہلی مین بہت نامور گزرے ہین۔ چنانچہ دہلی مین حکیم حامد خان کا کوچہ ان ہی کے نام سے موسوم و مشہور ہے۔

بہادر شاہ بادشاہ دہلی طاب ثراہ کے وزیر حکیم احسن اللہ خان اُنکے پھوپھا تھے۔

سنہ ۱۹۰۶ء مین مجید اللہ خان کی شادی مین شریک ہونیکی غرض سے نواب سربلند جنگ بہادر کے اہل و عیال حیدرآباد سے دہلی آئے اور شادی سے فراغت پانیکے بعد مولوی صاحب کی خدمتمین کچھ دنون دہلی اور کچھ دنون علیگڈھ مین حاضر رہے۔ نواب سربلند جنگ بہادر اپنی اہل و عیال کو تقریباً ہر سال مولویصاحب کی خدمتمین بھیجتے رہتے تھے مگر خود اُنھین بوجہ تعلقات ملازمت گاہے گاہے حاضر ہونیکا موقع ملتا تھا۔

باب دوازدہم

استعداد فقہی وقانونی

زمانہ وکالت کے مقدمات کا نظائر طبع ہونا

مولوی صاحب نے تخمیناً گیارہ سال تک کثیر التعداد مقدمات مین وکالت کی
کتب نظائر کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن مین سے ۲۰۰ سے زائد مقدمات
اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایسے تھے جو نظیر کے طور پر کتب قانونی اور صدر دیوانی
عدالت آگرہ اور الہ آباد ہائیکورٹ رپورٹس اور فل بنچ رپورٹس مین طبع ہو چکی ہین

مقدمات شرعی کی وکالت۔

چونکہ زمرۂ وکلا مین آپ عالم و فاضل مشہور تھے اسیلیے مقدمات شرعی مین
اکثر کسی نہ کسی فریق کی طرف سے وکیل کیے جاتے تھے۔ چنانچہ آپنے اہم اور
پیچیدہ مقدمات مین پیروی کر کے نازک اور دقیق مسائل فقہی کا حسب احکام
شرع شریف تصفیہ کرایا۔ جب نواب سر سالار جنگ بہادر اول الہ آباد ہائیکورٹ کو
دیکھنے گئے تھے تو اُس روز بھی ایک اہم مقدمہ مین مولوی صاحب اجلاس پر
بحث کر رہے تھے۔ اور نواب صاحب معز نے اُسکی سماعت کے بعد سے
ہمیشہ مولوی صاحب کو یاد رکھا۔

زمانہ ججی و فیصلہ نگاری

جس طرح وکیلون مین آپ کو امتیاز حاصل تھا اُسی طرح آپ کا پایہ ججون مین
بھی بڑھا ہوا تھا۔ اور آپ کے فیصلے نہایت مدلل اور محققانہ ہوتے تھے
سب جج اور سشن جج کی حیثیت سے آپ تخمیناً ۲۰ سال کار فرما رہے

اور اس عرصہ مین آپ نے جسقدر مقدمات فیصل کیے اُنکی صحیح تعداد بتانی
ممکن نہین ہی - اسلیے صرف بعض مقدمات کا ذکر کیا جاتا ہے جو پریوی کونسل
یا ہائیکورٹ وجوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالتون سے فیصل ہوئے یا جن کا
مشہور کتابون مین ذکر ہے -

مولویصاحب کے شرعی فیصلے اور اُنپر استناد

یون تو بالعموم آپکے فیصلے اکثر قانونی نکات سے مملو رہتے تھے لیکن
جن فیصلون مین شرعی مسائل سے بحث ہوتی تھی وہ قابل استناد و استدلال
مانے جاتے تھے -

حکام اپیل اپنے فیصلون مین انکی نسبت اظہار پسندیدگی فرماتے تھے
مثلاً سب ججی علیگڈھ کے زمانہ مین آپ نے حاجی فیض احمد خان بنام حاجی
غلام احمد خان کے مقدمہ مطبوعہ انڈین لا رپورٹس انگریزی الہ آباد جلد سوم
صفحہ ۴۹۰ مین جو فیصلہ صادر کیا تھا اُسکو جسٹس امیر علی نے اپنی مشہور کتاب
"ٹگور لا لکچرز آن محمڈن لا" مین بجنسہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ فاضل جج
(مولوی سمیع اللہ خان) نے بالتفصیل بحث کی ہی اور اُنکا یہ فیصلہ ہائیکورٹ اور
پریوی کونسل کی عدالتون مین یکسان بحال رہا ہے - جن پُرزور الفاظ مین
پریوی کونسل کے حکام نے اس مقدمہ کی تعریف کی ہے وہ قابل ذکر ہین -
وہ تحریر فرماتے ہین کہ :-

حکام پریوی کونسل کی رائے

"ہمکو اس معاملہ مین ایک مسلمان جج کے عالمانہ فیصلہ سے بہت مدد

ملی جنکی نسبت خود ہائیکورٹ معترف ہی کہ وہ شرع شریف کے نکات سمجھنے
مین مشہور ہین - اس قابل جج نے اپنے فیصلہ مین جا بجا شرع شریف کے
حوالے - اقتباس اور مثالین درج کی ہین - انکی یہ رائے قطعی ہی کہ کاغذ
زیر بحث مین ایسے الفاظ موجود ہین جو الفاظ ہبہ کے ہم معنی ہین لیکن جب
وہ ایسے موقعہ پر استعمال کیے جاتے ہین - جیسے کہ یہان کیے گئے ہین تو قانوناً
اُنسے ہبہ کا اطلاق ہوتا ہے - انکے خیال مین یہ الفاظ کہ " وہ اپنا گزارہ اس
جائداد سے کرسکتی ہے " ہبہ کی ایک شرط کی وضاحت کرتے ہین اور کسی طرح
اُسکے اثر کو محدود نہین کرسکتے - فی الحال حکام عالی مقام شرع شریف کے
اُن حوالون پر بحث کرنا ضروری خیال نہین کرتے - مگر اس فاضل جج کے فیصلہ
مین دو مختصر اور جامع فقرے ایسے ہین جنکا ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا -
وہ تحریر کرتے ہین کہ " کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہبہ کو عاریتہً کیون مان لیا جائے
اور جب بصراحتاً درج ہے کہ موضعات سہولی اور کمال آباد ہبہ کردیے گئے تو
زبردستی یہ معنی کیون نکال لیے جائین کہ موضعات سہولی اور کمال آباد کی
آمدنی عاریتہً دی گئی ہے - * * * * * * * * * * * * لہٰذا پریوی کونسل کے
حکام بھی ہائیکورٹ کی طرح تسلیم کرتے ہین کہ اس فاضل مسلمان جج نے یہ نتیجہ
صحیح اخذ کیا ہے کہ یہ تمام داد و ستد ہبہ بالعوض تھی اور جن الفاظ کی بنا پر اسکو عاریتہً
بنانا چاہتے ہین اُنسے یہ مقصد حاصل نہین ہوسکتا "

یت کا
دمہ اور
م اپیل کی
ئے

تبنیت کے مقدمہ گنگا سہائے بنام لیکھراج سنگھ مطبوعہ انڈین لا رپورٹس الہ آباد انگریزی جلد نہم صفحہ ۲۵۳ کے متعلق جو فیصلہ مولوی صاحب نے کیا تھا اسکا حوالہ جی سرکار نے اپنی کتاب ''ہندو لا آف اڈاپشن'' صفحہ ۳۶۴ پر دیا ہے۔ آپنے شاستر کے مطابق مسئلہ تبنیت کے متعلق عالمانہ بحث کی تھی جسکی تعریف ہائیکورٹ کے ججون نے اپنے فیصلہ مین جابجا کی ہے۔ جو تنقیحات آپ نے قائم کی تھین اُنمین سے اکثر کو قائم رکھکر جس سلسلہ سے آپ نے فیصلہ لکھا تھا اُسی طریقہ کو اُنھون نے اختیار کیا تھا۔

حکام اپیل نے اپکے فیصلہ کی ایک ایک تنقیح لیکر اُس پر بحث کی اور اُسکی ساتھ اتفاق کیا۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہین کہ ہم عدالت ماتحت کے قابل جج کے ساتھ بالکل متفق ہین اور یہ قطعی طور پر ثابت کر چکے ہین کہ تبنیت کے وقت مدعی کی عمر ۵ سال سے زیادہ تھی'' ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ اسکا تصفیہ کرنے کے بعد ہم فاضل جج کی طرح دھرم شاستر کے ایک اہم مسئلہ کی طرف ملتفت و متوجہ ہوتے ہین کہ قانون بنارس کی رو سے لیکھراج کی تبنیت جو ۲۲ نومبر ۱۸۶۶ء کو واقع ہوئی جائز تھی یا نہین۔ کیونکہ اسوقت متبنی کی عمر ۵ سال سے زیادہ تھی''۔

حکام عالیمقام نے اپنے فیصلہ مین اسی طرح آپ کے فیصلہ کے اکثر اقتباس اور حوالے درج کیے ہین اور آخرکار فیصلہ کو بحال رکھا ہے۔

رائے بریلی مین آپکا قیام بحیثیت ڈسٹرکٹ جج ۱۸۸۷ء سے ۱۸۹۴ء تک رہا

چونکہ جج رائے بریلی کے فیصلے لا رپورٹس مین طبع نہین ہوتے اسیلئے اُنکا حال معلوم نہین ہوسکتا۔ البتہ بعض جو اتفاقاً دستیاب ہوگئے ہین وہ لکھے جاتے ہین

بادل خان بنام مہرن مین جو فیصلہ آپنے صادر کیا تھا اُسمین آپ نے شرعی نظر سے مسئلۂ طلاق پر بڑی عالمانہ بحث کی تھی اور مسئلہ طلاق ۔ عدت اور گزارہ کے مباحث مین جو عدالتون کو بوجہ عدم واقفیت اصول و مسائل شرعیہ غلط فہمی ہوتی ہی اُسکے دور کرنیکی کوشش کی تھی ۔ یہ فیصلہ ماہ سپٹمبر ۱۸۹۲ء کے الہ آباد ریویو کی صفحہ ۱ تا ۹ مین بھی شایع ہوا تھا۔

رسولاً بنام مرزا نعیم اللہ کے مقدمۂ ازدواج مین مولوی صاحب نے جو فیصلہ صادر کیا تھا۔ اُسکا ذکر سر آر۔ کے ولسن نے اپنی کتاب ڈائجسٹ آف انگلو انڈین لا" طبع دوم کے صفحہ ۱۵۱ پر کیا ہی اور لکھا ہے کہ جسٹس سید محمود نے عبد القادر بنام سلیمہ کے مقدمہ مطبوعۂ انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ہشتم صفحہ ۱۴۹ مین جو فیصلہ صادر کیا تھا اُس پر اس فیصلہ مین مولوی سمیع اللہ خان نی بحث کی ہے جسٹس سید محمود نے صاحبین کے قول کو مرجح سمجھ کر فیصلہ صادر کیا تھا اور مولوی سمیع اللہ خان نے امام ابو حنیفہؒ کے قول کو جو مفتی بہ ہے راجح ثابت کرکے اسکے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ سر آر۔ کے ولسن کی رائے ہی کہ "انصاف اور ضرورت اس امر کی مقتضی ہی کہ ابو حنیفہؒ کے قول اور ما قبل کے سرکاری فیصلون کو مرجح سمجھا جائے۔ یہ بات صریحاً دشوار معلوم ہوتی ہی کہ زوجہ غیر محدود زمانہ تک بحالت

نصف زوجیت رہے لیکن خاوند کو ہر وقت اختیار رہے کہ وہ دین ادا کر کے اس حالت کا خاتمہ کردے۔ عوام الناس کی فائدہ رسانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ ایسے ذریعے اختیار کیے جائین جنسے خاوند اور زوجہ کا یہ قضیہ بغیر دست اندازی بحقوق زوجہ رفع ہو جائے۔ * * * * * * * * *

انگریزی فیصلون اور متقدمین کی رایون مین دربارہ حق انکار مجامعت بلا ادائی زر مہر" اسوقت تک کبھی اختلاف نہین ہوا ہی۔

یہ فیصلہ جداگانہ پمفلٹ کے طور پر بھی شائع ہوا تھا اور ۲۸۔ اگسٹ ۱۸۹۱ء کو ٹرسٹیان برٹش میوزیم نے اسکو اپنی لائبریری مین شریک کرنیکا شرف بخشا تھا۔

جمی رائے بریلی کے زمانہ کے پانچ فیصلے پریوی کونسل تک پہنچے۔ چنانچہ مطبوعہ رپورٹس سے پتہ ملتا ہے کہ چار فیصلے تو خود جوڈیشل کمشنر ہی نے بحال رکھے تھے صرف فیصلہ بمقدمہ گنگا بخش بنام جگت بہادر مصدرہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۸ء سے اختلاف کیا تھا مگر وہ فیصلہ آخر کار پریوی کونسل کے فیصلہ مصدرہ ۲۰ و ۲۱ جون ۱۸۹۵ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۱۵ اسے بحال رہا۔ اور جوڈیشل کمشنر کی رائے منظور نہین ہوئی۔ باقی چار فیصلے بمقدمات عبدالوحید خان بنام شلوکہ بی بی مصدرہ ۲۹ مارچ ۱۸۸۸ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۹۶ و فیض محمد خان بنام محمد سعید خان مصدرہ ۹ اکٹوبر ۱۸۹۶ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ جلد ۲۵ صفحہ ۸۱۷ و بل بھدر سنگہ بنام نرائن سنگہ مصدرہ ۲۵ ستمبر ۱۸۹۰ء مطبوعہ انڈین لا رپورٹس کلکتہ

جلد ۲ صفحہ ۳۴۴ و پرتاب بہادر سنگھ بنام بدلو مصدرہ ۳۰ اپریل ۱۸۹۵ء انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲۵ کے صفحہ ۹۷۴ پر طبع ہوئے ہین - ان سب مین مولوی صاحب کے فیصلے تعریف کے ساتھ بحال رہے۔

مولویصاحب سے بہ حیثیت ایک مقنن اور تجربہ کار عدالتی عہدہ دار ہونیکے منجانب گورنمنٹ اکثر قوانین وغیرہ کی اجرائی کے متعلق رائے طلب کیجاتی تھی اور وہ اپنی رائے آزادی کے ساتھ ظاہر کردیتے تھے۔

قانون رجسٹری نکاح وطلاق مسلمانان یعنی ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۷۶ء مصدرہ بنگال کونسل کو صوبجات مغربی وشمالی مین نافذ کرنیکے متعلق بھی آپکی رائے لی گئی تھی۔ عامۃ المسلمین کی دشواریون اور رسالی مشکلات کو پیش نظر رکھکر آپنے قانون رجسٹری نکاح وطلاق وخلع کو لازمی کرنیسے اختلاف کیا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ صوبہ بنگالہ کی طرح صوبہ جات مغربی وشمالی مین بھی اس قانون کو بطور اختیاری نافذ کیا جائے اور قاضی مقرر کرکے اُنسے مسلمانون کے معاملات نکاح وطلاق اور خلع کو متعلق کیا جائے۔

رائے مذکورۂ بالا کا اقتباس مولویصاحب ہی کے الفاظ مین درج ذیل کیا جاتا ہے:-

"لیکن اگر قانون رجسٹری نکاح وطلاق وخلع لازمی کردیا جاوے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ غیر رجسٹری شدہ نکاح وطلاق ناجائز قرار پاوین گو وہ شرعاً جائز ہون تو

رعایا کی سوشل حالت کو سخت ضرر پہنچے گا - ایک ادنی لاپروائی و سہل انکاری و عدم تعمیل قانون کی وجہ سے اُنکے بچے جو اُنکے مذہبی اصول کے موافق اُنکی جائز اولاد متصور ہین وہ قانوناً ناجائز وغیر صحیح النسب وغیر مستحق وراثت قرار پائینگے اُنکی مائین مدخولہ وناجائز زوجہ متصور ہونگی اور شوہر قانوناً مرتکب حرام متصور ہونگے - اگرچہ وہ مذہبی قاعدہ شرعیہ کے موافق جائز زوجہ ہونگی - اسی طرح سے مطلقہ زوجہ باوجودیکہ شرعاً وہ شوہر سے بے تعلق وغیر مستحق نفقہ ہوگئی ہو بوجہ عدم رجسٹری کے وہ زوجہ رہے گی اور شوہر پر دعویدار اُن حقوق کی باقی رہیگی جو اُسکو غیر مطلقہ ہونیکی حالت مین ہوتے - اور یہ صاف مذہبی دست اندازی ہوگی جو تحمل کے ساتھ برداشت نہ ہوسکیگی اور بالکل برخلاف واجبی اصول واضعان قانون کے اور برٹش گورنمنٹ کی اُس عمدہ پالیسی کے ہوگی جو مذہبی دست اندازیون سے احتیاط کی ساتھ علیحدہ رہنے کی ہے اور جسکی وجہ سے وہ تمام دنیا کی گورنمنٹون مین ممتاز ہے پس اگر طریقہ اصول لازمی کا اختیار کیا جاوے تو ملک مین سخت بددلی و بے اطمینانی مسلمانون کے فرقہ مین پیدا ہوگی ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

÷ ÷ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۴ء جو قاضیون کی موقوفی کا قانون تھا اب باقی نہین ہے اور خوش قسمتی سے ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۰ء پاس ہوگیا ہے اور بموجب اُسکے قاضی مقرر ہوسکتے ہین اور مقرر ہوگئے ہین - اگر قاضیون کا تقرر مناسب احتیاط کے ساتھ قصبات و دیہات مین مناسب مسافت کے لحاظ سے کیا جاوے اور وہی بہ ذریعہ

لیسنس معینۂ دفعہ ۳- ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۶ع مجاز رجسٹری نکاح وطلاق وخلع کے
کیے جائین تو قانون بحالت موجودہ اصول اختیاری کے بہت جلد کامیاب
ثابت ہوگا اور اس طریق عمل سے بڑا حصہ تنازعات نکاح ومہر وطلاق و
نان ونفقہ کا جو فرقۂ اہل اسلام کی خوش حالی وامن وامان پر صدمہ رسان ہی
اور عدالتہائے دیوانی وفوجداری کا تکلیف دہ ہی کم ہو جاویگا-

سب سے ضروری احتیاط جو قاضیون کے تقرر مین ہونی چاہیے وہ یہہ ہی
کہ معزز خاندان کے اشخاص وذی علم قاضی مقرر ہون اور گو تقرر باضابطہ
اُنکا گورنمنٹ یا کسی اعلی عہدہ دار سرکاری کے حکم سے ہو لیکن انتخاب اُن
اشخاص کا ایک ایسی کمیٹی اہل اسلام کے ہاتھ مین ہو جسمین شیعہ اور اہل سنت
دونو قوم کے معزز اشخاص ممبر ہون ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

میری عاجزانہ رائے یہ ہے کہ تمام فرق اہل اسلام کی خوش قسمتی ہوگی اگر
قانون اول سنہ ۱۸۸۰ع اپنی حالت موجودہ اصول اختیاری پر جاری رہے
اور جہان جہان نہین ہی (جیسا کہ ممالک مغربی وشمالی واودھ ہے) وہان جاری
کیا جاوے- لیکن اسکے ساتھ میری عاجزانہ رائے یہہ بھی ہے کہ اگر اصول
اختیاری چھوڑ دیا جاویگا اور لازمی اختیار کیا جاویگا (جسکے اختیار کرنے کی
کوئی ضرورت نہین ہے) تو علاوہ اُن نقصانات کے جو مین نے اوپر
بیان کیے ہین یہہ قانون بدقسمت غریب عام فرقۂ اہل اسلام کی ضروری

مذہبی رسم کا خاص تعزیری ٹیکس کا قانون خیال کیا جاویگا اور مجھکو قوی امید ہے
کہ واضعان قانون کسی ایسے قانون کو لازمی اصول پر مبنی کرنا پسند نکرینگے"
آپکی رائے مذکورہ بالا گورنمنٹ مین پیش ہونیکے بعد الہ آباد ریویو مورخہ اکتوبر
۱۸۹۰ع مین چھپی تھی اور اُسکا انگریزی ترجمہ نومبر ۱۸۹۰ع کے رسالہ مین شایع ہوا تھا
مسودہ قانون عدالت خفیفہ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۸۵ع کے متعلق بھی
سرکار نے مولوی صاحب کی رائے طلب کی تھی۔ اور مولوی صاحب نے
اپنی رائے مین آنریبل جسٹس سید محمود کی اُس رائے پر جو اُنھون نے اس
مسودہ قانون کے متعلق دی تھی آزادی کے ساتھ جرح و قدح کی تھی۔
آنریبل جسٹس سید محمود نے رائے دی تھی کہ "اختیارات آنریری ہر ایسے
شخص کو دیے جائین جسکو لوکل گورنمنٹ اُنکے لائق متصور فرمائے"
اور یہ کہ دیہات مین بلاتنخواہ عدالتین قائم کی جاوین"
مولوی صاحب نے تجویز اول الذکر کے ساتھ کسیقدر ترمیم کے بعد اتفاق
فرمایا تھا اور تجویز ثانی الذکر سے مدلل طور پر اختلاف کیا تھا جو ذیل مین نقل
کیا جاتا ہے :-
"مین اس رائے کے اظہار سے خوش ہون کہ مسٹر جسٹس محمود کی تجویز اول سے
مین بالکل متفق ہون - مین اُسمین کسیقدر ترمیم تجویز کرتا ہون - جو طریقہ تجویز
اول مین مذکور ہے وہ اودھ مین بموجب ایکٹ ۱۳ ۱۸۷۹ع کے جاری ہے -

مین خوش ہونگا اگر یہہ ممالک مغربی وشمالی مین بھی جاری کیا جاوے۔ لیکن
مین قیاس کرتا ہون کہ لفظ any person یعنی کسی شخص کی توضیح
ہونا چاہیے۔ مسٹر جسٹس محمود کی رائے کو ادب سے دیکھکر مین خیال کرتا ہون کہ الفاظ
any person دفعہ ۱۵۔ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۰ع مین ایسے عام نہین ہین
جیسا کہ اُنھون نے خیال کیا ہی۔ مین یقین کرتا ہون کہ ایکٹ مذکور لوکل گورنمنٹ کو
یہہ اختیار دیتا ہے کہ وہ اختیارات آنریری جن کا اُسمین مذکور ہے صرف
حکام سرکاری کو عطا کرے اور الفاظ any person اُنھین
حکام سے متعلق ہین میری رائے احقر مین الفاظ any person
کی زیادہ وسیع مراد ہونا چاہیے اور لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا جائے کہ سوائے
حکام سرکار کے اور اشخاص کو بھی اختیارات دیوے مین یہہ بھی خیال کرتا
ہون کہ ایسے اختیارات اُس سے زیادہ ہونا چاہئیین جسقدر مسٹر جسٹس محمود
تجویز کرتے ہین۔

وہ صرف مقدمات خفیفہ ہی پر نہ محدود نہ ہونے چاہئیین ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۹ع
مین جو اطمینان کیا تھا اور وہ مین جاری ہے یہہ اختیار آنریری محدود نہین ہی
اور اگر ایسے اختیار کے لیے لائق اشخاص مل سکین تو کوئی وجہ نہین ہی کہ کیون
اُنھین زیادہ وسیع اختیار نہ دیا جاوے ماسوائے اختیار عدالت خفیفہ کے
لیکن فی الواقع بلحاظ مالیت مقدمات اس اختیار آنریری کی حد ہونا چاہیے

اور یہہ حد دو بھی درجہ بدرجہ ہون جیون جیون ایک آنریری افسر تجربہ حاصل کرتا جاوے اور اپنے تئین لائق انجام کار مفوضہ دینے کے ظاہر کرتا جاوے

* * * * * * * * * * * * میرا تیس برس کا جوڈیشل عدالتون کا تجربہ مجھے یقین دلاتا ہی کہ اگر جوڈیشل کام مین ایسی ادنی درجہ سے زیادتی ہوتی گئی جو موجودہ حالت مین ہی تو تعداد حکام جوڈیشل مین بیشی کرنا پڑے گی۔ سوائے اختیار کرنے طریقہ مجوزہ کے کفایت شعاری کسی طرح نہین ہوسکتی ہے تھوڑے زمانہ بعد خزانہ کو زیادہ بار افسران تنخواہ دار کا اختیار کرنا پڑیگا اور اُسکی بندش صرف آنریری حکام کے تقرر سے ہوسکتی ہے اور مین اس سے بھی زیادہ خیال کرتا ہون اور مجھے یقین ہے کہ اگر تجویز متذکرہ بالا ٹھیک طور سے عمل مین لائی جاوے تو ممکن ہے کہ تعداد حکام جوڈیشل مین تخفیف کی نوبت آوی بہرحال مین یہہ کہونگا کہ یہہ طریقہ زیادہ ممکن العمل ہے اور زیادہ مناسب ہی ان ممالک کے بہ نسبت تقرری دیہاتی منصفون کے"۔

دیہاتی عدالتون اور آنریری منصفون کے تقرر کے متعلق مولویصاحب نی زیادہ تر اختلاف اس بنا پر کیا تھا کہ ملک کی تعلیمی حالت کے لحاظ سی دیہات مین لکھے پڑھے آنریری منصفون کا ملنا مشکل ہوگا اور اگر جاہل لوگ فصل خصومات کے کامون پر متعین کیے جائینگے تو انصاف نہین ہوگا۔ علاوہ اسکی انکا رجحان عناد و حسد کی جانب بھی ہوگا۔

ضابطہ دیوانی سنہ ۱۸۸۲ء کے متعلق بھی مستقل رائے آپنے لیجسلیٹو ڈپارٹمنٹ مین پیش کی تھی لیکن چونکہ اس قانون کی دفعہ دفعہ اور الفاظ اور ترکیب فقرات سی بحث کیگئی تھی اسلیے اسکا انتخاب مشکل ہی۔ سنا گیا ہی کہ وہ نہایت کارآمد خیال کی گئی تھی۔

باب سیزدہم

مختلف واقعات

اس باب مین مولوی صاحب کی زندگی کے چیدہ چیدہ مختلف واقعات بلاقید سنہ درج کیے جاتے ہین۔

مولوی صاحب کا اعزہ کے ساتھ حسن سلوک

مولوی صاحب نے اپنے بھائی بہنون کی اولاد کی شادیان اور دوسری تقاریب فراخ دلی سے کین اور اپنے بچون کی معمولی تقاریب پُرتکلف طور پر کین اور اکثر مین حصص وتورے دہلی و دیگر مقامات پر جہان رسوم ادا ہوئین تقسیم کیے جو ایک عرصہ تک آگرہ و دہلی و علیگڈھ مین یاد رہین گے۔

قحط سالیون کے زمانون مین جن جن شہرون مین مولویصاحب مقیم ہوتے تھے وہان محتاج خانون کے انتظام مین دلچسپی رکھتے تھے اور مقامی کمیٹیون وغیرہ مین سے جو عمدہ اصول پر قائم ہوتی تھین اُنکی مدد کرتے رہتے تھے۔

آپکے زمانہ قیام الہ آباد مین حکیم احسن اللہ خانصاحب جو دہلی کے مشہور اطبا مین سے تھے اور جنکا ذکر مجملاً صفحہ ۲۱۲ کتاب ہذا مین کیا گیا ہی حج کو جاتے ہوئے آپ کے مہمان ہوئے تھے اور اُنکی پُرتکلف دعوت کی گئی تھی۔

روسا پٹنہ وغیرہ کو قانونی مشورہ دینا

اکثر روسا پٹنہ و بھاگلپور و ڈھاکہ مولوی صاحب سے دوستانہ ملاقات یا قانونی مشورہ کے لیے آتے رہتے تھے اور اُس زمانہ مین مشہور مسلمان

امرا نے جو جو وقف نامے یا ہبہ نامے یا دوسری طرح کے انتظامات اپنی جایداد
یا اولاد کے متعلق کیے تھے اُنہین شائد ہی کوئی ایسا ہو جسمین مولوی صاحب سے
مشورہ نہ لیا گیا ہو۔

مہاراجہ پٹیالہ کی مہمانی۔

سنہ ۱۸۷۵ء مین سری مہاراجہ مہندر سنگھ جی-سی-ایس-آئی مہاراجہ
پٹیالہ علیگڈھ کا کالجیٹ اسکول کو دیکھنے تشریف لائے اور مولوی صاحب کے
مہمان ہوئے۔

سر ولیم میور کا علیگڈھ آنا

اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء مین سر ولیم میور بہادر مراجعت فرمائے ولایت ہوتے ہوئے
علیگڈھ کے اسٹیشن پر اُترے اور وہین مدرستہ العلوم کی کمیٹی کی جانب سے
اُنکی خدمت مین ایک اڈریس پیش کیا گیا جو عربی مین تھا۔ اسکے پڑھنے کیلیے مولویصاحب
منتخب ہوئے تھے۔ یہہ اڈریس مدرستہ العلوم کی روئدادون مین چھپا ہے۔

دربار دہلی مین دوستونکی مہمانی

ڈسمبر سنہ ۱۸۷۶ء مین بتقریب دربار قیصری مولوی صاحب نے دہلی مین بہت سی
دوستون کی مہمانی کی۔

سند خوشنودی کا ملنا۔

یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری مین مولوی صاحب کو شرکت کا اعزاز بخشا
گیا اور سند خوشنودی و وفاداری عطا ہوئی۔

کمیشن تعلیم اور مولویصاحب کی رائے۔

بعہد وائسرائلٹی مارکوئس آف رپن سنہ ۱۸۸۲ء مین جو کمیشن تعلیم کے مسئلہ پر غور کرنیکے
لیے منعقد ہوا تھا اُس نے مولویصاحب کی شہادت بھی بوجہ آپ کے علم دوست
وہمدرد تعلیم ہونیکے قلم بند کی تھی۔

اور اس کمیشن کے روبرو آپ نے اُن خیالات و آرا، کا اظہار فرمایا تھا جو باشندگان ہند کی تعلیم کے لیے عموماً اور مسلمانان ہند کی تعلیم کے حق مین خصوصاً آپ کارآمد اور مفید تصور فرماتے تھے۔

کمیشن کی کارروائی طبع ہوکر شایع ہو چکی ہے اور اُسمین آپکی شہادت بالتفصیل درج ہے اور شہادت دینے کے وقت ملک کے نامی گرامی اخبار بھی اُسکو تفصیل کے ساتھ شایع کر چکے ہین۔

سالار جنگ بہادر اول کا علیگڈہ آنا

مئی ۱۸۸۲ء مین نواب سر سالار جنگ بہادر اول مدرسۃ العلوم مین تشریف لائے مولوی صاحب کو خصوصیت کے ساتھ اُنسے نیاز حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ڈیوک آف کناٹ کا دربار

مارچ ۱۸۸۴ء مین بمقام آگرہ ڈیوک آف کانٹ کے دربار مین شریک اور اُنکی خدمتمین حاضر ہونیکا آپ کو افتخار حاصل ہوا۔

سر سالار جنگ ثانی اور علیگڈہ

۱۷ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو نواب سر سالار جنگ ثانی مدرسۃ العلوم علیگڈہ مین رونق افروز ہوئے۔ ۱۸ اکتوبر کو اُنکے اعزاز مین کمیٹی مدرسہ کی جانب سے ایک پرتکلف جلسۂ ڈنر ترتیب دیا گیا جسمین تقریباً پچاس یوروپین اور دیسی مہمان شریک تھے۔ مولوی صاحب کو اُنسے ملنے کا اعزاز حاصل ہوا اور وہ اُنسے نہایت عزت و وقعت سے ملے۔

پبلک سروس کی کمیشن اور آپکی شہادت

۱۸۸۶ء مین بعہد وائسرائلٹی لارڈ ڈفرن پبلک سروس کے متعلق جو کمیشن

منعقد ہوا تھا اُسمین بھی آپکی واقفیت عامہ کے لحاظ سے آپکی شہادت لی گئی
تھی اور اُسکے سامنے آپ نے پبلک سروس کے بارہ مین اپنے خیالات کا
اظہار آزادی کے ساتھ فرمایا تھا کمیشن کی رپورٹ شایع ہو چکی ہے جسمین تفصیل کیساتھ
آپکی شہادت درج ہے علاوہ اسکے اُس زمانہ کے اخبارون نے بھی اُس کو
شایع کیا تھا۔

مولویصاحب کا لوگون کو امتحانات کا شوق دلانا

جس طرح قیام آگرہ کے زمانہ مین آپکی کوشش اور آپ کے فیض صحبت سے
کثرت کے ساتھ لوگ امتحان وکالت مین کامیاب ہو کر من بعد معزز وکیل یا
بڑی بڑی خدمتون پر فائز ہوئے اسی طرح الہ آباد کے قیام کے زمانہ مین مولوی
ناظر حسین صاحب حال وکیل سہارنپور مولوی سید محمد میر صاحب وکیل میرٹھ اور
مولوی خواجہ محمد اسمعیل صاحب وکیل علیگڈھ اور بہت سے لوگون نے آپکی توجہ
اور کوشش سے امتحان وکالت مین کامیابی حاصل کی۔

پروفیسران علیگڈھ وغیرہ کو قانونی امتحانات کا شوق دلانا۔

آپنے اپنی ملازمت کے زمانہ مین علیگڈھ کالج کے چند اُستادون مثل پروفیسر
راماشنکر مصر ایم۔ اے حال مجسٹریٹ وکلکٹر۔ لالہ بجناتھ صاحب (رائے بہادر
جج خفیفہ) بابو بھوانی چندر چکرورتی صاحب بی۔ اے سب جج۔ منشی بختاور لال صاحب
بی۔ اے اور بعض اعزہ مثلاً حاجی مولوی محمد شفیع صاحب ایم۔ اے جج۔ اور
خواجہ عبد العلی صاحب ایم۔ اے سب جج۔ و مولوی رفیع الدین صاحب و
مولوی منصور شاہ خان صاحب وکلاء علیگڈھ و مولوی احسان اللہ صاحب وکیل

گورکھپور کو شوق و ترغیب دلا کر قانونی امتحانات پاس کرنیکی جانب متوجہ کیا اور
جہان جہان آپکو ملازمت کی حیثیت سے قیام کرنیکا اتفاق ہوا آپ برابر وہانکے
نوجوانون کو قانونی امتحانات مین شریک ہونے کی ترغیب دیتے رہتے تھے
اور آپ کے متوجہ کرنے سے بہت سے لوگون کو ادھر توجہ ہوئی اور قانونی
امتحان پاس کرکے وکیل یا عہدہ دار بن گئے۔

قیام رائے بریلی اور عام میل جول

زمانہ ججی و سشن ججی رائے بریلی مین آپکی خدمت نہایت نازک تھی بہن اضلاع
آپ کے ماتحت تھے اور یوروپین ڈپٹی کمشنرون اور اسسٹنٹ کمشنرون اور
دیگر عہدہ دارون سے آپکو سابقہ پڑتا تھا جسمین ہر مزاج کے لوگ ہوتے تھے۔
تخمیناً چھ سال کی اندر آپنے اپنی تدبیر سے نہایت عمدہ تعلقات سب سے قائم کرلیے
اور بعض عہدہ دارون سے بوجہ ناواقفی حالات اگر ابتدا مین کچھ کشیدگی بھی ہوئی
تو بہت جلد وہ دوست بنگئے۔ کوئی مہینہ ایسا نہین ہوتا تھا کہ عہدہ داران مقامی
کی دعوتین مولوی صاحب کے ہان اور انکی دعوتین عہدہ دارون کے ہان
نہ ہوتی ہون۔ کمشنران صوبہ اور ڈپٹی کمشنران وغیرہ مع لیڈیز کے سب مولوی صاحب کے
یہان آتے جاتے رہتے تھے۔ لکھنؤ کے خاندان شاہی کے ارکان جو اودھ
مین تھے اور اکثر تعلقداران اودھ مولوی صاحب کو اپنا دوست سمجھتے تھے
پرنس شہدیو سنگھ بہادر معزز رئیس قوم سکھان خاص رائے بریلی مین رہتے
تھے اور جو رنجیت سنگھ کے خاندان مین ہونیکی وجہ سے سرکار انگریزی سے

پنشن پاتے تھے اور بڑا رسوخ رکھتے تھے مولوی صاحب سے بہت محبت اور بے تکلفی کے ساتھ ملتے تھے اور مولوی صاحب کے نصائح پر عمل کرنیسے انکو فائدہ پہنچا کرتا تھا پرنس ممدوح بیرون رائے بریلی دربارون مین شریک ہونیکے لیے بھی نہین جاتے تھے لیکن جب مسلمان بورڈنگ ہوس الہ آباد کا افتتاح سر آکلنڈ کالون بہادر نے فرمایا اُس جلسہ کی شرکت کے لیے وہ بڑی خوشی کے ساتھ الہ آباد گئے اور مولوی صاحب کے مہمان ہوئے۔

ولایت کو بغرض تعلیم لوگون کو جانے پر راغب کرنا۔

مسٹر سید محمود کے ولایت سے تعلیم پاکر واپس آنے پر ایک عرصہ تک ممالک مغربی وشمالی (صوبجات متحدہ) سے طالب علمون کا ولایت جانا رک گیا تھا۔ آپ نے اپنے ساتھ محمد حمید اللہ خان کو بغرض تعلیم ولایت لیجا کر اس بندش کو کھولا اور اپنے دوست احباب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنی اپنی اولاد کو تعلیم کے لیے ولایت بھیجین۔ چنانچہ مسٹر حامد علیخان و مسٹر محمد رفیق مسٹر نبی اللہ اور مسٹر حبیب اللہ اور مسٹر سید عبد الرؤف و مسٹر روشن لال بیرسٹران و ڈاکٹر کامتا پرشاد اور مسٹر شیخ محمد رؤف و زاہد علیخان بیرسٹران اور اکثر دوسرے طالب علمون کا ولایت جانا ہوا۔ اور پھر ان شالون کو دیکھکر اُس صوبہ کے اکثر مسلمان اور ہندو اپنے بچونکو تعلیم کی غرض سے ولایت بھیجنے لگے۔

سر وقار الامرا کا علیگڈھ جانا

بسنہ ۱۸۹۵ء مین نواب سر وقار الامرا بہادر سفر شملہ کی واپسی مین علیگڈھ تشریف لائے اور مع اسٹاف مولوی صاحب کے مہمان ہوئے معززین و رؤسا

دہلی وآگرہ وعلیگڈھ وبلندشہر وغیرہ نوابصاحب کے استقبال کے لیے بلائے
گئے - یکم ستمبر کو صبح کے نو بجے نواب صاحب کی اسپشل ٹرین علیگڈھ کے
اسٹیشن پر پہنچی - بعد دعوت بریک فاسٹ نواب صاحب کی خدمت مین کئی
اڈریس پیش ہوئے اور نوابصاحب نے انکو قبول کیا - اُسی زمانہ مین نوابصاحب
ممدوح نے مولویصاحب کو حیدرآباد آنے اور سرکاری مہمان ہونیکی دعوت دیکر آنیکا وعدہ لیلیا -
مولوی صاحب ۱۸۶۶ء مین حیدرآباد تشریف لے گئے -

مولویصاحب کا حیدرآباد تشریف لیجانا

اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی خلداللہ ملکہ نے بھی ازراہ نوازشات
خسروانہ مولوی صاحب کو قبولیت نذر کا شرف بخشا -

حیدرآباد مین نواب سروقارالامرابہادر کے علاوہ مولوی صاحب کے اور
بھی بہت سے احباب واعزہ موجود تھے ان سب کو آپکی تشریف آوری کی
بے حد خوشی ہوئی - مدارالمہام بہادر واکثر امرا وعہدہ دارون نے مولویصاحب کے
اعزاز مین دعوتین دین اور پارٹیان منعقد کین -

مولوی صاحب کا حیدرآباد تشریف لیجانا ایک ایسا امر تھا کہ جسکے حیدرآبادی
احباب اور اعزہ سالہاسال سے مشتاق اور منتظر تھے - مولویصاحب نے اس سے
پہلے حیدرآباد کا کبھی ارادہ نہین فرمایا تھا - اسوقت اتفاق سے چند محرک
ایسے پیدا ہوگئے کہ آپکو حیدرآباد کا ارادہ کرتے ہی بن پڑا - اول تو آپ نواب
وقارالامرابہادر جیسے جلیل القدر امیر سے وعدہ کرچکے تھے دوسرے آپ کے

بھانجے نواب سرور الملک بہادر اور آپ کے فرزند نواب سربلند جنگ بہادر مع اہل وعیال حیدرآباد مین موجود تھے یہہ تمام باتین ملکر آپ کے حیدرآباد تشریف لیجانے کا باعث ہوئین سیاحت کے طور پر چند روز کے لیے حیدرآباد مین رہے۔

زمانۂ قیام حیدرآباد مین بعض بعض اخبارون نے مولوی صاحب کی متعلق بہت سی خبرین چھاپین اور مختلف اعلی ترین عہدون کے لیے آپ کا انتخاب کیا لیکن حقیقت حال یہہ ہے کہ مولوی صاحب نے جب پنشن لی تھی اُسیوقت یہہ ارادہ کرلیا تھا کہ وہ بقیہ عمر عبادت الٰہی اور ملک کی فائدہ رسانی کے کامون مین صرف کرینگے۔ اسیلیے جن ملازمتون کو قبول کرنے کے لیے آپسے جس کسی نے کبھی کہا آپ نے شکریہ کے ساتھ اُنکے قبول کرنیسے انکار فرمادیا اور جتنی ملازمتین پیش کی جانین اُنکے قبول کرنیسے بھی آپ انکار کرتے۔

حیدرآباد کے چند روزہ قیام کے بعد مولوی صاحب علیگڈھ واپس تشریف لے آئے گو آپ تفریح طبع یا زیارات وغیرہ کی غرض سے تھوڑے دنون کیلیے مختلف مقامات پر تشریف لیجاتے اور تبدیل آب وہوا کے لیے شملہ پہاڑ جایا کرتے تھے لیکن زیادہ قیام آپکا دہلی اور علیگڈھ مین رہتا تھا۔

سنہ ۱۸۹۶ء مین بمقام الہ آباد نواب سرخورشید جاہ بہادر نے مولوی صاحب کے قائم کیے ہوئے بورڈنگ ہوس مسلمانان کی کمیٹی کو اڈریس پیش کرنیکی اجازت

زمانۂ قیام حیدرآباد و اخبارون کا مختلف خبرونکا چھاپنا۔

حیدرآباد سے واپسی

الہ آباد مین سر خورشید جاہ بہادر کو اڈریس

دی اور مولوی صاحب نے علی گڈھ سے الہ آباد جاکر خاص طور پر اڈریس پیش کروایا۔

جلسون اور پارٹیون مین شرکت۔

جہان جہان سرکاری طور پر بڑی بڑی پارٹیان اور جلسے منعقد کیے جاتے تھے آپ ہمیشہ مدعو ہوتے تھے۔

دربار تاجپوشی کے موقع پر حضور نظام کے جلسہ ایٹ ہوم مین شرکت

سنہ ۱۹۰۳ء کے دربار تاجپوشی کے موقع پر جو گورنمنٹ کی جانب سے جلسے اور دعوتین ہوئی تھین اُنمین تو مولوی صاحب بطور سرکاری شریک ہوئے ہی تھے لیکن جب حضور پُرنور اعلحضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ نے اپنی فرودگاہ لڈلو کاسل دہلی مین ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو جلسہ ایٹ ہوم منعقد فرمایا تھا اُسمین بھی آپکو بکمال الطاف خسروانہ وعنایات شاہانہ مدعو فرمایا تھا اور آپ کے ساتھ نہایت عزت افزائی سے پیش آئے تھے۔

بارگاہ حضور نظام سے عزت و افتخار کا بخشا جانا

حضور ممدوح الشان حضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام ملکہ نے نواب سربلند جنگ بہادر کو زمانہ قیام دہلی مین خاصہ قبول فرما کر عزت وافتخار بخشا تھا۔ وہ عز و افتخار بھی دراصل مولوی صاحب ہی کو اُن مراحم خسروانہ کے باعث بخشا گیا تھا جو مولوی صاحب کے خاندان پر عرصہ دراز سے مبذول ہوتے چلے آتے تھے۔

باب چہاردہم

انجام بخیر

تاریخ و روز وفات

مولوی صاحب نے بمقام علیگڈھ ۵ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۰۸ء روز سہ شنبہ کو دن کے ڈھائی بجے انتقال فرمایا۔

تدفین کے متعلق وصیت

اس دفعہ مرض معمولی اور چند روزہ تھا لیکن آپ نے مکمل انتظام کر لیا تھا اسلیے وقت پر کوئی مشکل پیش نہین آئی۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری لاش کو بہت جلد دہلی لیجا کر دفن کرنا۔ پس حسب وصیت لاش تابوت مین رکھکر ریل مین دہلی پہنچائی گئی۔

علیگڈھ و دہلی مین نماز جنازہ

پہلے آپکے جنازہ کی نماز علیگڈھ مین پڑھی گئی جہان کثرت سے شہر اور مدرسۃ العلوم کے لوگ شریک ہوئے تھے۔ پھر لاش کے دہلی پہنچنے پر آپ کے دوستون۔ اعزہ اور اقربا نے وہان جنازہ کی نماز پڑھی۔ نواب سر بلند جنگ بہادر جو آپکی خبر علالت سُن کر حیدر آباد سے روانہ ہوئے تھے عین تجہیز و تکفین کے وقت دہلی پہنچ گئے تھے اور نماز مین شریک تھے۔

باوجود اسکے کہ لاش علیگڈھ سے دہلی آدھی رات کو پہنچی تھی جنازہ کی مشایعت مین کثیر مجمع تھا۔

بیرون دہلی دروازہ شاہ عبدالعزیز رح محدث مرحوم و مغفور کے مزار و مسجد سے

موقع مزار

تھوڑے فاصلہ پر جو ایک دوسری مسجد واقع ہی جسکے متصل شاہ عبدالعزیز صاحب شکرباری کا مزار ہے اور جو جگہ مہدیون کے نام سے یاد کی جاتی ہے اسی کے متصل آپ اپنے والد بزرگوار کے برابر سپرد خاک کیے گئے۔ آپ کے مزار پر قطعۂ ذیل کندہ ہی:۔

بگلگشتِ جنان رفتہ خرامان	سمیع اللہ خان شادان و مسرور
بتاریخ وفاتش فکر کردم	سروش غیب ناگہ گفت مغفور

۱۳۲۶ھ

ذیل مین وہ تاریخی قطعات اور مادہ ہائے سنہ وفات درج کیے جاتے ہین جو اکثر سخن سنج اصحاب نے اس واقعہ کی یادگار کے لیے موزون کیے تھے:۔

طبعزاد مولوی محمد فاروق صاحب۔

قطعہ تاریخ وفات طبعزاد جناب مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹی

قَدْ فَارَقَ النَّاسَ حَبْرٌ مَاجِدٌ نَدُسٌ	بَحْرُ الْمَعَارِفِ فِي الْمَعْرُوفِ مَشْهُوْرٌ
ایک بزرگوار نے لوگون کو چھوڑ دیا	جو علم و تصنیف کا دریا اور احسان مین مشہور تھا
أَبْكَى الْأَرَامِلَ وَالْأَيْتَامَ فُرْقَتُهُ	قَدْ شَاعَ ذِكْرُهُ وَهُوَ الْيَوْمَ مَسْتُوْرٌ
اُسکی جدائی مے تمام بیکس بیوون اور یتیمونکو رلایا	وہ آج چھپ گیا اور اُسکا ذکر مشہور ہے
وَكُلٌّ وَفْدٍ سَمِيعُ اللهِ وِجْهَتُهُ	قَدْ رَاحَ فِي مَا تَمَنَّى وَهُوَ مَسْرُوْرٌ
طلبگار دنیا و دین سی جسکا رخ سمیع اللہ خان کی طرف ہوا	وہ اپنی تمام تمناؤن مین خوش و خرم رہا
قَدْ فَاقَ أَقْرَانَهُ فِي الْعِلْمِ وَالْكَرَمِ	قَدْ عَاشَ وَالْفَضْلُ فِي الْأَفْوَاهِ مَذْكُوْرٌ
اپنے ہم چشمون مین علم و کرم مین بڑھ گئے	اور مہربانی و فضل کی شہرت کے ساتھ زندہ رہے

سعی وام لبیت قبلة الامم — اتی بحجته والحج مبرور

تمام امتون کی قبلہ کی جانب بہت کوشش وسعی سے گئے — اور حج ادا کیا اور وہ حج مبرور و پاکیزہ تھا

قد وافق السعد فی خطب الم به — قد فاز فیما تولی وهو منصور

سعادت و اقبال انکی تمام جہات مین انکے ساتھ رہا — انکو کامیابی و نصرت تمام کارروائیون مین حاصل رہی

یا من یسائلنی عن عام رحلته — اصبت تاریخه لو قلت مغفور ۱۳۲۶ھ

جو شخص کہ اُنکی وفات کا سال دریافت کرتا ہی — تو اُسے معلوم ہو جائیگا اگر کہے گا لفظ "مغفور"

رئیس المتکلمین جناب مولانا حاجی مولوی حیدر علی صاحب مرحوم و مغفور مصنف منتہی الکلام مولوی حاجی محمد سمیع اللہ خانصاحب مبرور کے قدیم دوست تھے اُنکے تعلقات کے لحاظ سے فاضل موصوف کی خاندان کی موجودہ ارکان مین سے ایک صاحب نے بکمال محبت اشعار ذیل موزون فرمائی ہین۔

رئیس الهند سمسار الملوك — کریم خیر ذو امتنان

رئیس ہند کے سفیر بادشاہون کے — سخی نیک نفس۔ مخلوق خدا کے محسن

نسیب القوم ذو خلق هنیّ — رفیع منزلا عالی المکان

شریف النسب خوش اخلاق — بلند مرتبہ عالی مقام

وطرخان وسرسوز ززیر — بافواه الاقاصی والادانی

قریب و بعید کی زبانون پر — رئیس قوم دانائے روزگار۔ ذکی الطبع

خطیرٌ جہبذٌ حبرٌ لبیبٌ — سریٌ بارعٌ ذو امتحانِ

عظیم الشان نکتہ سنج - دانشمند - ذی فہم — سالار قوم ہر امر میں سبقت لیجانیوالے آزمودہ کار

لمضطرٍ ومعترٍ وعانٍ — غدا دیوانہٗ باب الامانِ

مضطر سائل اور مصیبت زدہ کے لیے — اُن کا دربار پناہ دینے والا تھا

لہٗ فی الخیر والحسنات حظٌ — یداہُ فیہما مبسوطتانِ

خیر وحسنات میں بہرہ مند ہیں — ان دونوں کے لیے ہاتھ اُنکے کشادہ ہیں

وفی البیت المعلّی بو علاءٍ — وفی الخلق المہنّی امّ ہانی

خاندان برتری میں سربلند ہیں — اور اخلاق حمیدہ میں اصل اصول مروت

وفی نیل المعالی جدّ سعیٍ — کما فی قبضہ الحسنی یدانِ

کسب فضائل میں ہمہ تن اسطرح ساعی ہیں — جسطرح تحصیل حسنات میں قدرت کاملہ رکھتی ہیں

وفی خلقٍ وتدبیرٍ ورأیٍ — بیانٌ فی بیانٍ فی بیانِ

خلق وتدبیر ورائے میں — مشہور آفاق ہیں

عفاہُ اللہ قد عاش رغادا — معادا کالمعاش مرضیانِ

خدا بخشے خوب ہی زندگی بسر کی — اور سفر آخرت بھی خوشگوار زندگانی دنیا کی مثل ہے

لہٗ فی کل عینٍ من دموعٍ — کما فی کل بیتٍ من أنانِ

اُنکے لیے ہر آنکھ میں اس طرح آنسو ہیں — جسطرح ہر گھر میں مصیبت بپا ہے

فارّخت لہٗ عام الرحیل — سمیع اللہ خان صدر الجنانِ

سال وفات کی میں نے تاریخ لکھی — سمیع اللہ خان صدر نشین جنت ١٣٢٦ھ

تاریخات وفات فارسی و اُردو

از مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب سہارنپوری

ز دنیا سوی عقبیٰ رفت مولانا سمیع اللہ	زبان ممنون فیضانش جہان مرہون احسانش
دعا ہا گفتم و میخواستم سالش۔ ندا آمد	کہ مغفور است سال رحلتش از فرط احسانہا
	۱۳۲۶ھ

دیگر

از مولوی حکیم سید ابو الحسن صاحب (؟) ضیا لکھنوی

تقاضای اجل کردن چہ حاجت ہست بہر آن	کہ باشد منتظر بہر قضائی حضرت باری
چو وقتش در رسیده او اجابت میکند اینک	سمیع اللہ خان را گوش بر آواز بیداری
	۱۹۰۸ء

دیگر

از مولوی عبد (؟) صاحب معینی درگاہ حضرت (؟) بندہ نواز (؟)

ہندیان را ذوق سباقی نماند	بر عروج قوم مشتاقی نماند
پائے ہا شد لنگ و سرہا بے دماغ	ہیچ مشائی و اشراقی نماند
این چہ دیدی یا رب از خردان خطا	کز بزرگان ظل اشفاقی نماند
یک سمیع اللہ خان بُد بر زمین	آن ہم از دور فلک باقی نماند
بود گنج خلق نقد جان سپرد	با اجل ہم بے خوش اخلاقی نماند
درد قومی از عراق دل برفت	در سخن تاثیر تریاقی نماند
این چہ شد یا رب علیگڈھ را کنون	آن متاع شہرہ آفاقی نماند
بسکہ گم شد ای معینی آفتاب	تاب در تار نظر باقی نماند
سال وصلش بہر باشد سال فصل	آن قدح بشکست آن ساقی نماند
	۱۳۱۷ف

دیگر

از سید محمد علی جان لکھنوی۔

سمیع اللہ خان عالم و حاجی سخا پرور	درین سال غم افزا جانب ملک بقا ہم رفت
عدیلش اندرین صد سال نایاب است چون عنقا	عجب فخر فریدی بود کو از دست عالم رفت
جہان چون رہگزاری ہست کس منزل نمی‌ماند	یکی زینجا موخر رفت آن دیگر مقدم رفت
دلیل تیرہ بختی مسلمانان ہنداست این	کہ این غمخوار و حامی مسلمانان مسلّم رفت
مسیحی سال فوتش را بلا اغراق بنوشتم	سمیع اللہ خان نامی و کامی و عالم رفت

۱۹۰۸ء

دیگر

از مولوی سید علی محمد صاحب بی اے۔

سمیع اللہ خان سی یم جی آن فخر مسلمانان	کہ صرف کارہای دین و ملت شد حیات او
پس از رحلت چو فضل ایزدی فرمود غفرانش	ہویدا گشت از "مغفور" تاریخ وفات او

۱۳۲۶

دیگر

از مولوی سید علی حیدر صاحب طباطبائی نظم پروفیسر عربی نظام کالج

سمیع اللہ خان چون پر شدش پیمانہ ہستی	سوی فردوس از دار محن دامن کشان آمد
صلائی گفت رضوان جام بر کف از پی سالش	بایوان جنان دور سمیع اللہ خان آمد

۱۳۲۶ھ

دیگر

ایضاً

چون سمیع اللہ خان والا ہمم	رفت ازین کہنہ سرائے ایرمان
با دل محزون نوشتم سال فوت	شد جنان جائے سمیع اللہ خان

۱۳۲۶ھ

دیگر

سنانی اُن کی جب دہلی سے آئی	گیا اس حادثہ نے دل مین ناسور

لکھین تاریخین دو یہہ یادگارا
قیامت تک رہین گے وا دریغا
جوار رحمت حق مین سدھارے
مسیحی اور ہجری سنہ مین توام
مگر ہے عیسوی سنہ کی یہ حالت
نشان مرگ دیتا ہے یہہ مصرع

خیال اُن کا ہوا دل سی نہ جب دور
سمیع اللہ خان آنکھون سی مستور
پیمبر کی ہوئے خدمت مین مامور
بہم ہین سال رحلت گو بدستور
ہوا ہے خود بخود اس سی الف دور
جنان مین ہین وہ اب مرحوم و مغفور

۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء

سروریٹا اور سر آکلنڈ کی خبر وفات کا ایک ہی اخبار مین شیوع

یہہ بات بھی یہان قابل ذکر ہے کہ ۷ اپریل کے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مین خاص مولوی محمد سمیع اللہ خان مرحوم اور آپ کے قدیم دوست سر آکلنڈ کالون سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی وفات کے متعلق برابر کالمون مین نوٹس درج کیے گئے۔

خبر وفات کا نوٹ۔

مولوی صاحب مرحوم کی وفات کے متعلق جو نوٹ اخبار مذکور مین درج ہوا تھا اُسکی نقل ذیل مین درج کی جاتی ہے:-

"ہمارے اخبار کی ماہ فبروری کی اشاعتون مین مولوی سمیع اللہ خانصاحب سی-ایم-جی کی طبیعت کے ناساز ہونے۔ پھر اُنکے تندرست ہوجانے کی خبر چھپ چکی ہے۔ ماہ اپریل شروع ہوتے ہی اُنکی طبیعت پھر یکایک ناساز ہوگئی ۵-اپریل کو وہ نمونیا (ذات الریہ) مین مبتلا ہوئے۔ علاج ہوتا رہا۔ مگر مرض اسقدر صعب تھا کہ اُس نے مولوی صاحب کی طبیعت کو جو متواتر بیماریونکے

حملوں سے کم زور ہو رہی تھی سنبھلنے نہین دیا اور ۷ - اپریل کو دو بجے دن کے اُنھوں نے وفات پائی"۔

جنازہ کا دہلی جانا۔

یہہ وحشتناک خبر علیگڈھ مین نہایت سرعت کے ساتھ پھیل گئی اور اُنکی کوٹھی پر لوگ جوق جوق آکر جمع ہو گئے۔ لاش کی نسبت قرار پایا کہ وہ ایک مضبوط صندوق مین بند ہوکر دہلی کو بھیجی جائے۔ چنانچہ رات کے نو بجے جو گاڑی دہلی کو روانہ ہوتی ہے اُسپر لاش کا صندوق بھیجا گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر کالج کے بہت سے طلبہ اور شہر کے معزز لوگ اور عام آدمی جمع تھے یہہ سب نہایت مغموم تھے۔

مولوی صاحب کی عمر۔

مولوی صاحب مرحوم نے ۷۵ سال کی عمر پائی اُنھوں نے گورنمنٹ اور قوم اور علیگڈھ کالج کی جو خدمات ایک عرصہ تک انجام دین وہ اظہر من الشمس ہین۔ اس سے تمام ہندوستان مین اُنکی وفات حسرت آیات کی خبر یقیناً نہایت قلق اور رنج کے ساتھ سُنی جائیگی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

انگریزی اور اردو اخبارونکا حالات زندگی شایع کرنا۔

آپکی وفات پر اسی طرح ملک کے دوسرے انگریزی - اُردو اور بعض دیگر زبان کی اخبارون مین اظہار رنج و افسوس کیا گیا اور آپ کے حالات زندگی شایع کیے گئے - نیز انگریزی - فارسی - عربی اور اُردو مین دلگداز نظمین لکھی گئین -

پایونیر کے مضامین علحدہ رسالہ کی صورت مین بطور یادگار (ان میموریم) شایع ہوئے جو ٹائمز کے پریس مین بمقام بمبئی طبع ہوئے ہین -

عموماً اظہار ہمدردی

عام طور پر بذریعہ تار و خطوط آپ کے خاندان سے اظہار ہمدردی کیا گیا مختلف

مقامات مثلاً علیگڈھ ۔ مرادآباد ۔ الہ آباد ۔ حیدرآباد وغیرہ مین تعزیت کی جلسے منعقد ہوئی۔

حیدرآباد کا جلسہ تعزیت اور اسکا رزولیوشن

حیدرآباد کا جلسہ ۳ مئی ۱۹۰۸ء کو فتح میدان کے پویلین مین منعقد ہوا جسمین رزولیوشن ذیل پیش اور بالاتفاق پاس ہوا۔

"یہہ مجلس حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر مرحوم و مغفور کے انتقال پر ملال پر اظہار رنج و تاسف کرتی ہی اور جناب مرحوم کی وفات کو ملک و قوم کے حق مین نقصان عظیم سمجھتی ہے اور اس صدمہ مین مرحوم کے فرزندون اور پسماندون سے پوری ہمدردی رکھتی ہی"۔

ایجوکیشنل کانفرنس اور رزولیوشن تعزیت۔

ایجوکیشنل کانفرنس نے تعزیتی رزولیوشن پاس کرکے بذریعہ اپنی سکرٹری کی نواب سربلند جنگ بہادر کی خدمتمین بھیجا ۔ سکرٹری صاحب کے مراسلہ اور رزولیوشن کی نقل حسب ذیل ہی :-

Central Standing Committee Office
Aligarh,

۱۳ جنوری ۱۹۰۹ء

جناب من! تسلیم

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ مقام امرتسر کے اجلاس اول تباریخ ۲۷ ڈسمبر ۱۹۰۸ء کو آپکے والد ماجد مرحوم و مغفور کی تعزیت مین جو ووٹ پاس ہوا ہی اُسکی نقل ابلاغ خدمت کرتا ہون ۔ والسلام

شرح دستخط "آفتاب احمد" آنریری چیف سکرٹری کانفرنس

"یہ کانفرنس مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب سی۔ ایم۔ جی مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتی ہے"۔

تعزیت کی بیشمار تار و خطوط۔

اُن بیشمار تعزیت کی تارون اور خطوط مین سے جو ملک کے اعلیٰ طبقہ کے لوگونکی جانب سے باظہار ہمدردی بھیجے گئے تھے چند کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے:۔

حضور وائسرائے کا تار۔

"از جانب حضور وائسرائے ہند

چیف جسٹس حمید اللہ آف حیدرآباد

مجھکو یہ ظاہر کرنے کا ایما ہوا ہے کہ حضور وائسرائے کو آپ کے ممتاز والد کی وفات کی خبر سنکر قلق ہوا"۔

حضرت اقدس و اعلیٰ حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اپنے پرائیوٹ سکرٹری کے توسط سے بہ الطاف خسروانہ مندرجہ ذیل تار کے ذریعہ سے اظہار ہمدردی کا اعزاز عطا فرمایا۔

حضور نظام کا تار۔

"حمید اللہ خان سربلند جنگ بہادر

حضرت اقدس و اعلیٰ کو آپ کے والد محمد سمیع اللہ خان کی وفات کی خبر سنکر رنج ہوا اور مجھے ارشاد فرمایا گیا کہ مین حضرت اقدس و اعلیٰ کی جانب سے آپسے اور آپکے خاندان سے اظہار ہمدردی و تعزیت کرون"۔

ہز آنر لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کے پیام کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے مولوی محمد سمیع اللہ خان کی وفات کی خبر نہایت

افسوس کے ساتھ سُنی"۔

وزیر اعظم حیدرآباد کا تار اور اُسکا ترجمہ

حیدرآباد کے وزیر اعظم اور معین المہامان و دیگر یوروپین و دیسی اعلیٰ عہدہ داروں اور مختلف اشخاص کے تعزیت کے پیامات تار اور خطوط موصول ہوئے۔

عالیجناب سر معین السلطنت مہاراجہ بہادر مدار المہام کا اصل تار مع ترجمہ حسب ذیل ہی:-

Hyderabad Deccan,
Chadarghat.

To, 13th April 08.

Nawab Sarbuland Jung
Aligarh,

Minister deplores your distinguished father's death, accept His Excellency's sincere condolence.
Secretary

چادر گھاٹ - حیدرآباد دکن

مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۰۸ء

بخدمت نواب سربلند جنگ بہادر - علیگڈھ

مہاراالمہام بہادر آپکے معزز و ممتاز والد کے انتقال پر اظہار تاسف فرماتے ہین اُنکی دلی تعزیت قبول ہو۔"

(سکرٹری)

صدہا دوستونکا دور و دراز مقامات سے آنا اور تعزیت ادا کرنا۔

صدہا دوستون نے دور و دراز سے سفر کرکے دہلی۔ علیگڈھ۔ یا حیدرآباد مین جاکر بذات خاص رسم تعزیت ادا کی۔ اسی طرح ہندوستان کے دیگر حصص سے بہت سے یوروپین و دیسی حضرات نے بہت سے تار اور خطوط کے ذریعہ سے تعزیت ادا کی۔ نیز انگلستان سے بھی تعزیتی چھٹیاں آئین بعض بھیجنے والون کے نام ذیل مین درج کیے جاتے ہین :۔

لارڈ رپن آنجہانی و لارڈ لینڈ ڈون سابق وائسرایان ہند۔ لارڈ کرومر سابق قنصل جنرل مصر۔ سر ایلڈن گورسٹ موجودہ قنصل جنرل مصر۔ سر جیرلڈ فٹز جیرلڈ سابق پولٹیکل سکرٹری وزیر ہند۔ کرنل سر ڈیوڈ بار سابق رزیڈنٹ حیدرآباد و حال ممبر کونسل وزیر ہند۔ سر ڈگلس اسٹریٹ سابق جج ہائیکورٹ الہ آباد۔ سرجن کرنل ڈین ڈاکٹر رائل وکٹوریہ ہسپتال آیرلینڈ وغیرہ وغیرہ

لارڈ کرومر کی چھٹی اور اسکا ترجمہ

لارڈ کرومر نے جو چھٹی اس واقعہ کے متعلق ارسال کی تھی اسکی نقل اور ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہی :۔

Thurso Castle,

Thurso, N. B.

Sept. 9 – 1908

Dear Sir,

I am greatly obliged to you for sending me the In Memorium pamphlet. I entertained, as you are aware the highest regard for your father and most keenly sympathise with you in the great loss which you have sustained.

Very Sincerely Yours,
(Sd.) Cromer.

تھرسو کاسل۔ تھرسو۔این۔بی

۹ ستمبر ۱۹۰۸ء

مکرمی!

یادگاری پمفلٹ روانہ فرما کر مجھے مرہون منت کیا۔ آپ خوب واقف ہین کہ مین آپکے والد مرحوم کی کسقدر قدرو منزلت کرتا تھا۔ اور جو صدمۂ عظیم آپ کو

پہنچا ہے اُسمین نہایت دلسوزی سے اظہار ہمدردی کرتا ہون -

آپ کا مخلص

(دستخط) کروم

ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم کی تجویز نسبت قیام یادگار

ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم علیگڈھ نے آپکی قومی خدمات اور اُس دلی ہمدردی کے شکریہ کے طور پر جو آپ علیگڈھ کالج سے رکھتے تھے آپکی یادگار مین مدرسۃ العلوم کے صدر دروازہ پر کمرے تعمیر کرانیکی تجویز کی ہے جو لکچر روم اور ضرورت کے وقت دوسرے طور پر کام آسکینگے -

اسمین شک نہین کہ یہہ ایک نہایت مفید تحریک ہے اور ایک عرصہ سے اسکی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ مدرسۃ العلوم کے صدر دروازہ پر ایک شاندار عمارت تعمیر کی جائے - امید ہے کہ اس تحریک کو عملی صورت مین لانیکے لیے مسلمانان ہند جلد متوجہ ہونگے کیونکہ اسکے مکمل ہونیسے مدرسہ کی ضرورت شدید رفع ہو جائیگی اور ایک ناتمام عمارت تکمیل کو پہنچ جائیگی -

وزیر اعظم حیدرآباد کا خلعت تعزیت عطا فرمانا -

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۰۸ء روز پنجشنبہ کو عالی جناب مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ نے نواب سربلند جنگ بہادر کو خلعت عزا سے سرفراز فرمایا - یہہ وہ اعزاز ہے جو خاندانی لوگون کے سوا اور کسی کو نہین حاصل ہوتا -

فاتحہ و درود

آپکی فاتحہ حسب دستور مسلمانان ایک سال تک برابر ہوتی رہی - دہلی

علی گڈھ اور نیز حیدر آباد مین متعدد محفلین میلاد شریف کی منعقد ہوئین اور کھانے
مٹھائیان اور نیز تبرکات تقسیم ہوئے "روٹی" کی رسم بھی ادا کی گئی - اور شہر دہلی
وضلع علی گڈھ - ولکھنؤ - الہ آباد و اجمیر شریف وکچھوچھہ شریف و پیران کلیر و دیوبند
ورامپور وسہارنپور ومرزاپور - پٹنہ عظیم آباد و دیگر مقامات پر جہان ریل یا پوسٹ
آفسون کے ذریعہ سے دوستون کو تبرکات پہنچ سکتے تھے حتی کہ حیدر آباد دکن و
داناپور ملک بنگالہ تک تقریباً چار چار سیر کے حصص دہلی کی مخصوص باقرخانیون
اور میٹھے کے مع تانبے کی خوبصورت رکابیون کے جن پر مادۂ وفات منقش
تھا تقسیم ہوئے نقش یہ ہے :-

نواب سربلند جنگ بہادر نے اپنی اور کل خاندان کی طرف سے تعزیت
ادا کرنیوالون کا شکریہ جس تحریر کے ذریعہ سے ادا کیا تھا اُسکی نقل بجنسہ صفحہ ۲۵۰ کی

بعد منسلک کی جاتی ہے۔

اس عاجز نے اپنے بچپن کے دوست صادق کی یادگار مین یہ چند اوراق لکھے ہین۔ اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت فرمائے اور میری یہ سعی مقبول احباب ہو۔

جہان ای برادر نماند بہ کس
دل اندر جہان آفرین بند و بس!

انا لله وانا الیه راجعون

۷۸۶

محب مکرم و غمگسار معظم

تسلیم- آپنے حواس حادثہ جانگداز و واقعہ جانفرسا یعنی وفات قبلہ گاہی الحاج مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی- ایم جی مرحوم کی وقت میری اور جملہ خاندانکی ہمدردی فرمائی ہی اُس سے صاف اظہار اُس دلی محبت کا ہوتا ہی جو آپکو جناب مرحوم و مغفور کیساتھ تھی- مین سب خاندانکی طرفسے شکریہ ادا کرتا ہون اور آپسے مستدعی ہون کہ جناب باری عزاسمہ مین مرحوم کیواسطے مغفرت اور انکے پسماندگان کیواسطے عطای صبر کی دعا فرمائیے- والسلام

راضی برضا
محمد حمید اللہ

ان الله مع الصابرین

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١	ستیخ	شیخ	٦٤	٤	تجوین	تجویزین
"	١٠	خاک یاک	خاک پاک	٧٠	٢	ملازمت	قدردانی
٨	٣	صدرامین تھے	صدرامین یعنی سبجج تھے	٨٧	٨	نامہ	سفرنامہ
١٤	٨	مہندیون	مہدیون	٩٢	٤	نہین ہین	نہین ہر
"	١٠	عبدالعزنز	عبدالعزیز	١٠٩	٦	الودر	اور
٢١	١٣	ہواکرتی	کرتی	١١٠	١٤	اس کی طرح	اس طرح
١٧	"	چھ بجے	چھ بجے	١١٩	٧	ملبے	لمبے
١٨	٢	فقہ	فقہ	١٢٤	٥	یرھر	پرپھر
١٩	١٠	کاٹھیاواری	کاٹھیاواڑی	١٣٧	١٦	ملتے	ملنے
٢٦	٧	خوش	خوش رکھا	١٤٠	٧	طرں	طرح
٢٧	٧	ولوی	مولوی	١٥٧	٣	دسیاب	دستیاب
٤٥	٩	ہوتا اہا	ہوتا رہا	١٦٣	٩	انگلشن	انگلش
٤٦	١١	تھی	تھے	١٧٩	١٥	اللہ شانہ	اللہ جل شانہ
٦٢	٩	١٠ نومبر ١٨٨٤ء مین	١٠ نومبر ١٨٨٤ء کو	١٨٤	٦	لے	کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۰	۷	یالمہم	رالغ	۲۱۳	۷	اب	آپ
۱۹۱	۱۴	خانہ کعبہ	منحنی	۲۱۶	۸	ایک ایک	ایک ایک
۱۹۲	۸	شق الصدر	شق القمر	۲۲۳	۹	کوکل	توکل
؍؍	۱۲	عصفہان	عسفان	؍؍	۱۳	نہ محدود	محدود
۱۹۵	۱۴	رالق	رالغ	۲۳۴	۵	بنیشی	بیشی
۱۹۶	۱۶	مسوحہ	مسوعہ	؍؍	۱۴	تر	تر
۱۹۹	۱۱	لفد	لقد	۲۳۲	۲	۱۸۶۶ء	سنہ ۱۸۹۶ء
۲۰۰	۲	متتجلی	منجلی	؍؍	۱۲	پارئیاں	پارٹیاں
؍؍	۸	کردہ فرض	کردہ ادا فرض				
۱۰۳	۱۶	لذہبونگی	تذہبونگی				
۲۰۶	۲	رمعاملات	معاملات				

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سوانح عمری

حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی۔ ایم۔ جی

مُصنّفہ
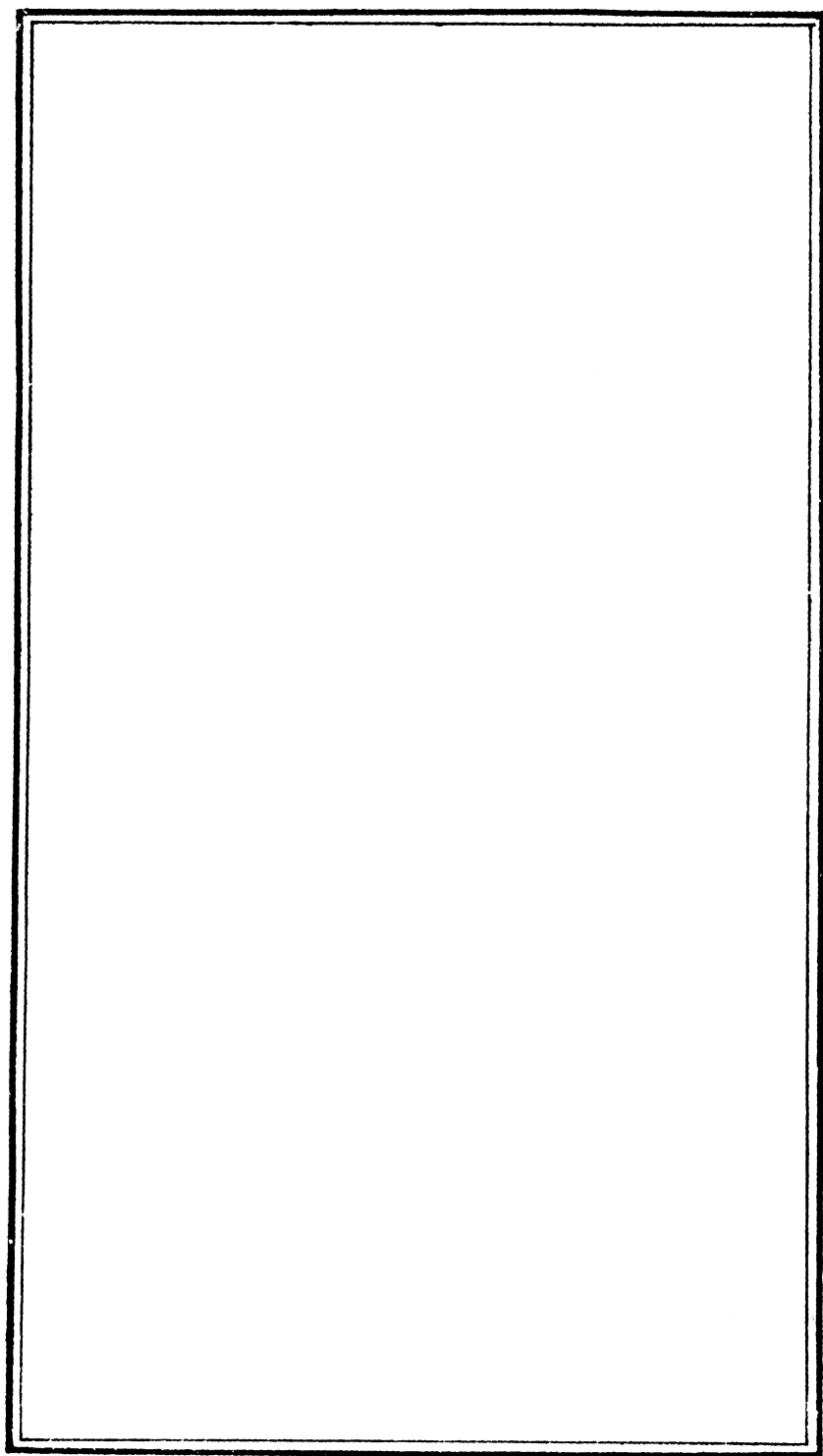
عالیجناب شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی و
سابق پروفیسر میور سنٹرل کالج و فیلو الہ آباد یونیورسٹی دام برکاتہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

سنہ ۱۳۲۷ھ م سنہ ۱۹۰۹ء

فہرست مضامین مندرجہ جلد دوم سوانح عمری حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر مرحوم

حاجي مولوي محمد سميع الله خان بهادر
سي-ايم-جي
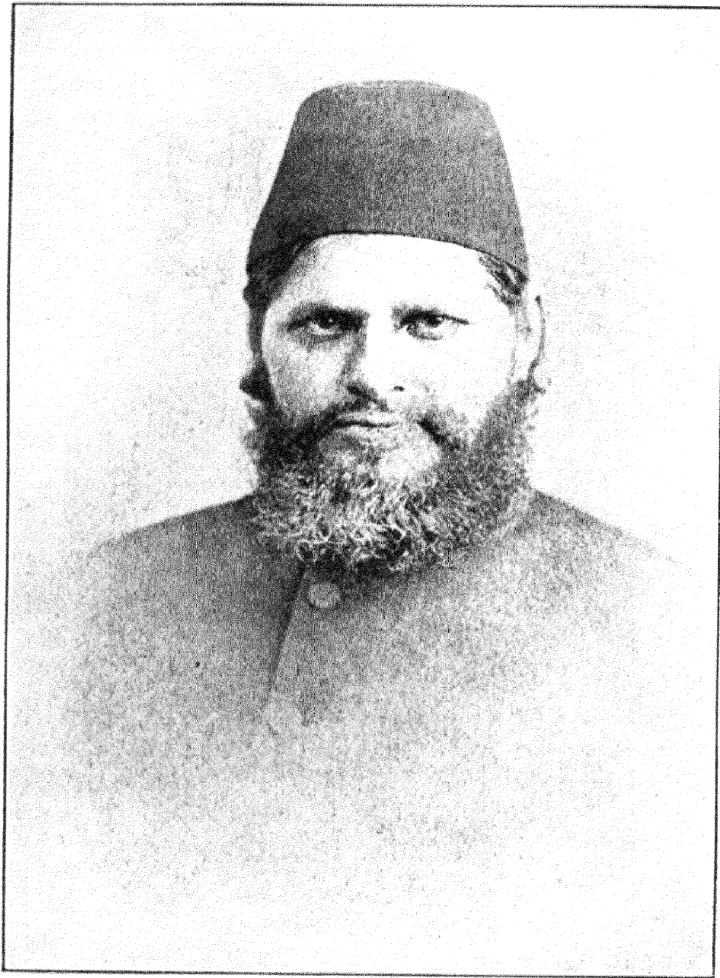
Haji Moulvi Mahomed Samee-Ullah,
Khan Bahadur, C.M.G.

دیباچہ

حاجی مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی-ایم-جی کے متعلق بقدر
مضامین وقتاً فوقتاً اخبارات مین شایع ہوتے رہے تھے اگروہ
کل اس کتاب مین شامل کیے جاتے تو اسکی ضخامت بہت ہوتی
مگر بوجہ امتداد زمانہ اخبارات کا دفتر پارینہ دستیاب نہین ہوسکتا-
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی جلدون مین سے چند مضامین بطور نمونہ
نقل کیے جاتے ہین جنکے پڑھنے سے مولوی صاحب مغفور کی دیانت
راستبازی-سلامت روی-ایمانداری-خداپرستی-زہد وپرہیزگاری

نصفت پسندی و معدلت گستری - قومی درد و جوش غمگساری - بادشاہِ وقت کی
اطاعت و وفاداری - مُلکی و قومی ترقیونکے اسباب کی فکر اور اُن سے
عمدہ نتائج کا پیدا ہونا - علوم و فنون کی ترقی و ترویج مین سرگرمی و مستعدی
قومی احتیاج کے مناسب و موزون مواقع پر کشادہ دلی و فراخ حوصلگی سے
اظہار فیاضی و دریا دلی وغیرہ کا اثر ممکن نہین کہ پڑھنے والون کے
دلون مین ایک قسم کی اُمنگ نہ پیدا کردے اور وہ اُنکی نیکیان
یاد کرکے فاتحہ خیر سے دریغ کرے - اللہ جلّ شانہٗ سے یہہ دلی دعا ہے
کہ اُس نے مولوی صاحب کو جسطرح دنیا مین مدارج اعلی و مراتبِ
ارفع پر فائز رکھا اُسی طرح عقبیٰ مین بھی اپنے فضل و کرم سے اُنکے
درجات عالی و بلند کرکے اُنکی مغفرت فرمائے - بالنبی و آلہ واصحابہ
این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

منقول از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء

مراد آباد کا جلسۂ بار

اور

مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب بہادر سب جج

۲۴ ستمبر ۱۸۸۱ء

کل مولوی سمیع اللہ خان صاحب بہادر سب جج نے اپنی عدالت مین اخیر
اجلاس فرمایا [illegible] کے کل ممبران بار بہ حیثیت مجموعی اجلاس مین
آئے تھے [illegible] یہ ایک مجمع عظیم تھا جو اس عالم مولوی کے اخیر دیدار
کیلئے جمع ہوئے تھے [illegible] انہون نے اس عرصہ مین کہ وہ ہم مین رہے یکسان
انصاف [illegible] رنگ [illegible] کیا تھا اور جنہون نے اپنے فرائض کو
نہایت خردمندی تجربہ علم اور لیاقت سے انجام دیا مگر افسوس یہ جلسہ مثل سبھی

مفارقت کے جلسوں سے نہایت غمگین تھا جس وقت تک یہ جلسہ (جسکے حالات کی تحریر کی مین کوشش کر رہا ہون) ہو رہا تھا تمام وکلا رآبدیدہ تھے اور خود مولوی صاحب کا دل بہت بھرا ہوا تھا۔ ایک بزرگ وکیل واقعی پھوٹ پھوٹکر روتے تھے بعد اختتام کارروائی عدالت بابو یادو ہر داس صاحب وکیل ہائیکورٹ نے نہایت غمگین لہجے سے انگریزی مین گفتگو فرمائی جس کا ترجمہ یہہ ہے۔

جناب مولوی سمیع اللہ خان صاحب سبجج!

قبل اس کے کہ حضور اس عدالت کو جہان آپ آخر مرتبہ اجلاس فرما رہے ہین چھوڑ رہے ہین ہم اُس سچے اور دلی رنج کا جو آپ کی مفارقت سے ہمکو ہی اظہار کرنا چاہتے ہین۔

بار کے ممبرون کی طرف سے آپکی خدمت مین خیرباد عرض کرنیکا پسندیدہ کام میرے سپرد ہوا ہے گو مین اس عزت کے قابل نہین ہون مجکو اس کام کے انجام دینے مین جو خوشی حاصل ہے وہ مین بیان نہین کرسکتا ہمارا ارادہ نہین ہے کہ ہم اُس گرمجوشی اور جفاکشی کا جس سے آپ نے اپنا کام کیا۔ اُس ہوشیاری اور لیاقت کا جس سے آپ نے اپنے فرائض کو ادا کیا۔ اُس تیزی اور چستی کا جس سے آپ نے کام کو ختم کیا۔ اُس وسیع اور مختلف تجربہ کا جو انفصال مقدمات مین آپکے کام مین لائے اور آخر مین (گو کسی سے کم نہین) اُس سنجیدہ اور متین علم وفضل کا

جو آپکی تجویزون مین ظاہر ہوتا ھے بیان کرین آپ کی تجویزین زبان حال سے خود بول رہی ہین مگر حضور ہم اِس موقع پر اس امر کا اظہار کرنا چاہتے ہین جس کو صرف ہمارے ہی قلوب خوب جانتے ہین میری مراد اُس پورے کو اتحاد و اتفاق سے ھے جو آپ کے دوران سب ججی مین عدالت کے دو رکن بینچ اور بار مین قایم رہا - ہم آپکا شکریہ ادا کرتے ہین کہ حضور ہمیشہ ہمارے ساتھہ اخلاق اور مہربانی سے پیش آئے - آپ کی عدالت مین ہم کو اسقدر آزادی تقریر، اختیار، کارروائی، اور جرأت اختلاف حاصل رہی جسقدر کہ ہم قانوناً دعوے کرنیکی تمنا کر سکتے تھے - اوس تحمل و بردباری سے جس سے کہ آپ نے ہماری تقریر کو سنا اور اوس صبر سے جس سے کہ آپ نے واقعات کی تحقیقات کے مشکل کام کو انجام دینے دیا ہماری دلی عزت اور توقیر کو حضور نے جیت لیا - خلاصہ یہ کہ حضور مین وہ کل صفات جمع تھین جو اوس اعتبار و عزت کے عہدے کے ذمہ دار فرائض کے انجام دینے کے لئے ضرور ہین جسکو آپ نے عزت دی تھی -

اب ہم خدا حافظ کہتے ہین اور اپنے ساتھہ آپ ہماری ہی دلی خواہش لئے جاتے ہین کہ حضور کی آئندہ کارروائی کے احاطہ مین حضور کا کیریکٹر ایسا ہی روشن اور کامیاب رہے جیسا کہ ابتک رہا ہے -

ان دلی اور سچے کلمات کے ساتھہ حضور کو ہم گڈ بائی کہتے ہین -

بعد اختتام گفتگو بابو مادہو داس صاحب کے مولوی عبد الرب صاحب گورنمنٹ پلیڈر نے یہ تقریر اردو مین کی -

جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب

قبل اس سے کہ حضور اس کرسی پر سے اٹھین جس پر کہ اسوقت اجلاس فرما رہے ہین ہم لوگ چند باتون کا حضور کے روبرو بیان کرنا اپنا فرض جانتے ہین حضور کی تبدیلی اس ضلع مراد آباد سے ضلع علیگڈہ کو ہو گئی ہے اور جس کرسی پر کہ حضور آج اجلاس فرما رہے ہین اس کرسی کو پھر حضور کے اجلاس سے اعزاز حاصل ہونیکی چند عرصہ تک امید نہین ہے جو تعلق کہ ہم لوگون کو حضور سے اس حیثیت سے تھا کہ ہم اس عدالت کے وکیل ہین اور حضور اس عدالت کے حاکم ہین وہ بالفعل قطع ہوتا ہے اور جو افسوس اور قلق کہ ہم کو اس قطع تعلق سے ہے اوسکو ہمارے قلوب ہی خوب جانتے ہین اور وہ ہرگز اس قابل نہین ہے کہ ہم زبان سے اوس کا پورا پورا بیان کر سکین - جو صفات کہ ایک عمدہ سے عمدہ جج مین ہونی چاہئین وہ حضور کی ذات والا صفات مین خداوند عالم نے جمع کین ہین - معاملہ فہمی اور قانون دانی اور لیاقت علمی آپ پر ختم تھی جو تحمل و بردباری ایک اعلیٰ درجہ کے جج کے لئے درکار ہے وہ آپ مین نہایت خوبی کے ساتھہ موجود ہے حضور کا قدم کبھی احاطۂ انصاف سے باہر نہین گیا حضور نے کبھی

کسی معاملہ کے طی کرنے مین جلدی اور اضطرابی کو دخل نہین دیا اور چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کو بھی بلغیر غور مناسب کے فیصل نہین کیا ہر ایک وکیل و اہل معاملہ کو اپنے معاملہ کے بیان کرنے کا اور اپنے حالات و مطالب کی ظاھر کرنے کا پورا پورا موقع دیا جاتا تھا - باوجود پیش آنے اُن سوانح کے جو ھمارے ملک مین ہر ایک حاکم کو کبھی کبھی پیش آتے ہین اپنے عہد کے کام کو انصاف اور آزادی کے ساتھ انجام دینا حضور کا ہی کام ہے حضور کے اجلاس کے دیکھنے سے ھر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک حاکم اخلاق و تہذیب کے ساتھ ھر ایک موقع پر آداب عدالت کا پورا پورا خیال رکھکر اپنے عہدے کے کام کو عمدہ طور سے کیونکر انجام دے سکتا ہے - آپ بخوبی جانتے تھے کہ سیاست کا زھر کس بیماری مین دینا اچھا ہوگا اور رحمدلی کا شربت کس جگہ استعمال کرنا چاہیئے حضور کی بیدار مغزی نے خواب غفلت کا نام مٹا دیا تھا اور کاہلی اور بے پرواہی کی نیندون سے لوگ جاگ اوٹھے تھے - حضور کے وقت مین ہر ایک کام کی ایسی پوری نگرانی ہوئی کہ ستم اور غلطی کا نام و نشان باقی نہ رھا - گواہون کو گواہی دینے کا اور وکیلون کو گواہی لینے کا طریقہ بہت اچھی طرح سے آگیا جو آب و تاب کہ پیشۂ وکالت کے اعزاز کے چمکنے والے موتی کو حضور کے عہد حکومت مین حاصل ہوئی وہ کبھی پہلے حاصل نہ تھی - پہلے ہم سنا کرتے تھے کہ پیشۂ وکالت کے

سر سبز و شاداب درخت کا ایک نہایت عمدہ پہل آزادی بہی ہے
لیکن اس ضلع کے کسی وکیل نے نہ اوس پہل کی رنگت دیکھی تہی نہ اوس کی
خوشبو سونگہی تہی نہ اوس کا مزہ چکہا تہا اب حضور کے زمانہ ججی مین یہ درخت بہت
اچہی طرح بار آور ہوا اور اوسکے خوشنما پہل کی رنگت و بو و ذائقہ سے ہر ایک
وکیل بہرہ ور ہوا - ہم اسبات کا اقرار کرتے ہین کہ حضور کی صفات بیان
کرنے سے قاصر ہین اور دراصل حضور کی صفات ہمارے بیان کی محتاج نہین
ہین اون کو ہر ایک شخص خود بخود جانتا ہے اور وہ صفات اس سے مستغنی ہین
کہ ہم اون کو بیان کرین یا نکرین - اس سے ظاہر ہے کہ جب ایسا جج اس
عدالت مین سے جدا ہو تو جو لوگ اس عدالت سے تعلق رکہتے ہین اون کو
جس قدر افسوس و قلق ہو وہ بجا ہے -
ایک دن وہ تہا کہ ضلع علیگڈہ والون کو ہماری خوش قسمتی پر رشک تہا
اور آج وہ دن ہے کہ ہم کو اون کی خوش طالعی پر بے انتہا رشک آتا ہے
جیسا کہ اوس ضلع والون کی دعاؤن نے حضور کو ہم سے لیا ہم امید کرتے
ہین کہ پہر کبہی ہماری دعائین بہی اوسی قسم کا اثر پیدا کرین گی - ہمکو بخوبی معلوم ہے
کہ یہ تبدیلی خود حضور کی خواہش کے موافق ہے اور قوم کی ہمدردی کا ایک بیش بہا
جوہر جو حضور کی ذات مین ہے اوس نے حضور کے دل مین یہ خواہش
پیدا کی ہے - یہ ہمدردی ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے بے انتہا

فائدون کا ایک منبع ہے اور ہم خدا سے دعا کرتے ہین کہ حضور کی تمنائین
اور آرزوئین جو درحقیقت ہمارے فائدون کے ساتھہ شامل ہین سب پوری
ہون - اب ہم حضور کو نہایت حسرت و افسوس کے ساتھہ رخصت کرتے
ہین اور حضور سے درخواست کرتے ہین کہ حضور ہم لوگون کو یاد رکھین اور اگر
پھر کبھی کسی وقت حضور کو علیگڈھ کے چھوڑنیکا اتفاق ہو تو اوسوقت حضور
اِس ضلع کو نہ بھول جاوین -

مولوی عبد الرب صاحب کی اسپیچ ختم ہونے پر مولوی محمد
سمیع اللہ خان صاحب اوٹھے اور نہایت پر افسوس لہجہ سے اُردو زبان مین
جلسہ بار سے یہ تقریر فرمائی - اسوقت کل حاضرین جلسہ نہایت متوجہ تھی -

مولوی عبد الرب صاحب و بابو مادہو داس صاحب و تمام میرے
معزز جلسہ بار! آج کا دن میری زندگی کے ایام کا ایک خوشی و فخر کا دن ہے
جس مین ایک معزز جلسۂ بار نے مجھکو ایسی عزت دی ہے جسکے شکریہ کے
واسطے کوئی وسیع الفاظ میرے خیال مین نہین ہین -

مین نے اس ضلع مین کچھہ کم چار برس اپنے عہدے کا کام کیا ہے
اور اس تمام مدت مین مجھہ مین اور آپ مین بینچ و بار کا رشتہ رہا ہے
جس قدر محنت و لیاقت و ادب سے آپ نے میری مدد کی اوس کا مین
دل سے شکر گذار ہون - جون ۱۸۷۶ع مین مین یہان آیا تہا اُسوقت جو

مقدمات باقیہ کی کثرت اور دفتر کی حالت تھی وہ آپ سے مخفی نہیں ہے آپ نے
اوسوقت مجھکو نہایت جاں فشانیکی ساتھہ مدد دی اُسی کا وہ نتیجہ تھا کہ چند ہی مہینون مین
عدالت پاک و دفتر بالکل صاف ہو گیا دیوانی عدالت کے پیچیدہ معاملات
و نازک و مشکل ذمہ داریان ایسی ہین جس مین بار و بینچ کے باہمی خاص
تعلق کی بڑی ضرورت ہے عدالت کی عمدگی کی شہرت و نیکنامی بینچ
و بار کے اتحاد پر موقوف ہے اسوقت مجھکو اسبات کا فخر و خوشی ہے کہ اس
عدالت مین بینچ و بار مین ان چار برسون مین اوس اتحاد کو ترقی ہوتی
رہی ہے -

میری مستحکم یہ رائے ہے کہ بینچ کو بار کی وقعت اور بار کو بینچ کا
ادب لازمی چیز ہے جو بینچ بار کی وقعت نہیں کرتا ہے وہ درحقیقت
اپنی بینچ کی عزت نہیں چاہتا ہے - جو بینچ بار کی عزت نہیں کرتا ہی
وہ درحقیقت انصاف کا دشمن ہے - جو بینچ بار کی حالت کو وقعت کی نگاہ
سے نہین دیکھتا ہے وہ اپنے منصب کے فرائض کے پورا کرنے کا شوقین
نہین ہے بار کی وقعت نکرنا اونکو ادب کے ساتھ مباحثہ مین آزادی ندینا
اونکے دل کو اپنے بیجا غصہ سے پژمردہ کرنا اون کی زبان کو جہان تک وہ اپنے
اظہار مقاصد مین یا اوس کو حرکت دے سکین بند کرنا بار پر ظلم ہے اونکی حق سے
اونکو محروم کرنا ہی نہین نہین بار پر بھی ظلم نہین ہے بلکہ انصاف سے دشمنی ہے

تجربہ کار جج کو عدالت کا تجربہ اور انصاف کا شوق ہے اوسکو بارہا یہ امر پیش
آیا ہے کہ وہ اپنی ابتدائی رائے کی غلطی سے وکلاء کے انتہا مباحثہ پر واقف
ہو جاتا ہے پس ایسی حالت مین کیا وہ عدالت افسوس کے لائق
نہین ہے جو وکلاء کو آزادی نہین دیتی وکلاء کی تقریر کے بغیر سنے
مقدمہ کو فیصلہ کر دیتی ہے یا فیصلہ کرنیکی خواہش کرتی ہے یا اونکی
تقریر کے سننے مین ایسے آثار ظاہر کرتی ہے جس سے وکلاء کے ادائے
فرائض پر اثر پڑتا ہے اے معزز ممبران بار مین بینچ و بار کے رشتہ سے بخوبی واقف
ہون مجھکو دونون حالتون کا تجربہ ہوا ہے اور اونکی ہر حالت کے امتحان کا عمدہ موقع
ملا ہے لہذا جو کچھ مین کہتا ہون وہ معمولی خیال ہونا چاہیے جو کچھہ تعریف آپ نے
میری اور میری عدالت کی اور اوس برتاؤ کی جو میرا وکلاء سے ہے کی ہے مین
اوسکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون مگر اوسی کے ساتھہ آپ مجھکو معاف فرمائینگے
مین اس بات کے کہنے کی اجازت چاہتا ہون کہ جسقدر تعریف آپ نے کی ہے
وہ میرے استحقاق سے بہت زیادہ ہے اور جسقدر وہ واقعی ہی ہے اوس
کا بڑا حصہ آپ کے واسطے ہی ہے -

مین معزز تہ دل سے اقرار کرتا ہون کہ جو کچھہ نیکنامی مجھکو اور عدالت کو حاصل
ہوئی اور جو کچھہ انصاف مین کر سکا اوس کا بڑا ذریعہ آپ کی لیاقت آپ کی محنت آپ
کی قانون دانی آپ کا ادب ہوا ہے -

اب میں آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں اور یہی دعا ہے کہ میں جیسا آپ کو مسرور و سرسبز و کامیاب چھوڑتا ہوں اوس سے زیادہ ہمیشہ دیکھوں و سنوں۔

اس اسپیچ سے کارروائی اس دن کی ختم ہوئی اور مولوی صاحب نے وکلا سے مصافحہ کے بعد اس عدالت کو چھوڑا جہاں بعد تعطیل کے کئی ماہ مانوس چہرے کی افسردگی کے ساتھ یاد آوے گی اور جہاں اون کی غیر حاضری کا نہایت قلق ہوگا۔

مولوی صاحب اوسی روز شام کو علیگڈھ کو روانہ ہوئے اسٹیشن پر اون لوگوں کی بھیڑ تھی جو مولوی صاحب کو رخصت کرنے آئے تھے بلاشبہ ہم کو فخر کرنا چاہیے ایسے افسر کا جس کی جدائی سے اس قدر قلق باشندگان مراد آباد کو ہے۔

جلسہ رخصت مولوی سمیع اللہ خاں

صاحب سب جج ماتحت مرادآباد

۲۳ ستمبر سنہ ۱۸۹۱ء کو کچہری کے صحن میں جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب
بہادر سب جج کی رخصت کا جلسہ منعقد ہوا۔ سات بجے بڑی دھوم دھام سے شروع ہوا
اس جلسہ کے بڑے مہتمم جناب حاجی حرمین الشریفین جناب مولوی سید امداد علی خان
صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ و ڈپٹی کلکٹر درجہ اول مرادآباد تھے حکام ضلع سے
جناب صاحب کلکٹر بہادر و جائنٹ مجسٹریٹ و شاہ صاحب مہتمم خزانہ و دیگر ہندوستانی
رؤسائے و حکام و امرا سے مولوی ایزد بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ شہر و پنڈت رتن لال
صاحب منصف حوالی شہر و صاحبزادہ ممتاز علی خان صاحب خورد قائم مقام نواب سعید
الدین احمد خان صاحب بہادر و نواب شجاع علی خان صاحب و نواب تفضل علی خان صاحب
و چودھری [illegible] سنگھ صاحب رئیس گانٹھ و چودھری شیو راج سنگھ صاحب و
مولوی جعفر علی صاحب ذی اختیار مجسٹریٹ درجہ دوم و مولوی عبد الرب صاحب
ذی اختیار مجسٹریٹ درجہ دوم و مولوی سید محب علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر سابق و
مولوی ابو الحسن صاحب وکیل و بابو مادھو داس صاحب وکیل و بابو نند [illegible]
صاحب و بابو جگناتھ صاحب وکیل و مولوی انوار الحق صاحب وکیل و کنور

جوالا پرشاد رئیس و سید حسن مثنی صاحب رئیس امروہہ و سید بشیر اللہ صاحب رئیس امروہہ و سید محمد صاحب رئیس امروہہ و سید سبط علی صاحب خلف سید نجف علی صاحب مرحوم و منشی محمد مظہر حسن صاحب رئیس مرادآباد و قاضی ابرار احمد صاحب رئیس مرادآباد و [illegible] مظہر حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد و دیگر صاحبان قریب ڈیڑھ سو کے شریک جلسہ تھے ۔

کمیٹی گھر کے جنوبی میدان مین دو خیمے نصب کیے گئے تھے اور فرش و کرسیون وغیرہ ضروری سامان سے آراستہ کیے گئے تھے اور خیمون کے وسط مین ایک مکلف میز بچھائی گئی تھی کرسیون کی ترتیب اس طرح تھی کہ غرب کی طرف ایک صف مین حکام یورپین مع مولوی سمیع اللہ خان صاحب و مولوی امداد علی خان صاحب ڈپٹی کلکٹر تشریف رکھتے تھے باقی تین طرف کی کرسیون پر تمام عمائد ہندوستانی و کلاء و اہل عملہ تشریف فرما تھے اس جلسہ کی کارروائی ٹھیک آٹھ بجے شروع ہوئی تھی ۔

سب صاحب اس جلسہ مین کشادہ پیشانی اور نہایت خوشی سے شریک ہوئے تھے اول جناب ڈپٹی صاحب بہادر نے میز کے قریب ایستادہ ہو کے اسپیچ کی ۔

اسپیچ جناب مولوی سید امداد علی خان صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر

یہ جلسہ اس تقریب سے مقرر ہوا ہے کہ مولوی سمیع اللہ خان صاحب
یہاں سے علی گڈہ جاتے ہین اول جلسہ رخصت مسٹر مول صاحب کی تشریف
بری کا جو چند مہینہ کے واسطے یہان قایم مقام مجسٹریٹ مقرر ہوئے تھے
ہوا تہا دوسرا جلسہ جناب ڈاکٹر دین صاحب کیواسطے مقرر ہوا اس طرح
جلسہ ہونے مین جو صاحب سفر کرنے والے ہین اُن کو اپنے اہتمام سفر مین
تکلیف نہین ہوتی اور جو لوگ کہ اون سے ملنے والے ہین وہ ایک جگہ جمع ہوکر
تمام ملکر رخصت ہوتے ہین یہ طریقہ نہایت پسندیدہ ہے مولوی صاحب
سے میری ملاقات بذریعہ سید احمد خان صاحب اوس وقت ہوئی ہے کہ
.. ہائی کورٹ صدر نظامت اکبر آباد مین تھے اور مولوی صاحب وہان
وکیل صدر نظامت تھے اوسکو بہت عرصہ ہوا اور بہرحال بیس سال سے
زائد ہوئے اوس کے بعد چند مہینہ علی گڈہ مین یک جائی رہی اور چند
سال سے اس ضلع مراد آباد مین یکجائی رہی مجھکو یقین تہا کہ مولوی صاحب

ملاقات کیا کرتے تھے مگر اتفاق وقت سے اب مین مولوی صاحب کو رخصت
کرتا ہون اور چونکہ مولوی صاحب بہت خوشی اور مسرت اپنی تبدیلی کی عہدہ
قبول کرتے ہین ... جانتے ہین بہت خوش ہین تو ایسی حالت مین
جس دوست کی جس بات مین خوشی ہو اور مسرت حاصل ہو تو اوس وقت
مین یہ کہنا کہ ہم رنجیدہ ہین ... لفظ رنجیدگی کو زبان پر لانا نامناسب معلوم
ہوتا ہے اس جلسہ مین کاغذاتی عدالت یا ایڈریس یا ضابطہ کا کوئی معاملہ
درپیش نہین ہے مولوی صاحب کا اخلاص سب صاحبون سے تھا منجملہ
اون کے مین بھی ہون اور ہندوستانیون کا قاعدہ ہے کہ جسوقت کوئی
اقرباؤن مین سے یا کوئی دوست کہیں کا سفر کرتا ہے تو اوس کے ساتھہ
زاد یعنی توشہ کر دیتے ہین توشہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک توشہ دنیوی دوسرا
توشہ اخروی توشہ عاقبت کا آگے بھیجنا ہوتا ہے اور توشہ دنیا کا ساتھہ اور
بغل مین رہتا ہے کہ جہان حاجت ہو وہان اپنی حاجت رفع کرے تنگی وقت
کی وجہہ سے کوئی از قسم دعوت وغیرہ کا سامان نہو سکا مناسب معلوم ہوا
کہ کوئی توشہ ضرور ساتھہ کیا جاوے مولوی سمیع اللہ خان صاحب کو شوق
مدرسہ اور مولوی سید احمد خان صاحب کو بھی یہی شوق حد سے زیادہ ہے
چونکہ مین نے بھی طالب علمی ایک مدرسہ کی کی ہے لہذا مدرسہ کا شوق
مجھکو بھی زیادہ ہے اسی شہر مرادآباد مین صنعت کا مدرسہ کئی سال سے جاری ہے

اور اوس میں ایک سو بیس طالب علموں نے تعلیم کامل پائی ہے اور وہ لوگ دس
دس بیس تیس روپیہ تک کے نوکر ہو گئے اور برطبق استفسار جناب مسٹر بک صاحب
بہادر کے شملہ سے اوپر ظاہر کیا گیا کہ اس مدرسہ کے طالب علموں کی بنائی
ہوئی تہالیاں وغیرہ فلان فلان نمبر کی بہیجی گئی ہین آپ اور ویسے ہی ملاحظہ فرمانے
لگے اور ان طالب علموں مین کے سیکھنے کے سبب اور کامل تعلیم پانے کی
سبب جو غرور کہ کاری گرون کو تہا وہ اب کم ہو گیا اور جس تہالی کی قیمت کہ پہلے
چالیس روپیہ تہی وہ اب بہت عمدہ کام کی پہلے سے بہتر پچیس تیس روپیہ مین آتی
ہے چنانچہ اوسی لکہن لال اسکول کے طالب علم سے تہالی بنوائی گئی اور
اوسکی واسطے کہ اوس مین کیا توشہ رکہہ کر دیا جاوے غور کیا گیا اور
چاہ میری یہ ہوئی چاہ کے کئی معنی ہین چاہ کنوے کو بہی کہتے ہین چاہ
خواہش کو بہی کہتے ہین اور محبت کو بہی کہتے ہین اور یہ رکابی ازروئے قیمت
بے بہا اور بے قیمت ہے یعنی بے بہا اور بے قیمت دو معنی رکہتے ہین یعنی
بے قیمت ایسی خفیف قیمت ہے جس کا بیان نہین ہو سکتا اور اسوجہ سے
کہ اسکول کے طالب علم کی بنائی ہوئی ہے ایسی بے قیمت ہے جسکی
قیمت بیان نہین ہو سکتی یعنی بے بہا ہے بس میری چاہ کا غلبہ ہوا کہ ایسے ظرف
مین جو بے قیمت ہے توشہ دیا جاوے اپنے دوست کو اور چاہ تینون کو بہی کہتی
ہین کہ جس چاہ کے تینون کو تمام اہل یورپ اور تمام عرب اور عجم اور تمام کشمیری بڑی

چاہ سے چاہ کو پیتے ہیں ہندو اور مسلمان ہندوستان کے شاید فیصدی پانچ یا دس استعمال نکرتے ہوں گے تو دس چار کے تہوں کو اس واسطے اس ظرف سے بہا مین دینا تجویز کیا ہے کہ علیگڈہ مین مولوی سمیع اللہ خان صاحب کے دوست بڑی بڑی دعوتین کرین گے تو اس ہماری چاہ کے سبب سے مولوی صاحب کو بھی چاہ ہماری اوس مقام پر رہے گی اور اب بڑی چاہ کے ساتھ ان چار کے تہون کو اس مصرع کے ساتھ مولوی سمیع اللہ خان صاحب کے سامنے پیش کرتا ہون —

برگ سبز است تحفہ درویش

اس کے بعد مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کہڑے ہوئے اور انہون نے یہ گفتگو شروع کی۔

گفتگو مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

مولوی سید امداد علی صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی اور دیگر رؤسا مراد آباد۔

آج جس حیثیت مجموعی و جوش سے آپ میری الوداع کے لئے جمع ہوئے ہین اوس کا مین دل سے شکریہ ادا کرتا ہون آج کا دن میری زندگی کے اون ایام مین سے ہے جس کو مین ہمیشہ یاد رکہونگا۔
مجہ کو صرف اسی بات پر فخر و خوشی نہین ہے کہ میری رخصت کے لئے

روسا ہندوستانی تشریف لاتے ہیں بلکہ جب میں اس جلسہ میں اپنے
بہتر ین دوست حکام ضلع کو بھی جو میرے داہنی طرف (صاحب مجسٹریٹ بہادر
و جنٹ مجسٹریٹ بہادر کی طرف اشارہ کیا) رونق افروز ہیں شریک دیکھتا ہوں
تو میرا فخر اور میری خوشی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے -

اے روسا ضلع مراد آباد مین آپ کے ضلع مراد آباد مین قریب چار
سال کے عدالت دیوانی کا حاکم رہا جو ایک نازک و بڑی ذمہ داری کا کام تہا
اور جس کی پیچیدہ معاملات و مشکلات کی نسبت یہ ضرور تسلیم ہونا چاہیئے کہ اوس
مین دقیقہ سنجی درکار ہے لیکن آج کے اس پُر جوش جلسہ کے دیکہنے سے
مجھکو اس بات کے کہنے سے خوشی ہے کہ مین نے اپنے فرائض منصبی کی
ادا کرنے مین آپ کے ضلع مین اعتبار حاصل کیا ہے مراد آباد کی آب وہوا
بار تہہ ولیسٹ پراونیسس مین عمدہ مشہور ہے میں اس مدت تخمینی چار
سال مین ہمیشہ تندرست رہا اگر میری تبدیلی ضلع علیگڈہ کو نہ ہوتی جہان مجکو
اپنے دلی مقاصد قومی و ملکی ترقی کے اسباب عمدہ دکہائی دیتے ہیں اور
اون کے ذریعہ سے اپنے مقاصد مین کامیابی کی امید ہے تو مجھکو اس
ضلع کے چہوڑنے کا رنج و افسوس ہوتا میں اس نفیس تحفہ کو جو میرے
دوست سید امداد علی خان صاحب نے مجھکو عنایت فرمایا ہے
بطور نشان محبت اور جلسہ کی یادگار کے شکر گزاری کے ساتھ

اپنے پاس رکھون گا۔

اب میں اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہون اور احسان مندی وشکرگذاری کے ساتھہ آپ کو خدا حافظ کہتا ہون۔

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

جلسہ خیر مقدم مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب بہادر

بیسویں نومبر کو شب کے وقت رئیسان ضلع علی گڈہ و بلند شہر نے
جناب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب بہادر کی خیر مقدم کی تقریب سے
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ ہال میں دعوت کا ایک جلسہ کیا انسٹیٹیوٹ ہال جہاں
اور فانوس اور لیمپوں سے جگمگا رہا تھا وسط ہال میں کہانے کی میز سجائی
گئی تھی جس پر ایشیائی اور یورپین دونوں طرح کے کہانے تھے اور رنگا رنگ
قسم کے تکلفات کیئے گئے تھے گلدستوں اور خوبصورت خوبصورت
آرائشوں سے میز کی خوبصورتی اور رونق بہت بڑھ گئی تھی - رؤسا میں سے
راجہ سید باقر علی خان صاحب رئیس پنڈراول و کنور محمد لطف علی خان
صاحب رئیس چھتاری و طالب نگر کنور محمد فیاض علی خان صاحب فرزند
ممتاز الدولہ نواب سر محمد فیض علیخاں صاحب بہادر کے سی ایس آئی
رئیس پہاسو کنور عبد الغفور خانصاحب رئیس دھرمپور محمد عنایت اللہ خانصاحب

رئیس بھیکم پور حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس دتاولی حاجی محمد مصطفی خان صاحب رئیس لوڑہ گانون اور دیگر اکثر عمائد ضلع جلسہ دعوت مین شریک تھے۔

آٹھ بجے شب سے کچھ پیشتر وہ معزز مہمان جن کے خیر مقدم کا یہ جلسہ تھا تشریف لائے جن کا تمام لوگون نے بہت گرمجوشی کے ساتھہ استقبال کیا۔ کچھہ دیر کے بعد سب لوگ کہانے کو بیٹھے اور خوب لطف کے ساتھہ کہانا کہایا گیا۔ جب سب لوگ کہانے سے فارغ ہوئے تب جناب حاجی محمد اسمعیل خان صاحب اپنی کرسی پر سے کہڑے ہوئے اور اونہون نے حسب ذیل گفتگو شروع کی

تقریر حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب

جنٹلمین۔ آپکی اجازت سے اس دلچسپ موقع پر مین چند الفاظ اپنے معزز مہمان مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کی نسبت جن کے خیر مقدم کے واسطے ہم آج کی رات یہان پر جمع ہوئے ہین کہنا چاہتا ہون کیونکہ ایسے سوشیل جلسے غنیمت سمجھنے چاہیین۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ مولوی صاحب اس بات کو پسند ہرگز نہ کرینگے جو کچھہ مین اون کی نسبت کہنا چاہتا ہون کہ نہ اُنکی موجودگی

مین کہا جاوے ۔ لیکن جینٹلمین مین اس موقع کو بغیر اظہار اپنے
خیالات کے ہاتھ سے ہی نہیں دے سکتا اور امید ہے کہ اس حالت
مین مولوی صاحب مجھکو معاف فرماوینگے ۔

کسی قوم کو مال و دولت پر اسوقت تک فخر نہیں ہو سکتا جب تک
کہ وہ اپنے مین کچھ دانشمند اور روشن دماغ اشخاص موجود نہ
رکھتی ہو ۔ ایک قوم کی خوش نصیبی کا سچا پیمانہ اوس قوم کے فہمی
علم و خوش لیاقت لوگون کی تعداد ہی سے ہو سکتا ہے ۔

جنٹلمین آپ اسوقت اپنے خیال مین ایک ایسے جہاز کی تصویر کو
کھینچیں جو نہایت سخت اور تاریک طوفان مین پہنس رہا ہے اور جس کے
مستول اور رسیان ٹوٹ چکی ہیں اور جس کے ہوشیار ناخدا اور ملاح
سب مر چکے ہین ۔ ایسا جہاز ڈوبیگا اور اُسکے راکب سب غرقاب
ہونگے لیکن اگر انہین راکبون مین ایسے ہی چند مسافر ہوں جو فن جہاز رانی
مین کامل علم رکھتے ہین تو اس جہاز اور مسافرون کی کیسی یہ خوش نصیبی ہے جس سے
اوس جہاز کے بچ جانے کی امید ہو سکتی ہے ۔ مسلمانون کی عزت کا جہاز
حقیقۃً ایسا ہی ہے بلکہ اس سے زیادہ نازک اور خراب حالت مین ہے اگر ہم
جہاز کے راکبون مین یہ چند شخص (جن مین سے ایک یہ معزز میرے دوست
مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بھی ہیں) اس جہاز رانی کے فن سے
واقف نہ ہوتے تو مین تو یہ بالضرور کہہ دیتا کہ یہ جہاز یقینی ضرور تباہ
ہو جاوے گا ۔

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب - آپ اپنی خاندانی شرافت
کے لحاظ سے واجب التعظیم ہیں اور اپنے علمی مذاق کی وجہ سے اور بھی زیادہ ہمارے
افتخار کا باعث ہیں آپکو ابتدا سے علم حاصل کرنے کا دلی شوق تھا آپ
نے عربی علوم اور انگریزی حاصل کیے جس کا حاصل کرنا خاص کر مسلمانوں
کو ضرور ہے - آپ کی قانونی لیاقت اور اوس کی تکمیل خوب روشن
ہے آپ کی انگلستان کی سیر و سیاحت نے جو اوس روشن
ضمیری کے لیے ضروری ہے جس کے کل مسلمان بہت محتاج ہیں
آپ کے خیالات کو وسعت بخشی اور آپ کی ہمدردی کو بہت زیادہ
پھیلا دیا ہے -

علیگڈہ کی خوش قسمتی ہے جو خدا نے آپکو ہمارے حصہ میں دے دیا ہے
اول آپ اسی ضلع میں منصف رہے اوس کے بعد آپ نے
ہای کورٹ میں وکالت کی جس اعلیٰ لیاقت اور سچی نام آوری
کے ساتھ آپ نے ہای کورٹ میں کام کیا اسکی بہت کم نظیر مل
سکتی ہے - پھر آپ علیگڈہ میں سب جج ہوئے اور تشریف لائے اگرچہ
اوس کے بعد ایک مرتبہ الہ آباد اور ایک دفعہ مراد آباد میں آپ کا تقرر
ہوا اور اس وجہ سے آپ سے اور ہم لوگوں سے افسوسناک مفارقت
ہوی لیکن یہ مفارقت جسمی تھی آپ کی اعلیٰ لیاقت - طرز حکومت - نہایت خوش
اخلاقی کے جذبات نے معرفت ہمارے دلوں کو آپ کی طرف کھینچا اسی
وجہ سے ہم لوگ دور دور ضلعوں میں اپنے کاموں کو چھوڑ کر صرف آپ سے ملنے کی

غرض سے حاضر ہوا کرتے تھے - لیکن بخت نے ہمارے پھر یاوری کی اور آج کا یہ باہمی میل جول کا جلسہ بے انتہا خوشی کا باعث ہے -

میں اس ضلع کے رئیسوں میں سے ایک شخص ہوں جو بتا سکتے ہیں کہ آپ کی تشریف آوری سے ناخوش ہیں - جنٹلمین میں نہیں جانتا کہ اس اتہام کا مصنف کون ہے شاید اوس نے علی گڈھ کا نام ہونے سے لے دیا ہوگا کیونکہ یہاں تو آپ کے آنے سے ہمارے گروہ کے دلوں میں سوائے اصلی اور سچی خوشی کے اور کوئی جذبہ نہیں ہے -

جنٹلمین - میرے نزدیک سب سے زیادہ مشکل کام حکومت کا ہے ہم ہندوستان کے بے علم لوگ یہ نہیں جانتے کہ حکومت کا فرض کیا ہے ہم انصاف کو پسند نہیں کرتے ہیں ہم رعایت کو پسند کرتے ہیں ہمارے معاملہ میں جو انصاف کرے ہم اوس سے ناراض ہوتے ہیں یہ کیسے افسوس کی بات ہے -

میں اس جلسۂ خوشی میں یہ وحشتناک ذکر زیادہ کرنا نہیں چاہتا ہے ہم لوگوں کو جسقدر علم کی ضرورت ہے ویسی دوسری چیز کی نہیں ہے پس ہماری خوشی اوسوقت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے جب ہم اپنے دوست مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب کو تعلیم کا ایک گرم جوش

معاون پاتے ہین - مدرسۃ العلوم کو صرف روپیہ کی ہی ضرورت نہیں ہے
بلکہ ایسے آدمیون کی بہی بہت ضرورت ہے جو اس تجویز کے فوائد کی
قدر کرتے ہیں اور مدرسۃ العلوم کی بہبودی کی غرض سے عملی کارروائی
کی محنت بہی اپنے ذمہ لیتے ہین مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب مین یہ
تمام صفات مجتمع ہیں اور وہ اس گاڑی میں اپنا کندھا لگانے
کے لئے تیار ہیں پس ایسے ایک شخص کے یہان موجود ہونے سے
بلاشبہ ہم کو خوشی ہے -

بانیان مدرسۃ العلوم نے مسلمان طالب علمون کو مذہبی
تعلیم کا دینا تجویز کیا ہے جو اون کی روحانی تربیت کے لیے ضروری
امر ہے اوسکی نگرانی اور امتحان کے واسطے میرے معزز دوست
مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب سے بہتر اور متقی اور پرہیزگار شخص
ملنا دشوار ہے - مولوی صاحب کا اتقا اور زہد سب پر روشن ہے
اون کے سامان سفر میں وضو کا لوٹا اور جا نماز ضرور موجود رہتی ہے (نعرہ
ہائے خوشی) اور میں کہتا ہوں کہ کوئی سچا مسلمان بغیر ان چیزوں
کے نہ رہنا چاہئے (نعرہ ہائے خوشی) -

جناب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب - ہم علیگڈہ کے ضلع
کے رئیسون کو جسقدر آپ کے علیگڈہ تشریف لانے سے خوشی

ہوئی ہے ہم اوسکو بیان نہین کر سکتے خداوند تعالے سے ہماری دعا ہے
کہ اب آپ ہمیشہ علیگڈھ مین مع الخیر والعافیت تشریف رکھین اور
مدرسۃ العلوم مسلمانان آپ کی گرم جوش کوششون کی وجہ سے اور بھی
زیادہ روشن نتیجہ حاصل کرے اور آپ کی بیدار مغزی سے زیادہ کامیاب
اور سرسبز ہو اور جس طرح آج ہم آپ کے خیر مقدم کے واسطے جمع ہوئے
ہیں اسی طرح آپ کے اظہار شکر گذاری کے واسطے اکثر جمع ہوتے رہین
(نعرہ ہائے خوشی) -

حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب کے بعد حاجی محمد مصطفےٰ خاں
صاحب اپنی کرسی پر سے کھڑے ہوئے اور اونھون نے حسب ذیل تقریر
بیان کرنی شروع کی -

جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب - ابھی جو اسپیچ میرے
معزز دوست اور میرے عزیز حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب نے آپ کے
سامنے کی ہے وہ اپنے مطالب اور اوس لیاقت کے لحاظ سے
جو اوس کے بیان میں برتی گئی ہے اسقدر کافی ہے کہ کوئی بات میرے
بیان کرنے کے لئے باقی نہین ہے لیکن جو جوش آپ کی خوبیوں میں
ہے اور آپ کی محبت مین ہے اور میرے دل میں بس رہا ہے وہ مجھہ کو ان چند
کلمات کے بیان کرنے پر مجبور کر رہا ہے - مولوی صاحب آپ کے
تشریف لانے سے ہم بہت خوش ہوئے اور جو خوشی ہم لوگون کو ہوئی ہے اسکا
بیان امکان سے خارج ہے جہان تک مجھکو معلوم ہے اور جہان تک

مجھہ سے اور اور ھندو مسلمان رؤسا اس ضلع سے آپ کی تشریف آوری کے متعلق گفتگو ہوئی ہے وہان تک بین کافی بھروسہ کے ساتھہ یہ بات کہتا ہون کہ تمام رؤسا ضلع کیا ہندو اور کیا مسلمان سب آپ کی تشریف آوری سے نہایت خوش ہین -

آپ نے اپنی طرز حکومت ہی سے ہم لوگون کے دلون کو مسخر نہین کیا بلکہ آپ ہماری تعلیم کے بھی بہت بڑے مؤید ہین آپ ہی کی ذات سے یہا مدرسۃ العلوم کی بنا ہوئی ہے اور اب بھی آپ کی ہی توجہہ سے اوس سے ہمین بہت کچھہ ترقی کی امید ہے اور ہماری یہ دعا ہے کہ ہمیشہ آپ اسی ضلع مین ایسی ہی دلی خوشی اور باہمی مسرت کے ساتھہ تشریف رکھین - (نعرہ ہاے خوشی)

ان اسپیچون کے ختم ہونے کے بعد مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب اپنی کرسی پر سے کھڑے ہوئے اور حسب ذیل جواب دیا -

تقریر مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

حاجی محمد اسمعیل خان صاحب و حاجی محمد مصطفے خان صاحب اور دیگر معزز رئیسان ضلع علیگڈہ و بلند شہر -

آج جس دلی محبت اور دوستانہ طریقہ سے آپنے میری مدارات فرمائی اور جو عنایت آمیز کلمات میری نسبت ارشاد فرمائے اور عمدہ خیالات آپ کی گفتگو مین میری نسبت ظاہر ہوئے ہین اون کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون

جس وقت ۱۸۸۸ء مین مین علیگڈھ سے مرادآباد کو تبدیل ہوا تھا اوس
وقت جو رخصت کا جلسہ میرے ہندو مسلمان دوستون کا اسی
انسٹیٹیوٹ ہال مین منعقد ہوا تھا اوس کو مین نے اوس چار برس
کے عرصہ مین جبکہ مین مرادآباد مین تھا ہمیشہ شکرگذاری کے ساتھہ
یاد رکہا ہے اوس جلسہ مین صدہا آدمی جمع تھے ـ جس وقت مین اون سے
آخری مصافحہ کرتا تھا اوس وقت جو آثار حزن و ملال کے اُن کی
صورتون سے نمایان تھے اوس سے میرے دل پر بہت بڑا اثر ہوا
تہا ـ وہ وقت جس کا مین اس وقت ذکر کرتا ہون یعنی جب کہ مین
اس ضلع کو چھوڑتا تہا اوس وقت جس دلی کیفیت کا اثر لوگون کے
چہرون سے ظاہر تہا اوس سے میرا دل صاف تسلیم کرتا تہا کہ یہہ
اون کی سچی محبت کا اثر ہے اور اوس سے میرے دل کو ایک کافی اور
پورا اطمینان اس بات کا حاصل ہوتا تہا کہ اپنے اوس ذمہ داری اور اعتبار
کے عہدے کے فرائض کو جس کی مجہہ کو عزت حاصل ہوئی تھی
ایمانداری کے ساتھہ ادا کرنے مین مین اون لوگون کی رضامندی
حاصل کرنے مین کامیاب ہوا ہون ـ

اے صاحبو آپ کی اوس سچی محبت اور رضامندی کا صرف اُسی وقت
خاتمہ نہین ہوگیا بلکہ اوس چار برس مین جس مین مین مرادآباد مین تہا

آپ نے اپنی اوس محبت سے کے خیال کو اور بھی روزانہ ترقی دی
جیسا کہ میرے دوست حاجی محمد اسمعیل خان صاحب نے ابھی
بیان فرمایا ہے اُن دوستوں نے باھر ضلع مین مجھہ سے ایسی
دوستانہ برتاؤ کیئے جس سے اون کی اوس سچی محبت نے
جو پہلے سے ہی میرے دل مین متیقن تھی بھروسے کے ساتھہ مجھکو
اُس کا کافی یقین دلایا۔
اے صاحبو۔ آپ لوگون کی محبت اور خواھشون نے ہمیشہ
میرے دل کو علیگڈھ کے ضلع کی طرف کھینچا اور اسی آپ
کی کوشش اور سچی محبت نے آج یہ اثر پیدا کیا ہے کہ پھر
اُسی ضلع میں اِس وقت مین آپ کے ساتھہ اور آپ
میرے ساتھہ کس محبت سے ایک جگہ جمع ہیں۔
آپ نے میری نسبت اِس بات کا ذکر کیا اور اوس
میں اپنے تیئں بھی شامل کیا ہے کہ آپ کی نسبت اور میری
نسبت ضلع مین لوگون نے کچھہ بُرے خیال ظاھر کیے
لیکن وہ اِس قسم کی بیہودہ بات تھی جس کا اثر کسی کے
دل پر نہیں تھا نہ میرے دل پر نہ آپ کے نہ کسی اور کے۔
مین نے بعض اخباروں مین اون مضمونوں کو پڑھا ہے لیکن

ایک منٹ ایک آن کے واسطے ہی کبھی میرے دل مین اس بات کا یقین نہین ہوا کہ ضلع کے رئیسون مین سے کوئی شخص بھی ایسا ہے جو میرے اس ضلع مین آنے سے مسرور نہ ہوگا - اگر کبھی میرے گمان مین بھی شاید ایسا ہوتا جیسا کہ مشہور کیا گیا تہا تو مین اس بات کی قدرت رکھتا تہا کہ اس ضلع مین ہرگز نہ آتا اور نہ اوس ضلع کو چھوڑتا جس نے میری مفارقت بغیر اوس گہرے افسوس کے برداشت نہین کی جس کا حال آپ نے متعدد اخبارون مین پڑھا ہوگا -

آپ کا یہ خاص شہر علیگڈھ جس کے نام سے ضلع علیگڈھ مشہور ہے کوئی بڑا شہر نہین ہے اس شہر مین کوئی قدرتی یا مصنوعی فضا یا قدیم آثار ایسے نہین ہین جو اس شہر کو نامور کرتے لیکن اسوقت آپ کا یہ شہر ایسا نامور ہے جیسا کہ اس ملک مین کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ شہر نامور ہو سکتا ہے کوئی شہر کوئی قصبہ کوئی حصہ ملک کا ایسا نہین ہے جہان کے لوگ اب اس شہر کے نام سے واقف نہون جس چیز نے آج علیگڈھ کو ایسا نامی کر دیا وہ کوئی اور چیز نہین ہے بجز یہان کے رؤسا کے فیض طبایع اور اون کے شایستہ خیالات کے

سین ٹی فک سوسائیٹی جس کا یہ خوشنما اور وسیع اور
مرتفع ہال ہے جس مین ہم اور آپ جمع ہین - یہ ایسی سوسائیٹی
ہے کہ سب سے پہلے آزادی کا پہلا سبق شایستہ طور سے
اس ملک میں اسی سوسائیٹی نے لوگوں کو پڑھایا تھا -
یہ سوسائیٹی ایسی مشہور ہوگئی جس کے بلڈنگ کا نقشہ دنیا کے
ایک ایسے نامور موقع پر ہے جہان نہایت نامی گرامی عمارتون کے
نقشے رکھے گئے ہین یعنی لنڈن کے برٹش میوزیم مین - یہ کیا
چیز ہے ؟ اور کس نے قایم کیا ہے اوس کو ؟ یہ اسی ضلع
کے رئیسون کی روشن دماغی کا نمونہ ہے اور جو کچھ ناموری ہوگئی
ہے وہ اسی ضلع کے رئیسون کی وجہ سے ہوئی ہے
جن کی فیاض طبیعتین جن کی ملکی اور قومی ہمدردیان آج اس
حصۂ ملک مین بے نظیر ہین -
سین ٹیفک سوسیٹی جس کا مین نے ذکر کیا اوس
بڑے کام کے سامنے اب کوئی چیز نہین ہے جس سے
توقع ہے کہ وہ اب ہماری مردہ قوم مین اثر نوجان ڈالیگا یہ
آپ کا مدرستہ العلوم مسلمانان ہے - مین اس بات کی بحث
کرنی نہین چاہتا اور نہ یہ موقع ہے کہ مین مدرستہ العلوم کے

فوائد بیان کرنے مین وقت کو صرف کرون اوس کے نتایج
سے اکثر لوگ اور آپ خوب واقف ہوگئے ہین اس وقت
مدرستہ العلوم کا ذکر کرنے سے مجھکو صرف اس امر کا اظہار
مقصود ہے کہ یہ پودا ابھی آپ ہی کی عالی ہمتی اور فیاضی کے بھروسے
پر اس ضلع مین لگایا گیا ہے - اگرچہ اس مدرسہ کی امداد
نہایت دور و دراز ملکون کے مسلمانون نے اور نامی اور مشہور
رئیسون اور نوابون نے کی ہے جس کا نتیجہ ہے کہ آج ایسے اعلے
درجہ تک مدرسہ نے ترقی کی ہے لیکن جب یہہ سوال ہو کہ اسکی
بنیاد کا پتھر کہان کے رئیسون کی عالی ہمتی کی بدولت رکھا گیا تو کوئی شخص
اس کے سوا اور کچھہ نہین کہہ سکتا کہ اس ضلع و بلند شہر کی دو
رئیسون کنور محمد لطف علی خان صاحب اور راجہ سید باقر علی خان صاحب
کی عالی ہمتی سے - اسے صاحبو مین نے ایک واقعی لفظ کہا ہے
کہ ضلع علیگڈہ و بلند شہر کے رئیسون کے بھروسہ پر یہہ
مدرسہ یہان قایم کیا گیا ہے جو اس ضلع کی زمین کے بہت
بڑے حصہ کے زمیندار ہین اور اون سے امید کی جاتی ہے کہ
مدرستہ العلوم کی بھی وہی لوگ زمینداری کرینگے اور یہ ایک ایسا
امر ہے جس کا پاس دلحاظ اس ضلع کے رئیسون کو ہمیشہ

رهنا چاہیئے -

میرے دوست حاجی محمد اسمعیل خان صاحب اور حاجی محمد مصطفی خان صاحب نے مدرستہ العلوم کے متعلق بیان ذکر کیا ہے بلا شبہ مجھکو مدرستہ العلوم سے دلی تعلق ہے -
مدرستہ العلوم کی تعلق سی ہمیشہ مجھکو خوشی و فخر رہا ہے لیکن میرے دوست مجھکو یہ کہنے سے معاف کرین گے کہ مدرستہ العلوم کے بانی کے لفظ کے سُننے سے مجھکو نہایت شرم معلوم ہوتی ہے یہ نام میرے واسطے درحقیقت کسی طرح زیبا نہین ہے ایسا خطاب اور جو عزتیں اس خطاب کے متعلق ہین وہ سب آنریبل مولوی سید احمد خان صاحب بہادر کے واسطے ہین مین اُنکو نہ قبول کرونگا مگر واقعات اصلی سے انکار بھی نہین ہوسکتا کہ کھولنے والا اس مدرسہ کا مین ہی تھا لیکن سب جانتے ہین کہ ایک چیز جو شروع کی جاوے اگر وہ قایم نہ رہے یا نہ رہ سکتی ہو تو اُسکے بانی کو بانی کہنا اُسکے لیے بجز شرم کے اور کوئی بات نہین ہوسکتی - میرے مدرسہ کھولنے کے بعد اگر سید احمد خان بہادر کی ذات نہوتی تو اوس کا قایم رہنا امکان سے خارج تھا اور جو نتایج اور جو ترقیاں آج آپ اس مین دیکھ رہے ہین اون مین سے کبھی کوئی ایک چیز بھی ہرگز

نہ دکھلائی دیتی۔

جیسا کہ میرے دوست حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب نے ابھی بیان کیا ہے مین اس ضلع کی عدالت مین ایک جج تھا جس کے ہاتھہ مین بہت سے مختلف مزاج اہل معاملات کی کثیر التعداد مالیت کے مقدمات کا انفصال ہوتا ہے اون مقدمات کے انفصال مین مدد دینے کے واسطے بینچ مین اور اہل معاملات مین ایک جماعت متوسط ہوتی ہے جس کو بار کہتے ہین پس ایک ایسے جج کو اس حالت مین جب کہ ایسی مختلف قوتین اپنا اپنا کام کر رہی ہون یہہ امید کہ اس سے اس کا تمام ضلع اور تمام متخاصمین اور تمام بار کے لوگ جن مین سے ہر ایک اپنی میٹھی مرضی کے مطابق مقدمات کا فیصلہ چاہتا ہو راضی رہینگے نہایت بے عقلی کا خیال ہے۔ تمام لوگون کو جن کے اغراض باہم اسقدر متضاد ہین خوش کرنے کی امید کرنا انسان کی قوت سے باہر ہے اور بے لگاؤ انصاف کے اصول سے تجاوز کر کر اس قسم کی کوشش کا عمل مین لانا جس سے وہ خیالی رضامندی حاصل ہو سکے نہایت قابل اعتراض ہے مین نے ان شیخ چلی کے سے خیالات کو اصلی بنا مین کبھی کوشش نہین کی

ہین نے اپنے اصول کو نہایت مستحکم رکہا ہین نے ہمیشہ اپنی
عدالت مین جج کے عہدہ کی وقعت کو قایم رکہا ہین ہمنے کبھی
اس بات کی پروا نہین کی کہ عدالت مین ایسی باتین یا طریقے
اختیار کرون جس سے لوگون کی رضامندی اپنی سوشیل
حالت کی نسبت حاصل کر سکون - ہر شخص کے واسطے
جو کوئی خدمت اور منصب رکہتا ہے دو حالتین ہین ایک لوازم
منصب کے لحاظ سے اور دوسری اوسکی ذات اور شخص کے لحاظ
سے ان دونون حالتون کا فرق اسقدر صاف اور روشن ہے اور اس
فرق کا قایم رہنا اس قدر ضروری ہے کہ ہر شخص اوس کو جانتا ہے
برخلاف اس کے جو لوگ اپنی عدالت کو اپنا گھر اور اپنے گھر کو اپنی
عدالت بناتے ہین وہ درحقیقت جج نہین ہین وہ خود اپنی دونون حالتون
کے فرق سے ناواقف ہین اور اگر میری رائے مین غلطی نہو تو ایسے لوگ
فی الحقیقت انصاف کے شایق نہین ہین عدالت ہمیشہ اس واسطے
ہے کہ جہان جج کو سمجھنا چاہیئے کہ وہ صرف ایک جج ہے وہ اوس
وقت اپنا تعلق صرف اوس معاملہ سے رکہے جو اوس کے سامنے
پیش ہے وہ ہر فریق کو بطور الف اور ب کے خیال کرے وہ
اپنے اون دوستون کی دوستی کو جن کے معاملات پیش ہین

جبتک عدالت مین ہے ہے بہول جاوے اور معاملات کے انفصال مین
اوسکو دخل نہ دینے دے اور جو کچہہ اوسکی عالت کا تعلق اُن
لوگون سے سوشیل ہے اوسکا دہیان دل میں نہ آنے دے
ہان اوسکا گہر ہمیشہ اشرافلوگون کی دوستانہ ملاقاتون اور
سوشیل برتاؤ کے واسطے کُہلا ہوا ہے۔

بار جسکو زمرہ وکلا کہنا چاہئیے یہہ ایک نہایت معزز فرقہ ہے
اگر کوئی شخص بار کی وقعت اور اون کے آزادانہ حقوق کی رعایت
کر سکتا ہے اور اوسکو معززانہ طریقہ پر اون کی لیاقت کے اظہار
کا موقع تہذیب کے ساتہہ دے سکتا ہے تو شاید مجہہ سے زیادہ
نہین کر سکتا لیکن اسی کے ساتہہ مین نہایت افسوس کی
ساتہہ کہتا ہون کہ بار کا باہمی حسد کبہی ایسی نوبت کو پہونچ جاتا
ہے جیسے کہ ایک مرض کسی مین مزمن ہو یا ایک خبیث مادہ جو کسی
جسم مین سرایت کر گیا ہو ایسے خبیث مادہ کی سرایت سے جب
کوئی زخم پڑ جاتا ہے تو اُس کا علاج نہایت دشوار ہو جاتا ہے
ایک طرف سے وہ زخم بند ہوتا ہے اور پہر دوسری طرف سے
پہوٹ نکلتا ہی یہان تک کہ آخر کار وہ بیماری جسم کی ہلاکت کا
باعث ہو جاتی ہے۔ خاص علیگڈہ میں اس مہلک بیماری کا

اثر بہت دنون سے چلا آتا ہے علیگڈھ کا بارہ اس آفت مین
بارہا مبتلا ہوا ہے اور اس کا مین نہایت افسوس کرتا ہون
اور اگر میرے وقت مین کوئی اصلاح اسکی ہو سکی تو کوئی
خوشی اس سے زیادہ مجھکو نہ ہو گی -

اب مین اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہون - اور مکرر
آپ کی اس مدارات کی احسان مندی کے اظہار کے
ساتھہ یہ دعا کرتا ہون کہ اب جب تک خدا کی تقدیر ہے مین اور
آپ ایسی ہی باہمی خوشی کے ساتھہ بسر کرین (بہت زور
سے نعرہ ہائے خوشی) -

یہان پر اسپیچ ختم ہوئی اثنا اسپیچ مین لوگون نے
متواتر خوشی کے نعرے بلند کیے اور جلسہ ہر ایک حیثیت
مجموعی کے لحاظ سے گیارہ بجے کے قریب بہت کامیابی کے ساتھہ
ختم ہوا -

منقول از انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۹ ڈسمبر ۱۸۸۲ء - صفحہ ۱۳۴۴

روانگی سیّد احمد خان بہادر

مین علی گڈہ سے بارھوین ڈسمبر روز سہ شنبہ کو میل ٹرین مین روانہ کلکتہ ہونگا اور چودھوین ڈسمبر روز پنجشنبہ کو کلکتہ پہونچون گا میری غیر حاضری کے زمانہ مین جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر مدرسۃ العلوم کا کام بطور سکریٹری کالج فنڈ کمیٹی انجام دینگے - میرا پتہ کلکتہ مین یہ ہوگا -

نمبر ۱ وکٹوریا تریس کلکتہ -

۸ ڈسمبر ۱۸۸۲ء } راقم سید احمد

منقول از علیگڈھ انسٹیٹوٹ گزٹ مورخہ ۱۹ اگست ۱۸۸۶ء صفحہ ۹۰۶

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر
سب جج علیگڈھ

ہم نے سنا ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سب جج علیگڈھ کی خدمتین چند روز کے لیئے گورنمنٹ آف انڈیا کے فارن ڈپارٹمنٹ کے سپرد ہوگئی ہین وہ کسی پولیٹکل خدمت پر مصر جاوینگے اور ریٹ آنربل ارل نارتھ بروک کے اسٹاف مین کام کرینگے اور غالباً بمبئی سے ۲ ستمبر کے بعد مین روانہ مصر ہو جاوین گے ۔ ہمکو اس معزز کام پر اُن کے مقرر ہونے کی نہایت خوشی ہے مگر مدرسۃ العلوم کا جو کام وہ کرتے تھے اُسکے انجام کی ہمکو پڑی ہے ہم تو مدرسۃ العلوم ہی کے کام سب سے مقدم سمجھتے ہین مگر اُمید ہے کہ وہ دو تین مہینے مین پھر اپنے اصلی کام پر چلے آوینگے اور بدستور مدرسۃ العلوم کی معزز خدمتون کا پھر چارج لے لینگے ۔

منقول از علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۹۴ء صفحہ ۹۴۱

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے بغرض روانگی مصر اکیسوین اگست سے اپنے کام کا چارج دیدیا آج تین بجے کے وقت انسٹیٹیوٹ ہال مین بہت سے رئیس ہندو و مسلمان و وکلا و عملۂ عدالت اور نیز پروفیسران مدرسۃ العلوم اُن کو اس معزز کام پر مقرر ہونے کی مبارکباد دینے اور خدا حافظ کہنے کو جمع ہوئے - مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کو اس مجمع مین تشریف لانیکی غرض سے چند صاحب بطور استقبال کے گئے جب وہ تشریف لائے تو سب لوگون نے اُنکو مبارکباد دی اور اُن کے اخلاق اور خوبیون کی جنکو وہ اُس زمانہ سے جانتے ہین جبکہ وہ خاص علیگڈھ مین منصف تھے تعریف و توصیف کی اور اپنی خواہش ظاہر کی کہ خدائے تعالےٰ آپکو بخیر و عافیت وہان پہونچادے اور وہان سے کامیابی کے ساتھ بخیر و عافیت پھر یہان لاوے -

مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب نے نہایت خوبی و اخلاق سے اُسکا

جواب دیا اور اُن سب صاحبون کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔

آج ہی رات کو جناب مولوی محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر کی جانب سے مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر کو ایک الوداعی ڈنر دیا جاوےگا اور ڈنر کے بعد ایوننگ پارٹی ہوگی اور ستائیسوین تاریخ پانچ بجے کی گاڑی مین مولوی صاحب مع الخیر روانہ بمبئی ہونگے ۔
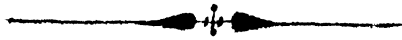
منقول از علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۸۳ء صفحہ ۹۳۲

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر

شملہ کے ٹیلگرام سے معلوم ہوا کہ علی گڈھ کے سب جج مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر جو ایک مشہور و معروف ذی علم و ذی ہوش و ذی رتبہ خیر خواہ خلق شخص ہین اس منصب پر مقرر ہوئے ہین کہ لارڈ نارتھ بروک گیا تھا ملک مصر کے انتظام کے لئے جاوین - اس تقرر کے محرک سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر ہین اور ہم لوگون کی دانست مین بھی یہ انتخاب بہت ہی خوب ہوا ہے خدا مبارک کرے اور ملک و ملت کو اُن کی ذات سے فائدہ بخشے ؁ آردو گائیڈ -

منقول از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۸۴ء

مولوی سمیع اللہ خان بہادر

جیسا کہ ہمنے اپنے پچھلے اخبار مین لکھا تھا کہ چھبیسویں اگست کی شام کو جناب مولوی محمد کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر بہادر کی جانب سے مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر کو انسٹیٹیوٹ گزٹ ہال مین الوداعی ڈنر دیا گیا ڈنر نہایت شان و شوکت کا تھا انسٹیٹیوٹ ہال جھاڑ و فانوس دیوارگیری سے نہایت عمدہ طرح پر آراستہ کیا گیا تھا اُسکا شرقی برانڈہ اور بغلی کمرے بھی نہایت خوبی سے سجائے گئے تھے میز بھی بہت خوبصورتی سے آراستہ تھی ڈنر کے بعد ڈپٹی صاحب نے اپنے دوست مولوی سمیع اللہ خان بہادر کی سلامتی کا ٹوسٹ پرپوز کیا اور اسکے پرپوز کرنے کے وقت نہایت عمدہ دلی جوش و محبت سے گفتگو کی اُسکے بعد ہمارے مخدوم منشی سید اکبر حسین صاحب نے مختصر مگر دلچسپ گفتگو کی اپنی گفتگو کے خاتمہ کو اپنی تصنیف کیے ہوئے چند اشعار آبدار سے ایسی رونق دی کہ سب دلفقین اُسکے آگے مستدہم ہو گیئں وہ اشعار یہ ہین ۔

جمع ہین آپ مین صفات انکو | آپ کے سب ہین دل سے شیدائی
عالم و عاقل و متین و غیور | رونق بزم کار فرمائی
ہے بجا شبد آپ پر زیبا | بزم عزت مین مسند آرائی
ہم گورنمنٹ کے ہین شکرگذار | کہ یہ خدمت سپرد فرمائی
ہے نہ صرف آپکے لئے اعزاز | قوم کی سب ہے یہ عزت افزائی
پائی شہرت جو اس خبر نے تمام | ہر طرف سے یہی صدا آئی

یہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی ؛

سید احمد خان نے کہا کہ مین بھی چند لفظ کہنے چاہتا ہون کہ جو مبارک بادی سب دوستون نے میرے عزیز مجھ سے عمر مین چھوٹے مگر قدر و منزلت و علم مین بڑے بھائی کو دی مین بھی اُس مین شریک ہون اور جو دعاء خیر و عافیت اور سفر کی سلامتی کی دی گئی اُس مین بھی مین سب کے ساتھ دل سے آمین کہتا ہون - مگر میرے خیال مین جو عزت مولوی سمیع اللہ خان کو اُن خدمتوں کی انجام دینے سے ہی جو وہ مدرسۃ العلوم کی اور بورڈ ون کی کرتے ہین وہ اس عزت سے بہت زیادہ ہے جو اُن کو اس تقرری سے حاصل ہوئی ہے - اسکے بعد نہایت دلی محبت اور جوش سے اور عربی اشعار کے انشاد کے ساتھ رخصت کیا گیا -

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب نے بہت عمدہ گفتگو سے اُسکا جواب دیا اور دوستون کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور یہ اُمید ظاہر کی کہ جسقدر کام مدرسۃ العلوم کا اُنکے متعلق تھا اُس سب کو جناب مولوی محمد کریم صاحب اُس لئے بھی زیادہ خوبی اور دلی توجہ سے انجام دینگے۔

اسکے بعد مولوی محمد سمیع اللہ خان نے اپنے دوست میزبان مولوی محمد کریم صاحب کی سلامتی کا ٹوسٹ پرپوز کیا اور تمام حاضرین نے نہایت خوشی اور دلی محبت سے عربی اشعار کے انشاد کے ساتھ نوش کیا۔

دوسرا ٹوسٹ مولوی سمیع اللہ خان نے اپنے تمام حاضرین دوستون کا جن مین ہندو صاحب بھی جو ایوننگ پارٹی مین مدعو ہوئے تھے اور قریب ختم ڈنر کے جلسہ مین شریک ہوگئے تھے شامل تھے پرپوز کیا اور خود بھی نوش فرمایا۔

بابو طارام صاحب نے تمام حاضرین کی طرف سے اس ٹوسٹ کے پرپوز کرنیکا شکریہ ادا کیا گیارہ بجے تک تمام احباب آپس مین ہنسی خوشی کی باتین کرتے رہے اور پھر مجلس ختم ہوئی۔

ستائیسوین تاریخ کو پانچ بجے کی ٹرین مین مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب مع الخیر روانہ بمبئی ہوئے اسٹیشن پر بھی رخصت کرنیکو بہت کثرت سے ہندو و مسلمان اور چند یورپین احباب جمع تھے مسٹر بلک صاحب

کلکٹر و مجسٹریٹ بھی اسٹیشن پر گڈ بائی کرنے کو تشریف لائے تھے
تمام لوگ اُن کی اسباب سے بہت خوش ہوئے اور آپس میں
صاحب ممدوح کی شکر گذاری سے بہت تعریف کی۔
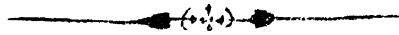
منقول از علیگڈہ انسٹیٹوٹ گزٹ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۸۴ء صفحہ ۹۷۸

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر

کوہ نور لاہور نے اپنے اخبار مطبوعہ ۴ ستمبر ۱۸۸۴ء مین ایک آرٹیکل جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر کی نسبت لکھا ہے ہمکو کسی کی راے مین دخل دینے کا منصب نہین ہے مگر یہ امر جو اُس آرٹیکل مین لکھا ہے کہ " اکثر مسلمان خیال کرتے ہین کہ مولوی سید احمد خان صاحب تجویز ہوے ہونگے اُنہون نے قومی خدمت کی وجہ سے انکار کیا ہوگا اور انکو بطور بدل کے تجویز کر دیا " یہ امر محض غلط ہے مولوی سمیع اللہ خان صاحب کو جو گورنمنٹ آف انڈیا اور ریٹ آنریبل ارل نارتھ بروک نے جو بذاتہٖ اُن سے واقف تھے منتخب کیا ہے اور کچھ شبہ نہین کہ بہ نسبت سید احمد خان کے وہ اس کام کے لئے زیادہ لایق تھے بلکہ ہندوستان سے کوئی انتخاب اس سے بہتر نہین ہو سکتا تھا۔

منقول از علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۰۵۱

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر

ہم ذیل مین اُس فقرہ کو نقل کرتے ہیں جو بائیسویں اگست ۱۸۸۴ء
کے اخبار ٹائمز مین مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر کی نسبت چھپا ہے
" لارڈ نارتھ بروک کا اسٹاف - ایک کارسپانڈنٹ لکھتا ہے -
کہ " مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سب جج علیگڈہ جنکو گورنمنٹ ہند نے
مصر مین لارڈ نارتھ بروک کے اسٹاف مین کام کرنے کے واسطے منتخب
کیا ہے - مولوی محمد عزیز اللہ خان مرحوم کے بیٹے ہین جنہون نے ۱۸۱۸ء
مین ممالک محفوظہ کی رزیڈنٹی کے اسٹاف مین اور کچھ عرصہ تک پولیٹکل ایجنٹ
دربار ناہن سا کام کیا تہا - چونکہ مولوی صاحب ممدوح متمول حالت
میں تھے اس کے بعد بہت جلد کنارہ کش ہوگئے اور دہلی میں اپنے مکان
میں انتقال کیا جہان کہ انکا مغز خاندان آباد ہو گیا تھا - مولوی محمد سمیع اللہ خان نے
جو ایک بڑے مشرقی عالم اور فاضل مسلمان مولوی ہین قانونی پیشہ
اختیار کیا اور صدر دیوانی عدالت آگرہ اور اس کے بعد عدالت ہائیکورٹ

الہ آباد بار کے ممتاز ممبرون مین سے سنہ ۱۸۷۲ء مین مولوی صاحب ممدوح نے اُس عہدہ کو قبول کیا جسپر وہ اس وقت مامور ہین اور جو سب سے بڑا عہدہ ہے جو اُن ہندوستانیون کو دیا جاتا ہے جنہون نے انگلستان مین تحصیل علم نہ کی ہو۔

گورنمنٹ نے انکو مختلف موقعون پر ممالک مغربی و شمالی کے مختلف اضلاع مین کام کی اصلاح کے واسطے بھیجا تھا اور اُنکے حکام بالادست نی ہمیشہ اُن کا ذکر عزت سے کے ساتھ کیا ہے۔ گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب نے اس بات پر اپنا افسوس ظاہر کیا تہا کہ گورنمنٹ موصوف اسوجہ سے کہ مولوی صاحب ممدوح زبان انگریزی سے بخوبی واقف نہ تھے اُنکی ترقی عدالت ہائی کورٹ کی ججی پر نہین کر سکتی تھی وہ اپنے ہموطنون کی حالت معاشرت کے ایک نہایت سرگرم مصلح ہیں اور یہ اُنہی کی بیش بہا مدد کا نتیجہ ہے کہ اُن کے دوست اور رشتہ دار سید احمد خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ نے علیگڈھ مین محمڈن اینگلو اورینٹل کالج قایم کیا ہے جو اب ہندوستان مین اس قسم کے مدرسون مین سب سے زیادہ سربرآوردہ نیشنل انسٹیٹیوشن ہے سنہ ۱۸۶۹ء مین اُنہون نے یورپ کا سفر کیا اور انگلستان کی سیر کی اور ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلز اور صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان اور اُس زمانہ کے اور معزز ممتاز شخصون کی خدمت

مین پیش کئے گئے یورپ سے واپس آنے کے بعد وہ
اپنے ہم عصر ہموطنون مین یورپین خیالات اور مغربی تہذیب کے
جاری کرنے مین مصروف رہے ہین ۔

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۵ رنومبر ۱۸۸۴ع صفحہ ۱۲۶۳

سب جج علیگڈھ

بخدمت صاحب اڈیٹر بمبئی گزٹ ۔

صاحب من ۔ مولوی سمیع اللہ خانصاحب سب جج علی گڈھ کو گورنمنٹ ہند نے مصر میں لارڈ نارتھ برک کے پاس کار خاص پر تعین فرمایا تھا ۔ چونکہ مولوی صاحب ممدوح نے اب اپنا کام ختم کر لیا ہے اور ہندوستان کو واپس آ گئے ہیں اس لئے یہ امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اُن خدمات کے صلہ میں جو مولوی صاحب ممدوح نے ایک غیر ملک میں انجام دی ہیں اُنکو کوئی مناسب خطاب عطا فرما دے گی ۔

(راقم حق پسند)

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۳۰۸

خلاصہ صفحہ ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹

علی گڈھ ریلوی اسٹیشن پر سرخ بانات کا فرش تھا اور اسٹیشن مین سرخ و سبز جھنڈیان آویزان تھیں اور مناسب مناسب مقام پر پھولون کے گملے لگائے گئے تھے اسٹیشن کی آراستگی ریل کے افسرون کی طرف سے تھی اور خوشنمائی سے آراستہ کیا گیا تھا۔

اٹھارھوین نومبر ۱۸۸۴ء کو بارہ بجے چالیس منٹ پر ہز اکسلنسی (لارڈ ڈفرن) رونق افروز ہوئے۔ علیگڈھ کے خاص سول افسرون نے استقبال کیا۔ مدرستہ العلوم کی جانب سے کنور محمد لطف علی خان پریسیڈنٹ اور راجہ سید باقر علی خان وایس پریسیڈنٹ کالج فنڈ کمیٹی۔ مولوی محمد کریم صاحب پریسیڈنٹ اور مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب لیف آنریری سکرٹری مینجنگ کمیٹی اور سید احمد خان سکرٹری کالج فنڈ و مینجنگ کمیٹی نے حضور ممدوح کا استقبال کیا۔

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۹ نومبر ۱۸۸۴ء

خلاصہ صفحہ ۱۳۱۲

ہزاکسلنسی (لارڈ رپن) کالج سے سید احمد خان کے گھر تشریف لے گئے
اور لنچن نوش فرمایا ہزاکسلنسی کی میز پر علاوہ ہزاکسلنسی کے اسٹاف
اور حکام یورپین کے آنریبل جسٹس محمود - مولوی محمد سمیع اللہ خان -
حاجی محمد مصطفیٰ خان - مولوی خواجہ محمد یوسف - محمد اکرام اللہ خان -
نواب اسحٰق خان اور سید احمد خان شریک تھے -

(منقول از علیگڈھ انسٹیٹوٹ گزٹ مورخۂ ۲۹ نومبر ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۳۳۰)

خلاصہ انتخاب از اسپیچ لارڈ رپن

اگر مین اُن تمام سرداروں کی اور رئیسون کی فہرست کو بیان کرون جنہون نے اس بڑے کام مین اُن سے کم مدد دی ہے تو اس مین بڑا عرصہ لگے گا مگر مین آپ کے معاونون کی فہرست مین اپنے بعض نہایت معزز ہموطنون کے نام کے دیکھنے پر اپنی بڑی مسرت ظاہر کرنے سے باز نہین رہ سکتا ہون یعنی لارڈ نارتھ بروک - لارڈ لٹن - سر ولیم میور اور سر جان اسٹریچی - اے صاحبو مجھکو معلوم ہوا ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان نے اس انسٹیٹیوشن کو بہت سے طریقون مین مدد دی ہے (صدائے تحسین و آفرین) اور مجھکو نہایت خوشی ہے کہ مجھکو اپنی طرف سے اُن کا شکریہ ادا کرنے کا یہ موقع حاصل ہوا اور مجھکو شبہہ نہین ہے کہ مین اُن تمام شخصون کی طرف سے جو اس موقع موجود ہین اُن بیش بہا خدمتون کا شکریہ ادا کر سکتا ہون جو اُنہون نے اس کالج کے حق مین کی ہین - (صدائے تحسین و آفرین باواز بلند) اے صاحبو - آپ سب اس بات سے واقف ہین کہ جس وقت لارڈ

نارتھ بروک حال مین مصر کو بھیجے گئے تھے تو صاحب ممدوح نے یہ استدعا
کی تھی کہ اس ملک سے کوئی شریف مسلمان اُنکے اسٹاف مین مدد
کے واسطے بھیجا جاوے چنانچہ مولوی صاحب ممدوح اس مقصد کے
واسطے منتخب کیے گئے اور مجھکو بخوبی یقین ہے کہ جو فرائض اُنھین تفویض کئے
گئے تھے اُن کو اُنھون نے لیاقت کے ساتھہ پورا کیا (صدائے تحسین و
آفرین) مگر مین نے اس معاملہ کی جانب آپکی توجہ صرف اُن کا شکریہ ادا
کرنے کی غرض سے مایل نہین کی ہے بلکہ مین آپ سے اس امر پر لحاظ
کرنے کی استدعا کرتا ہون کہ یہ ایک ثبوت اس بات کا ہے کہ گورنمنٹ
انگریزی ہندوستان کے باشندون کو اُنکے خاص ملک سے باہر بھی جبکہ
کوئی مناسب موقع ہو متعین کرنے پر آمادہ ہے (صدائے تحسین و آفرین
باآواز بلند) اور مین یہ بھی اُمید کرتا ہون کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ لارڈ نارتھبروک
نے جو اس قسم کی مدد حاصل کرنیکی خواہش کی تھی وہ اُس اعتماد کی ایک نشانی
ہے جو تمہارا پچھلا گورنر جنرل اس ملک کے ہندوستانی جنٹلمینون پر رکھتا
تھا۔ (صدائے تحسین و آفرین)

منقول از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۳ جنوری ۱۸۸۵ء

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

ہم کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کو بصلہ اون کی خدمات مصر کے حضور ملکہ و معظمہ ایمپرس آف انڈیا نے خطاب۔

C. M. G.

عطا فرمایا ہے۔ ہمارے علم مین یہ ایک ایسا خطاب ہے جو آج تک کسی ہندوستانی کو نہین ملا امید ہے کہ جلد اس خطاب کا فرمان اور اوس کا تمغہ جس کو وہ اپنے زیب بدن فرماوین گے حسب ضابطہ اون کے پاس آجاوے گا ہم اس اعزاز پر جو اون کو حاصل ہوا دل سے اون کو مبارکباد دیتے ہین۔

منقول از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۸۵ع

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

سی - ایم - جی

ہم کو اورلینڈ میل اخبار لندن سے ظاہر ہوا ہے کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کا نام وخطاب لندن گزٹ مین چھپ گیا - جو خطاب وتمغہ اون کو ملا ہے اوس کے اشارہ کے تین حروف ہین "سی - ایم - جی" جو اون کے نام کیسا تہہ لکھے جاوین گے جو فقرہ اورلینڈ میل مین افیشیل کالم مین اون کی نسبت چھپا ہے ہم اوس کو بجنسہ اس مقام پر نقل کرتے ہین

ترجمہ اسکا یہ ہی

کوئین نے مولوی محمد سمیع اللہ خان جج ممالک مغربی وشمالی

ہندوستان کو بعوض اُن خدمات کے جو اونھون نے ارل ناتھ بروک کے ساتھ مصر مین انجام دین تھرڈ کلاس کا ممبر یا کمپینین آف دی آرڈر آف سینٹ میکل و سینٹ جارج کا مقرر کیا۔
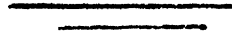
منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۸۵ صفحہ ۳۱

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر

سی - ایم - جی

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر سی - ایم - جی سب آرڈینیٹ جج علیگڈھ بجائے بریلی کے سول جج آنریبل سید محمود کی جگہ مقرر کیے جاوین گے جو مسٹر ٹرل کے کام پر واپس آنے کے بعد رخصت فرلو پر تشریف لے جاوین گے مگر یہہ تقرر آخر اپریل تک نفاذ پذیر نہ ہوگا - یہہ بات یاد ہوگی کہ مولوی صاحب ممدوح سال گذشتہ مین کار خاص مین مصر کو بہیجے گئے تہے اور لارڈ نارتہہ بروک کی ضروری فنانشل مشن مین صاحب ممدوح کو کامل مدد دی تھی - -

پایونیر

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۱ اپریل [illegible] صفحہ [illegible]

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

سی۔ ایم۔ جی

انڈین یونین نامی ایک بنگالی اخبار مین جو الہ باد سے نکلتا ہے مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کے تقرر بعہدہ جج راے بریلی کی نسبت ایک آرٹیکل چھپا ہے۔ اخبار کی راے ہے کہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اس تقرر مین بڑی غلطی کی ہے اون کو چاہیے تھا کہ سر غوب سورج سمجھکر ایسے کام کیا کرین اور اول اس بیباک اخبار کے اڈیٹر سے راے لیا کرین یا کہ یہہ اتنی بات تو جو ہمارے اڈیٹر صاحب نے جتائی ہے سر بمہر

پوری طرح سے انگریزی نہین جانتا اوس کو اس عہدے کا کام انجام دینے مین دقّت ہوگی جناب ممدوح کو بھی سوجھ گئی ہوگی - مگر میرے نزدیک اس سے بہی زیادہ اور قابل لحاظ امر تھے کہ جنہون نے ایسے عقیل مدبر کی راے پر اپنا اثر ڈالا ہے - خیر کچھ ہی سبب ہون اب مین اوس اخبار کی دلیلین جو کہ محض اوس اخبار کی ہی ہین اون پہ بحث کرتا ہون وہ کہتا ہے کہ "ہم اس خبر سے خوش نہین ہوئے اور ہمارے ناظرین تعجب کرین کہ ہم کو ایک ہندوستانی کے اعلی عہدے پر ممتاز ہونے سے کیون نہین خوشی ہوئی" اس بات پر اخبار مذکور کے صرف اون ناظرین کو تعجب ہوگا جنکی خیال مین الفاظ انڈین یونین کے معنی یہہ ہون کہ اوس کے اڈیٹر کے خیالات عام ہمدردی سے پُر ہین - اون اغراض کے سمجھنے کے واسطے جنہون نے اڈیٹر صاحب کو ایسی راے دینے پر مجبور کیا ہے کچھ ضرور نہین ہے کہ مولوی صاحب کی لیاقتون پر بحث کی جاوے - اڈیٹر صاحب کی ناراضی کا اصلی سبب یہہ نہین ہے کہ مولوی صاحب کے انگریزی کم جاننے سے کسی مقدمہ والے کا کچھہ نقصان ہوگا جس کو اڈیٹر صاحب لوجہ اپنی حد سے بڑہی ہوئی ہمدردی کے گوارا نہین کر سکتے ہین کیونکہ اور وہ

کی عدالت کی کارروائی اردو مین ہوتی ہے جس کو مولوی
صاحب کہین بہتر جانتے ہین اون بنگالی وکیلوں کی نسبت
جن کو اڈیٹر صاحب زیادہ مستحق جانتے ہین - بلکہ یہہ سبب ہے
کہ مولوی صاحب مسلمان ہین کیونکہ باوجود مولوی لیاقت
انگریزی کے پہلا جو شخص اس عہدے پر ممتاز ہوا تھا
اوس وقت بھی گورنمنٹ پر اسی قسم کے اخباروں نے اسی
قسم کے اعتراضات کیے تھے - زمانہ حال کا مہذب طریقہ
حکومت یہہ ہے کہ لوگون پر اون کی خواہشون کے بموجب حکمرانی
کی جاوے مگر ہندوستان مین اس طریقہ پر چلنے مین بہت
سی دقتین ہین نہ صرف یہہ کہ لوگوں کی جدا جدا خواہشین ہیں بلکہ یہہ کہ
مطبع جو لوگوں کی خواہشوں کے معلوم کرنے کا ذریعہ ہے اوس
سے ایک بہت چھوٹے گروہ کی خواہشین معلوم ہوتی ہین اور
یہ بالکل برعکس ہے اوس گروہ کی خواہشون کے جو تعداد اور
طاقت مین بہت زیادہ ہے مگر اپنی خواہشوں کے ظاہر کرنیکا
کوئی ذریعہ نہین رکھتا - مطبع صرف تعلیم یافتہ لوگون اور
خصوصاً کلکتہ والوں کی خواہشین ظاہر کرتا ہے - کلکتہ مین ان
صوبوں کی نسبت بہت برس پہلے سے انگریزی تعلیم کا

جو بڑا سبب ہے یہ ہے کہ کلکتہ والوں کو اس لحاظ سے بہت فائدہ حاصل
ہے جو ان صوبے والوں کو نہیں اور بھی ایسے بہت سے سبب
ہیں جن کے باعث وہاں والوں کو آسانی ہوئی - انگریزی تہذیب
سے پہلے وہاں کوئی اور تہذیب نہ تھی جو اس نئی تہذیب کا مقابلہ
کرتی مگر ان صوبوں میں انگریزی شائستگی سے پہلے ایک اور
شائستگی تھی اس کا ایک نمونہ تاج محل ہے کیا کوئی
چیز دنیا میں اوس کا مقابلہ کر سکتی ہے اور کیا کسی قوم
کا لباس خوبصورتی اور شان میں شمال کے نوابوں اور
راجاؤں کے ڈھیلے ڈھالے لباس سے مقابلہ کر سکتا ہے
ان لوگوں میں خاص قسم کی تعلیم کا رواج تھا اور اون کے خاص
قسم کے خیالات تھے جن پر کہ وہ جمے رہے چنانچہ ممالک مغربی
کی اسی اعلیٰ درجہ کی شرقی شائستگی انگریزی تعلیم کے واسطے ایک
بڑی سد راہ ہوئی اب یہ روک ٹوٹتی جاتی ہے اور ہم کو
امید ہے کہ ہماری تعلیم کی تخم مغربی صوبوں کے مردانہ لوگوں کی طبیعتوں
میں اچھے پہل پیدا کریں گے مگر جیسا کہ میں اوپر بیان
کر چکا ہوں فی الحال یہاں انگریزی تعلیم بہت ترقی پر نہیں ہے
اور اسی لئے انڈین یونین کے اس اعتراض سے کہ مولوی

محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر پوری طرح سے انگریزی نہیں
جانتے ہیں در پردہ یہ غرض ہے کہ ایسے بڑے بڑے عہدے
کلکتہ والوں کو ملا کریں مگر یہہ بات نہ تو انصاف کی ہے اور نہ کسی
مصلحت پر مبنی ہے اور انصاف یہہ ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ اپنے ملازموں
کے ساتھہ کچھہ سلوک بھی کرے تو کوئی اوس کو برا نہیں
کہتا اور اگر تم مدد کا اندازہ ان سپاہیونکی تعداد سے جو ہماری حمایت
مین مرے ہیں کرو گے تو بھی یہہ صوبے بنگال سے کچھہ کم نہ ہونگے
مگر ھندوستانیوں کو اعلی درجہ پر مقرر کرنے سے اصلی غرض رعایا کی
دلجوئی ہے - اب انگریزی نہ جاننے سے مولوی محمد سمیع اللہ خاں
صاحب کو کتنی ہی دقتیں کیون نہ پیش آوین عام لوگ تو جن کو ان
باتوں سے کچھہ بھی تعلق ہے اس امر سے بہت ہی خوش ہوئے
ہیں - ممالک مغربی میں زیادہ تو لوگ انگریزی نہ جاننے والے اور
بالکل پرانے فیشن کے ہیں - اور بلکہ وہ انگریزی جاننے والوں سے
نفرت کرتے ہین - جب گورنمنٹ کسی انگریزی فیشن کے ہندوستانی
کو اعلے رتبہ دیتی ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کا ایسا
کرنا اپنے فائدہ کے واسطے ہے ہمارے فائدے کے واسطے
نہیں - جب وہ دیکھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے ہم جیسے آدمی کو مقرر کیا ہے

تو سمجھتے ہین کہ گورنمنٹ نے ہم سے ہمدردی کی یہ سمجھنا
بڑی غلطی ہے کہ ہر ایک ہندوستانی کے عہدے
پانے سے لوگ خوش ہوتے ہیں ہندوستان میں مثلاً
بلکہ ہزاروں تفرقے ہیں انگریزوں اور ہندوستانیوں کا
آپس کا فرق جس کا بنگال پر بہت اثر دکھ رہا ہے
اور جس سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ حاصل نہین
ہوتا یہاں اسقدر نہیں پایا جاتا ہے ان اضلاع میں انگریزون
اور ہندوستانیون کے درمیان زیادہ دوستی ہے بہ نسبت اس کی
کہ ہندوستانیون کے بعض فرقون میں آپس میں ہو اور بڑے
بڑے رئیس اور مولوی اپنے میں اور نئے تعلیم یافتہ لوگون
مین اسقدر فرق پاتے ہیں کہ اون کو اس نئی قسم کے
لوگون کی ترقی سے کچھ بھی خوشی نہین ہوتی ہے۔ وہ صرف
اوسوقت خوش ہوتے ہیں جب ہم کسی ایسے لائق آدمی کو
جو اون کا ہمرنگ ہو مقرر کردیں یہ سچ ہے کہ نئے تعلیم یافتہ
لوگ بہت اعلی درجہ کے معلوم ہوتے ہیں اور بیشک اس لحاظ
سے کہ وہ نئی ترقی کے نمونہ ہیں اعلی درجہ کے ہیں مگر اپنے قسم کے
لوگون سے وہ طاقت میں زیادہ نہین ہین۔

اگر کوئی بڑی ہل چل ہوئی تو یہہ نئی قسم کے لوگ
مقابلہ میں ھرگز نہ ٹھیر سکینگی اور اگر خدانخواستہ روس کا حملہ
ہووے گا تو صرف پُرانی ہی قسم کے لوگون سے گورنمنٹ
کو مدد کی امید ہووے گی۔ مثلاً جاٹوں کی بہادر قوم سی
جو تعداد میں تہوڑی ہے اور جس میں بہت کم لوگ انگریزی جاننی
والے ہیں اور زیادہ مدد مل سکتی ہے بہ نسبت اوس کے کہ
بنگال کے کل بابوؤں سے کلکتہ کے رہنے والے کسی طرح
سے یہاں والوں کی خواہشون کا اظہار نہیں کرسکتے ہیں یہان
والونکی خصلت ہی جدا ہے۔ مسلمان جاٹ راجپوت ایک دوسرے
کی باتون کو سمجھہ سکتے ہین۔ اکبر اعظم نے راجپوتون کو اوس عزت
کے قابل سمجھا کہ اون کے خاندانوں میں رشتے کرلیئے اور اون سی
جو اولاد ہوئی اوسکو وارث سلطنت قرار دیا راجپوت راجاؤں
نے بھی اس بہادر شاھنشاہ کیواسطے اپنی ذات کے تعصبوں کو
چھوڑ دیا۔ دو ایک روز کا ذکر ہے کہ ادہ کا ایک معمولی بہشتی میری
سامنے گیت گا رہا تھا۔ مجھکو ایک گیت پر جو بہت پُر اثر تھا اور جسمین
واجد علی شاہ کے نکالے جانے کا ذکر تہا اور اون کے ہاتھیوں
اور گھوڑوں سے جدا ہونے کا بھی ذکر تہا اور کلکتہ کا جانا بہت تعجب ہوا

ہندو اور مسلمان دونوں قوموں کے عام آدمیوں کو اپنے پرانے
راجاؤں اور نوابوں اور قدیم خاندانوں سے بڑی محبت ہے اس
لحاظ سے بھی مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب جیسے عالی خاندان
آدمی کی تقرر سے لوگوں کو زیادہ خوشی ہوئی ہے بہ نسبت اس کی کہ
کسی کلکتہ والے کے تقرر سے ہوئی جس کے خاندان کا اون کو پتہ تک
نہین معلوم ہے پس میں کہہ سکتا ہوں کہ پولیٹیکل مصلحتوں کے
لحاظ سی یہہ تقرر بہت ہی عقلمندی پر مبنی ہے اور اگر ذاتی لیاقتوں کو پوچھیے
ہو تو بھی مولوی صاحب اون لوگوں سے جن کو اڈیٹر صاحب زیادہ مستحق
بتلاتے ہین کہیں بڑہے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے بہت سی
ثبوت اپنی لیاقت کے دیئے ہیں انہوں نے اپنے پچھلے عہدہ
کی حالت میں انصاف میں نام پایا ہے۔ اونہوں نے مصر میں بڑی
خدمت کی ہے وہ اپنی بلا غرض قومی خدمت کے واسطے مشہور ہین
اور سب سے بڑی بات یہہ ہے کہ اپنی حکومت کے زمانہ مین
انھوں نی ثابت کر دکھایا کہ لوگ اُن کا بہت کہا مانتے ہیں اور ادب
کرتے ہین اس موقع پر بے اختیار جی چاہتا ہے کہ سول سروس
میں ہندوستانیوں کو اجازت ہونے کے بارہ مین کچھ کہوں یہہ
مسئلہ ایسا مشکل ہے کہ فی الفور اوسکی بابت کوئی بات پورے

یقین سے کے ساتھہ نہیں کہہ سکتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ عمر
بڑھانے کے بارہ میں اس قدر شور و غل کرنا محض غلطی ہے۔ اور
امتحان انگریزوں سے سویلین بنانے کا شاید بہتر طریقہ ہو۔
کیونکہ یہ مسئلہ خاص قسم کا ہے اور بہت ضرور ہے کہ وہ لوگ
چھوٹی عمر میں کام کریں اور انتظامی لیاقت کی آزمائش سے پہلے اپنے
گھروں کو چھوڑیں۔ وہ ضرورتاً بدون آزمائش کے منتخب کئے جاتی
ہیں مگر یہہ طریقہ حکومت ولایت میں نہیں اختیار کیا جاتا ہے وہاں پر
وہی لوگ حکومت کرتے ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی طرح سے اپنی قابلیت
لوگوں کے دلوں پر نقش کر دی ہے اور جنہوں نے اپنے آپ کو
اوس عہدے کے لائق ثابت کیا ہے۔ پس اسی طرح
ہندوستانیوں کو بھی جو صرف اپنے ملک میں حکومت کرینگے
آزمائش سے منتخب کرنا ضروری نہیں ہے۔ ایسا طریقہ کیوں نہ
اختیار کیا جائے جس سے اعلیٰ عہدے اونہیں لوگوں کو ملیں
جنہوں نے اپنی قابلیت ثابت کر دی ہے جیسا کہ مولوی محمد
سمیع اللہ خاں صاحب کے بارہ میں ہوا ہے اور یہہ بات صرف اتفاق
پر کیوں چھوڑ دی جاتی ہے کہ جوان آدمی جو رستہ پڑنے کی قابلیت رکھتا ہو
شاید حکومت کرنے کی قابلیت پیدا کرے۔ انگلینڈ میں دونوں

قسم کی قابلیتیں (امتحان پاس کرنے اور انتظام کی قوت) ساتھہ ساتھہ ہوتی ہیں مگر ہندوستان میں اکثر علیحدہ علیحدہ ملتی ہین جس میں کہ انتظامی مادّہ ہوتا ہے وہ اکثر تعلیم کی وجہ سے اور بعض اوقات طبعاً امتحان کی آزمایش کے بالکل ناقابل ہوتے ہیں - ایک اور دقت اس موجودہ طریقۂ امتحان میں یہہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے یا تو بہت ہی کم یا بہت ہی زیادہ ہندوستانی سول سروس میں داخل ہو جاتے ہیں اور کسی طرح سے وہ مناسب تعداد جو ہم چاہتے ہیں نہیں ملتی ہے اور نہ اس بات کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی سولین مناسب نسبت سے ہندوستان کی ہر ایک قوم میں سے ہوں بلکہ یہہ بہت اغلب ہے کہ جو شخص اس قسم کا قومی فخر پورا کرلے کے واسطے مقرر کیا جاوے اوس صوبہ مین جہان کہ وہ مقرر ہوا ہے اتنا ہی اجنبی ہو جتنا کہ وہ انگریز جس کی جگہہ یہہ مقرر ہوا ہے اور شاید انگریز کی نسبت اوس پر بہی لوگوں کو کچھہ کم اعتراض نہ ہون - ہم نہیں چاہتے ہیں کہ اس مجرب طریقۂ امتحان کے ذریعہ سے لفٹنٹ گورنر اور دیسرائے کے عہدے دینے کے اختیارات اس قدر محدود کر دیے جائیں میری ان رایون کو ہندوستانی پریس غالباً پسند نہیں کرے گا کیونکہ وہ اُن لوگوں کے ہاتھہ مین ہے جن کا طریقۂ امتحان سے ذاتی فائدہ

مگر یہ ایک عجیب بات ہے کہ وہی اقرارات جن سے گورنمنٹ کی آزادی ثابت ہوتی ہے کہ قومیت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا - مگر شخص جواب نے آپ کو لائق ثابت کرے گا اس کو پورا موقع ترقی کا ملے گا - انگریزی تعلیم کے کہیں کم اور کہیں زیادہ پہلنے سے ایک خاص گروہ کے فائدہ کا اچھا طریقہ بنگیا ہے -

تھیوڈور بک

منقول از علی گڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۵ء

صفحہ ۴۴۲

مولوی محمد سمیع اللہ خان

بہادر

سی - ایم - جی

اٹھارہ وین ماہ حال کو مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر سی ایم جی سب آرڈینیٹ جج علیگڈھ نے اپنے عہدہ کا چارج راے ایشری پرشاد بہادر کو حوالہ کیا - دوسرے دن علیگڈھ بار کے ہندو و مسلمان ممبرون نے متفق ہو کر ایک الوداعی ڈنر مولوی صاحب ممدوح کو دیا اس ڈنر مین تندرستی کے ٹوسٹ پیئے گئے اور بار کے ممتاز ممبرون نے اسپیچین کین جن کا جواب مولوی صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا -

اکیسوین ماہ حال روز سہ شنبہ کو بوقت شب ضلع علیگڈھ اور بلند شہر کے رئیسون نے مولوی سمیع اللہ خانصاحب بہادر سی - ایم - جی کو جو اودہ مین ڈسٹرکٹ جج مقرر کیے گئے ہین ایک الوداعی ڈنر دیا - یہہ ڈنر انسٹیٹیوٹ ہال مین ہوا تھا اور کل قریب تیس جنٹلمین یورپین اور ہندوستانی ڈنر کے واسطے بیٹھے تھے حضور ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی سلامتی کے ٹوسٹ نوش کیے جانے کے بعد حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب نے جو جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے - مولوی صاحب ممدوح کی تندرستی کے ٹوسٹ کی تحریک کی اور مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب نے اوس کی تائید کی - مولوی صاحب ممدوح نے اوس کا ایک مختصر اسپیچ مین جواب دیا - اسپیچون مین اس غرض سے اختصار کیا گیا کہ لوگ رقص و سرود کے اوس جلسہ مین شریک ہوسکین جو اوسی شب کو ریلوے انسٹیٹیوٹ مین ہوا تھا - مولوی صاحب ممدوح چہارشنبہ کی شام کو میل ٹرین مین سوار ہوئے اور جانب لکھنؤ رخصت فرما ہوئے اور اسٹیشن پر ایک بڑا مجمع لوگون کا اونکے رخصت ہونے کیواسطے موجود تہا -

منقول از علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۸۵ء

صفحہ ۴۵۶

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر

سی۔ ایم۔ جی

شنبہ گذشتہ کی صبح کو لکھنؤ مین جناب نواب لفٹنٹ گورنر و چیف کمشنر بہادر نے مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کو جو حال مین سول جج رائے بریلی کے مقرر کئے گئے ہین کمپینین طبقہ سینٹ مایکل و سینٹ جارج کا تمغہ عطا فرمایا جو بعوض اون خدمات کے مولوی صاحب ممدوح کو دیا گیا ہے جو مصر مین

یہ بات کبھی اتفاق نہ ہوا تھا ہر روز اون سے ظہور مین آئی نہین - دونون جوڈیشل کمشنر اور صاحب کمشنر اور عام خاص انگریزی اور ہندوستانی سرکاری عہدے دار جو لکھنو مین رہتے ہین معہ چند وکلا اور تعلقہ دار کے اس جلسہ مین شریک تھے - مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر نے ایک مختصر اور نہایت فصیح اسپیچ مین حضار کا شکریہ ادا کیا -

اوسی روز شام کو بارہ دری واقع قیصر باغ مین اودھ کمیشن کے ہندوستانی عہدے دارون اور وکیلون اور ہندو اور مسلمان رئیسون نے مولوی صاحب ممدوح کی دعوت کی جسمین یورپین اور ہندوستانی دونون بلائے گئے تھے شاہزادہ مرزا سلیمان قدر بہادر جو اودھ کے بادشاہ سابق کے بھائی ہین اس جلسہ مین صدر انجمن تھے - نواب مرزا مہدی علی خان بہادر - نواب فغفور مرزا بہادر - نواب باقر علی خان بہادر اور دیگر ہندوستانی رئیس ڈنر مین شریک تھے اور کل پچاس آدمی ڈنر کے واسطے بیٹھے تھے جن مین سے گیارہ یورپین عہدے دار تھے -

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر پریزیڈنٹ کے ایک

طرف اور ڈاکٹر دیو تھاٹ جوڈیشل کمشنر دوسری طرف اور مسٹر
ٹیرسی اسٹرا جوڈیشل کمشنر اور مسٹر کوئین کمشنر لکھنو صاحب
پریذیڈنٹ کے مقابلہ مین بیٹھے ہوئے تھے بارہ ہ دری نہایت
خوبصورتی کے ساتھہ آراستہ اور نہایت عمدگی کے ساتھہ روشن
کی گئی تھی ڈنر کے خاتمہ پر ہندو صاحبان بھی شریک ہو گئے تھے
صاحب پریزیڈنٹ نے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی سلامتی کے ٹوسٹ
کی تحریک فرمائی اور وہ نہایت گرم جوشی کے ساتھہ نوش کیا گیا۔ اس
کے بعد منشی صفدر حسین صاحب تعلقدار وسب جج صدر دوئی نے
ایک دلچسپ اسپیچ مین مہمان کی تندرستی کے ٹوسٹ کی تحریک کی
اور مولوی سید فریدالدین احمد خان بہادر سب جج کانپور نے ایک
لمبی اسپیچ مین اوس کی تائید کی - دونون گفتگو کرنے والون نے
خاص کر مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کی لیاقتون کا اور اوس
عہدے کے واسطے جسپر اون کی ترقی کی گئی اون کی قابلیت کا ذکر کیا
اور گورنمنٹ کا شکریہ اس لحاظ سے ادا کیا کہ اوس نے ایک عمدہ
انتخاب کر کے مولوی صاحب موصوف کو اس عہدے پر مقرر فرمایا
انہون نے اس بات پر بھی اپنی خوشی ظاہر کی کہ ایک سب
آرڈنیٹ عہدے دار کی ترقی عہدہ ڈسٹرکٹ جج پر کی گئی

جو ایک ثبوت اس امر کا ہے کہ سب آر دینیٹ محکمہ مین بہی ایسے
شخص موجود ہین جو اس قسم کے اعلے عہدے کے قابل ہین -
مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر نے ایک نہایت فصیح اور دلچسپ
اسپیچ مین اس ٹوسٹ کا جواب دیا - اس اسپیچ کے ضمن
مین مولوی صاحب ممدوح نے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا اور اس
بات کا اعتراف کیا کہ خاص اون کی لیاقتین اور خدمات اس قدر عزت
کی مستحق نہین ہین جیسی کہ گورنمنٹ نے ازراہ مہربانی انکو بخشی ہین
اور گورنمنٹ نے اون کی ایسی عزت کی ہے جس کا اپنے تئین
وہ بالکل پورا پورا مستحق نہین خیال کرتے ہین خاتمہ پر مولوی
صاحب ممدوح نے اپنی خوشی اس بات پر ظاہر فرمائی کہ یورپین
اور مسلمان دونون نے ایک ہی میز پر کہانا کہایا لکہنو مین یہہ بات اول
ہی مرتبہ ہوئی ہے اور اسی وجہہ سے اس سے ثابت ہوتا ہے
کہ لکہنو مین پچہلے چند سالون سے اہل یوروپ اور مسلمانون کے
درمیان باہمی میل جول اور اتحاد کو نہایت ترقی ہوئی ہے اور اونہون
نے یہ امید ظاہر فرمائی کہ اس اتحاد کو روز بروز ترقی زیادہ تر ہوتی
گی -

دعوت کے خاتمہ پر نہایت عمدہ آتشبازی چہوڑی گئی اور

اور مہمان قریب آدہی رات کے رخصت ہوئے۔

نقل فرمان عطائے خطاب وکشوریہ

بفضل خدا مالک سلطنت اعظم برطانیہ و آیرلینڈ حامی دین قیصر ہند تاج دار وسردار نہایت معزز طبقہ سینٹ مایکل و سینٹ جارج ہمارا عطا کیا ہوا درجہ مصاحبت نہایت معزز طبقہ سینٹ مایکل و سینٹ جارج کا مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب کو۔ معتمد اور نہایت عزیز مولوی محمد سمیع اللہ خان ہمارے ہندوستانی شاہنشاہی کے اضلاع شمال و مغرب کی جج کو سلام۔

چونکہ ہم نے مناسب خیال کیا ہے کہ آپ کو اپنے نہایت معزز طبقہ سینٹ مایکل اور سینٹ جارج کے تیسرے درجہ کا ممبر یا مصاحب مقرر کریں اس لیئے ہم آپ کو اس فرمان کی روسے اپنے نہایت معزز طبقہ مذکور کا درجہ مصاحبت عطا کرتے ہیں اور ہم اس فرمان کی روسے آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ آپ درجہ مذکور بحیثیت ممبر درجہ سوم یا مصاحب ہمارے نہایت معزز طبقہ

مذکور کے حاصل کرین اور اُسے اپنے قبضہ مین رکھین اور اُس سے عزت پاوین معہ ہر ایک اور جمیع حقوق کے جو طبقہ مذکور سے متعلق ہین -

ہمارے ایوان ونڈسر سے ہمارے دستخط خاص اور طبقہ مذکور کی مہر ثبت ہو کر عطا کیا گیا - واقع تاریخ ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء ہمارے جلوس کے اڑتالیسوین سال مین -

بحکم بادشاہ

دستخط

گرینڈ ماسٹر و چینسلر

منقول از علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۸۸۵ء

صفحہ ۵۲۲

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

سی - ایم - جی

ہم نے اپنے ایک پرچہ مین مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر سی - ایم - جی کی دعوت کا حال جو سرہ خاص شہر لکہنؤ مین ہوئی تہی لکہا تہا اُس موقع پر جو وہان اسپیچین ہوئی تہین وہ اودہ اخبار مین چہپی ہین چنانچہ انکو ہم اپنے اخبار مین بہی نقل کرتے ہین -

اسپیچ منشی صفدر حسین خان صاحب بہادر سب جج

اس جلسہ کے انعقاد کی وجہہ آپ لوگوں کو یقیناً معلوم
ہے یہہ جلسہ صرف دو غرض سے منعقد ہوا ہے ایک یہہ کہ
جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کی ترقی کی
مسرت کا اظہار علانیہ کیا جائے دوسرے یہہ کہ ہم لوگ
یکدل ہوکر گورنمنٹ کا شکریہ اون کی ترقی کی بابت ادا کرین
جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کی اعلیٰ لیاقتین
علوم مشرقیہ مین مسلم الثبوت ہین اور مغربیہ تہذیب مین بھی
اونہون نے کامل روشن ضمیری حاصل کی ہے وہ ہم لوگون
کی سوسائٹی مین اعلیٰ درجہ کی ایک سمجھے جاتے ہین کہ ہم
سب لوگون کو اون پر نہایت فخر و ناز ہے گورنمنٹ نے
جو ترقی اون کی حال مین کی ہی کمال جوش دلی سے اس پر
اظہار مسرت کرنا کچھہ تعجب خیز امر نہین ہے گورنمنٹ نے
اس پیرایہ مین فی الحقیقت اس کا ثبوت دیا ہے کہ
وہ طبقہ تربیت یافتہ شخصون کی مدد دینے کو بالکل مستعد ہے
اور جو لوگ اپنے آپ کو لائق ثابت کرین اون کی پوری
ترقی دینے کے لئے ہمہ تن آمادہ ہے اور ہر طرح سے موجود ہے
اون لوگون پر جو فی الحقیقت لائق ہین اور اپنے آپ کو بالیاقت

و دیانت داری ثابت کیا ہے اب درون کا دروازہ کہول دیا ہے
مین اپنی اس تقریر کو ختم کرنے سے پہلے اس امر کو
نظر انداز نہین کر سکتا کہ ہمارے یورپین معزز دوست آج
ہماری خوشی مین کس مسرت کے ساتھہ شریک ہین
یہہ ایک مبارک نشان ہے اس امر کا کہ ہماری برٹش
گورنمنٹ کی حکومت اثر پذیر ہے بلکہ وہ اپنا سکہ دلون پر
بہی جماتی جاتی ہے -

صاحبو ہم دل سے اس امر کی تصدیق کرتے ہین
کہ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر کی ترقی سے ہمارے خلائق
صرف رضامند ہی نہین ہوئی ہے بلکہ اون سب لوگون نے
اس کو بڑی برکت اور نعمت غیر مترقبہ خیال کیا
ہے -

صاحبو گورنمنٹ نے ایک ایسے لائق و ممتاز شخص
کو یہہ عزت دی ہے کہ ہم سب لوگ اوس کو اپنی عزت کا
سبب سمجھتے ہین -

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب مین آپ کو اپنا
مخاطب صحیح قرار دے کر آپ کو اپنی طرف سے اور آپ کی

جملہ احباب کی طرف سے مبارکباد دیتا ہون اور دعا کرتا ہون
کہ آپ اس جوڈیشل لین مین ایسی ناموری پیدا کرینگے
کہ جیسے ہمارے معزز دوست سید محمود نے پیدا کی اور
ہم لوگون کے سرمایۂ عزت و افتخار بن گئے فقط اب مین پھر
جوش آرزو کے ساتھہ اس امر کی تحریک کرتا ہون کہ
میرے معزز مہمان کی زندگی کا ٹوسٹ گرمجوشی کے
ساتھہ نوش کیا جائے -

اسپیچ مولوی سید فریدالدین

صاحب جج شہر کانپور

مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر سی - ایم - جی و دیگر
معززین یورپین و ہندوستانی عاید و شرفا - مین اسوقت
اس لیے کہڑا نہین ہوا ہون کہ اپنے دوست سی - ایم - جی
کو اون مسلسل کامیابیون پر کہ جو اون کو ان دلون حاصل

ہوئی ہین مبارکباد دون یا کسی خاص مضمون پر کوئی اسپیچ
کردن - مین صرف اسس لیئے کہڑا ہوا ہون کہ اسس وقت
جو اسس جلسہ کی ہیئت خوشنمائی سے میرے دل پر اثر پڑا
ہے اوسس کی بابت بہی چند الفاظ کہون -
میرے پرانے معزز دوست مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب
بہادر مین آپ کو اسس امر پر مبارکباد دیتا ہون کہ آپ کی کامیابی
کے ذریعہ سے آج کی رات وہ جلسہ ہے کہ جو لکہنؤ کی تاریخ
مین سنہرے حرفون سے اسس لیئے لکہا جائیگا کہ یہہ اول
جلسہ ایسی قسم کا ہے کہ جس کے نتایج اب بہی اور آیندہ
بہی نہایت عمدہ و مفید ہون گے - اب تک جو ایک کشش
اور پیچیدگی انڈین و یورپین کے میل جول مین ہے اوسکا
سبب نہایت قوی یہہ ہے کہ ان دونون قومون مین باہمی
میل جول بے تکلفانہ اور خورد و نوشس باہمی نہین ہے
دونون قومین بالکل ایک دوسرے سے نہین ملتی ہین اور
اوسس کے نتایج نہایت مضرت انگیز ہین - ہمیشہ ایک قوم
کو دوسری قوم سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے اون کے
خیالات مین اتحاد پیدا نہین ہوتا - آج آپ کی کامیابی کے جلسہ نے

ایسے سخت و نامناسب امر کو بالکل دور کر دیا۔ اس جلسہ مین ہر درجہ اور ہر قسم کے خیال کے لوگ جمع ہین اور اعلی درجہ کے عہدہ داران یورپین شاہزادے عالیشان نواب زادے عہدہ داران سرکاری وکلاء عالی رتبہ سب موجود ہین باہم گفتگو کر رہے ہین۔ ایک دوسرے سے بلا تکلف باہم مل رہے ہین کسی قسم کا امتیاز ملاقات مین نہین ہے جو لوگ اپنے خیالات کے لحاظ سے باہم کھاپی سکتے ہین وہ بلا تکلف ایک جگہہ میز پر بیٹھے کھاپی رہے ہین۔ جیسے کہ آپ اس نئی ترقی پانیکی نظیر ہین ویسے ہی ایسے نادر اور عمدہ جلسہ کے لیے آپ اس شہر مین موجد ہین اگر ایسا ہی برتاؤ ہمیشہ یورپین و انڈین مین ہوتا ہے اور تفرقہ نامناسب ان دونون مین قائم نہ رہے تو مین یقین کرتا ہون کہ برٹش حکومت کو ایسا استحکام کامل اس مملکت مین ہو جائیگا کہ جس کو کسی قسم کا اندیشہ بیرونی حملون کا باقی نہ رہے گا۔ ایک گورنمنٹ روس نہین دس ایسی گورنمنٹ اگر چاہین کہ ہندوستان پر حملہ کر کے کامیاب ہون تو نہین ہو سکتین۔ ہندوستان کی حکومت کی جڑین ہمیشہ تبھی عمدہ

چلیگی کہ جب اُس کے گارڈ اور ڈر یورا انڈین اور یورپین دونون ہون اور اُن مین باہمی کامل اختلاط و محبت ہو خدا دونون قومون کو ایسے ہی روز کی ہدایت کرے۔ مجھکو آپ سے ایک زمانۂ دراز سے راہ و رسم و ملاقات ہے اور باہم ہر قسم کی صحبت و اختلاط ہے مین آپ کی سب باتون اور لیاقتون سے بخوبی واقف ہون اور بلحاظ اُس کے مجھکو اس کہنے مین مطلق محل تامل نہین ہے کہ آپ ہمارے ملک کے ایک اعلیٰ اور اول درجہ کے انسان ہین اگر میری اس رائے سی کوئی متفق نہ ہو تو اس امر مین مجھ سے کوئی اختلاف نکریگا کہ آپ منجملہ اعلیٰ درجہ کے گروہ معزز کے ایک عمدہ اور لائق ممبر ہین آپ کی تعلیم زمانہ گزشتہ کے مطابق ہوئی ہی آپنے زبان عربی و علوم فلسفۂ قدیم اور علوم مذہبی اہل اسلام سی تعلیم پائی ہے اور انھین علوم کے ذریعہ سے آپنے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہندوستان کے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ایسے ہوتے ہین کہ جو بار و پینچ و امور انتظامی مین کسی طرح کسی یورپین بیرسٹر و جج و منتظم سے کم نہین ہوتے وہ ہندوستان ہی مین اپنی قابلیت و لیاقت ثابت نہین کرسکتے بلکہ دوسرے

ممالک مین نہایت بڑے بڑے منتظم و مدبرون کے اسٹاف مین اپنی قابلیت ثابت کر کے مستحق خطاب و تمغہ کے ہوتے ہین۔ یہہ بھی آپ ہی کو شرف حاصل ہے کہ آپ کی اس ترقی نے اُس نہایت نامناسب قید کو توڑ دیا کہ بلا التعلیم انگریزی کے کوئی شخص ڈسٹرکٹ جج کا کام نہیں کر سکتا آپ ایک نامی گرامی شہر دارالخلافت ہندوستان کے باشندے ہین آپ کا خاندان اُس شہر مین نہایت معزز و لائق خیال کیا جاتا ہے آپ ہی پر یہہ صادق آتا ہے کہ اچھون کے اچھے ہی ہوتے ہین۔ مین اپنی واقفیت ذاتی سے اس کہنے کو کچھہ مبالغہ خیال نہین کرتا ہون کہ ہمیشہ حکام صدر دیوانی و ہائیکورٹ اور دوسرے لائق یورپین آپ کو ایسا ہی ہونے والا جانتے تھے۔ جیسا کہ اب آپ ہوئے۔ مجھہ کو جو خبر ملی ہے وہ اگر صحیح ہے تو یہہ عہدۂ ڈسٹرکٹ ججی اُس سے زائد نہین ہے اور وہ یہہ خبر ہے کہ آپ کو ہائیکورٹ نے اپنی کسی رپورٹ مین لائق عہدۂ ججی ہائیکورٹ کے قرار دیا ہے۔ مین اب آپ کو رخصت کرتا ہون اور خدا سے

دعا کرتا ہون کہ آپ ہمیشہ اپنے کامون مین کامیاب رہین۔

اسپیچ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر

جو عزت آج مجھکو اودھ کمیشن کے ممبرون اور بار اور معزز روسائے اودھ نے دی اور جس خوشی سے میرا ٹوسٹ پیا گیا ہے اُسکا مین تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون یہ فخر جو آج مجھکو حاصل ہوا ہے اس سے پہلے کبھی مجھکو نصیب نہین ہوا میری زندگی کے دنون مین سے آج کا دن قابل افتخار ہے میرے دوستون نے جو کچھہ اس وقت میری نسبت کہا وہ محض جوش محبت کی بات ہے میری لیاقت بہت محدود ہے اور بلحاظ اُس کے مین اُن الفاظ کا مستحق نہین ہون جو میرے دوستون نے اس وقت میری نسبت استعمال کیے جنٹلمین جس وقت جدید عہدے کی تقرری کی خبر پاینیر نے چھاپی اُس وقت تک باضابطہ طریق پر گورنمنٹ سے اُس کا اعلان نہین ہوا تھا لیکن اُسی وقت سے ملک مین عجیب و غریب قسم کا جوش پیدا ہو گیا تھا سوائے اُن لوگونکے جو میرے دوست ہین ایسے لوگون نے بھی جن سے مین واقف نہین تھا اس قدر میرے پاس کثرت سے خطوط بھیجے

کہ گو مین نے یہ التزام کرنا چاہا کہ مین اُن کے جواب بشعر شکریہ کے بھیجون لیکن مین بمجبوری یہ التزام نہ کر سکا خطوط کے لکھنے والے کچھہ میری ترقی پر مسرت کے اظہار کرنے والے نہ تھے بلکہ ملکی حالات کے لحاظ سے وہ زیادہ تر گورنمنٹ کی اُس پالسی کے مداح تھے جس کا برتاؤ میرے ساتھہ ہوا اُنھون نے گورنمنٹ کی پالیسی کی نسبت اپنے خیالات کی پسندیدگی ظاہر کرتے ہوے مجھکو اس بنا پر مبارکباد دی کہ مین اول وہ شخص ہون کہ جس کیساتھ اس عمدہ پالیسی کا برتاؤ ہوا ہے لہذا اُنھون نے اپنا یقین ظاہر کیا کہ بلاشبہ یہہ پالیسی گورنمنٹ کی کہ اعلیٰ خدمات مخصوص اشخاص کے لیے بلحاظ قوم و مذہب کے مخصوص نہ ہون گی اور صرف خیالی اور کہنے ہی کی بات نہین ہے بلکہ گورنمنٹ کو جب موقع ہوا اور رائس کو لائق اور معتمد اشخاص بہم پہنچین تو فیاضانہ طریقہ پر اُس کے دینے پر تیار ہے جن خدمتون کا ذکر میرے دوست مولوی فریدالدین صاحب نے فرمایا ہے اور بلحاظ اوسکے مجھکو اُس صلہ کا مستحق قرار دیا ہے جو مجھکو ملا ہے مین بالیقین کہتا ہون کہ جو صلہ مجھکو دیا گیا وہ میری ناچیز خدمتون کے مقابلہ مین بہت زیادہ ہے۔ جنٹلمین۔ برٹش گورنمنٹ ہمارے ملک کے

واسطے برکت ہے لیکن اُس برکت کے آثار اُس وقت مین
پیدا ہو سکتے ہین جب حکام اور رعایا کے دلون مین اتحاد پیدا ہو
ایک گروہ نے جو ملک اور اپنی قوم کا دل سے خیر خواہ ہے
اس مسئلہ پر غور کیا ہے اور انھون نے اپنی تمام تر کوشش
اس بات پر صرف کی ہے کہ باہم دونون فرقون کے دلون مین
اتفاق و محبت کے ذریعے بہم پہنچا ئین اُنھون نے اس کوشش
کی حالت مین بہت سے اعتراضات اُٹھائے لیکن تاہم وہ اُس
کوشش مین سرگرم رہے اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ اس کوشش
مین کامیاب ہوئے ہین گو پوری کامیابی کی حالت ابھی نہین پہنچی
اگر میرے حافظہ مین کچھہ قصور نہین ہے تو مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت
مدرستہ العلوم علیگڈھہ کے فونڈیشن کا وہ جلسہ ہوا جس وقت لارڈ
لٹن نے بنیاد کا پتھر رکھا تھا اُس دن شاید پچاس سے زیادہ یورپین
تھے اور صرف تین چار مسلمان تھے آج کا جلسہ جس مین ہم سب شریک
ہین ایسا جلسہ ہے جس مین یورپین سے چہار چند کے قریب مسلمان
ایک منبر پر موجود ہین اے صاحبو ادنی سے اعلی تک مسلمان اس
بات سے واقف ہین کہ اُن کے مذہب نے عیسائیون کے ساتھ

دوستی کی تعلیم کی ہے اونکے ساتھ کھانا پینا معاشرت و محبت کا کرنا
اُنکے مذہبی اصول کے کچھ برخلاف نہین ہے ہندوستان کے
مسلمانون کے سوائے اور ملکون کی جو شخص سیر کریگا وہ اس میل
جول باہمی کی تصدیق کر سکتا ہے ایک زمانہ سے مسلمانون کو اس ملک
مین ایک دوسرے فرقہ کے ساتھ معاشرت کا اتفاق ہوا اور اسوجہ
سے اس فرقہ کی رسم و عادات کے پابند ہو گئے تھے لیکن خدا کا شکر
ہے کہ اب وہ رسم ٹوٹتی جاتی ہے میل جول باہم حاکم اور محکوم کے عمدہ
ذریعہ ایک کو دوسرے کے خیالات سے واقفیت کا ہے اور اس
وجہ سے ہر ایک اُن مین سے دوسرے پر بھروسہ کر سکتا ہے
اور اسکے سبب سے عمدہ فوائد رعایا کو ترقی کے اور گورنمنٹ کے
استحکام کے حاصل ہو سکتے ہین میری دعا ہے کہ خدا تعالی اس میل
جول کو رعایا اور حکام مین ترقی دے۔ اب مین اپنے معزز پریسیڈنٹ
اور تمام حاضرین جلسہ کا جو آج میری عزت کے باعث ہوئے شکریہ
ادا کرتا ہون۔

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۹۶ع
صفحہ ۱۲۲۶

دعوت محمد حمید اللہ خان بی اے بیرسٹر ایٹ لا

خواجہ ابو الحسن صاحب کا جو ہم سب کے عزیز اور محمد حمید اللہ خانکے ماموں ہین حیدر آباد سے ہمارے پاس خط آیا ہے انھوں نے محمد حمید اللہ خان کی دعوت کے لیے جو لندن سے آتے ہین پانچ سو روپیہ دیا ہے اور ہم سے درخواست کی ہے کہ یہ روپیہ مدرستہ العلوم میں اس طرح پر صرف کیا جاوے جس سے اُن کے آنے کی خوشی کی یادگار ہمیشہ رہے۔

ہم خواجہ ابو الحسن صاحب کی اس عمدہ تجویز کے لیے حد سے زیادہ تعریف کرتے ہین حمید اللہ خان جو مدرستہ العلوم کے پہلے طالب علم ہین اور اب لندن سے بی اے اور بیرسٹر ایٹ لا ہوکر آتے ہین اُن کی دعوت کا طریقہ اس سے بہتر اور نہین ہو سکتا ہے کہ اُنکی واپس آنیکی خوشی کی دائمی یادگار مدرستہ العلوم مین قائم کی جاوے۔

ہمنے یہہ تجویز کی ہے کہ مدرستہ العلوم کے کالج کلاسون کے کمرون
مین سے ایک کمرہ اُنکی دعوت کا روپیہ جمع کرکے بنایا جاوے اور ایک
کتبیہ جس مین یہہ سب حال مندرج ہو اُن کے نام پر لگایا جاوے۔
کالج کلاسون کا کمرہ چھہ ہزار روپیہ کی لاگت مین تیار ہوتا ہے جو ہمارے
نزدیک فی الفور اُن لوگون کے چندہ سے جو محمد حمید اللہ خان کی
دعوت کیلئے روپیہ دین تیار ہو سکتا ہے۔
مین خود عزیزی خواجہ ابوالحسن کی تقلید کرتا ہون پانچ سو روپیہ محمد حمید اللہ خان
کی دعوت مین دیتا ہون اور پانچ سو روپیہ از طرف مولوی سید مہدی علیخان
نواب منیر نواز جنگ اور پانچ سو روپیہ از طرف سید محمد محمود صاحب
اس چندہ مین شامل ہوئے ہین ہم کو امید ہے کہ قبل تاریخ وجلسہ جو مولوی
محمد سمیع اللہ خان کی طرف سے ۲۰ اکتوبر ۱۸۸۶ع کو ہونیوالا ہے سب
دوست تعداد مطلوب کو پورا کردین گے اور اُسی جلسہ مین محمد حمید اللہ خان کو
اس دوامی دعوت سے اطلاع دینگے۔

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۶ء
صفحہ ۱۲۴۰

محمد حمید اللہ خان علی گڈھ مین

جیسا کہ ہمنے اپنے پچھلے پرچہ مین لکھا تھا اٹھائیسوین اکتوبر ۱۸۸۶ء روز پنجشنبہ کو محمد حمید اللہ خان پانچ بجے کی ٹرین مین علیگڈھ پہنچے اس ضلع اور ضلع بلند شہر کے اکثر ہندو اور مسلمان رئیس اسٹیشن پر ویلکم کو موجود تھے اور ایک طرف جم غفیر کالج کے طالب علمون کا جمع تھا جسوقت ٹرین پہنچی نہایت جوش سے چیرز دیے گئے۔

حمید اللہ خان جب ٹرین پر سے اُترے تو سب سے اول کالج کے طالب علمون کے پاس آئے اور ہر ایک سے ملے اور مصافحہ کیا پھر اور تمام دوستون سے جو اسٹیشن پر موجود تھے نہایت اخلاق اور محبت سے ملاقات کی جس اخلاق و محبت اور انکسار سے وہ لوگون سے ملے اُس کو دیکھکر بعض لوگ کہتے تھے کہ جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ انگلستان جانے سے ہندوستانی نوجوانون کے اخلاق بدل جاتے ہین اور مغرور و متکبر ہو جاتے ہین افسوس کہ وہ اسوقت موجود نہین

تھے اگر موجود ہوتے تو ضرور وہ اقرار کرتے کہ اُن کے خیال میں غلطی ہے جس کی طبیعت صالح اور مزاج عمدہ ہے وہ ہندوستان میں بھی ویسا ہی ہے اور انگلستان جاکر بھی ویسا ہی ہے اور جسکی طبیعت ایسی نہیں ہے وہ ہندوستان میں رہکر بھی ویسا ہی اور انگلستان جاکر بھی ویسا ہی ہے پاکی طبیعت بلاشبہ خوبیوں کی اصل ہے۔

دعوت محمد حمید اللہ خاں بی اے بیرسٹر ایٹ لا

آج شام کو مولوی محمد سمیع اللہ خاں کی طرف سے محمد حمید اللہ خاں کے ولایت سے آنے کی خوشی میں بڑا جلسہ ڈنر کا ہونے والا ہے۔ ہم نے جو یہ خواہش کی تھی کہ اگر مولوی سمیع اللہ خاں صاحب کے کسی اور دوست کا ارادہ اُن کے فرزند محمد حمید اللہ خاں کو ڈنر دینے کا ہو تو بہتر ہو گا کہ بعوض اُسکے نقد روپیہ دے اور اس روپیہ سے مدرسۃ العلوم میں ایک مکان اس خوشی کی یادگار میں تعمیر کیا جائے۔ گو کہ بعض دوستوں نے ہماری رائے سے مخالفت کی اور بعض نے ہمارا ساتھ نہیں دیا مگر ہم خوش ہیں کہ بعض عقلمند اور دور اندیش احباب نے ہمارا ساتھ دیا ہے اور دعوت کی عوض نقد روپیہ دینا قبول کیا ہے جس سے ایک مکان مجوزہ تعمیر کیا جاوے گا۔

اس مکان کی تعمیر میں چھ ہزار روپیہ خرچ ہوگا اسوقت تک بغرض دعوت چندہ احباب نے حسب تفصیل ذیل روپیہ دینا قرار دیا ہے اور ہمکو امید ہے کہ بہت جلد بقیہ روپیہ بھی پورا ہو جاوے گا۔

مولوی سید مہدی علیخاں منیر نواز جنگ بہادر .... الـ

خواجہ ابو الحسن صاحب .... صمار

سید محمد محمود صاحب .... صمار

سید احمد خاں صاحب .... صمار

حامد علی خاں اسکوئر بیرسٹر ایٹ لا فرزند جناب امجد علیخان صاحب .... صمار

منشی محمد ذکار اللہ صاحب .... مار صہ

منشی محمد صفدر حسین خاں بہادر .... مار

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۳ نومبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۲۰۱

جلسہ ولکم محمد حمید اللہ خاں

تیسویں اکتوبر ۱۸۸۶ء کو جلسہ قرار پایا تھا محمد حمید اللہ خاں کے آنے کی مبارکبادی کا مولوی محمد سمیع اللہ خاں سی-ایم-جی - کیطرف سے جلسہ ہوا تمام مہمان ہندو مسلمان جو اس جلسہ میں تشریف لائے تھے تین سو سے کچھ زیادہ تھے ہندو دوستوں کے کھانا کھلانے کا اہتمام راجہ جیکشن داس بہادر سی-ایس-آئی کے سپرد تھا - راجہ صاحب نے نہایت خوبی اور عمدگی اور سلیقہ سے ان کو کھانا کھلایا کھانے جو ہندوؤں کے لئے پکائے گئے تھے نہایت عمدہ تھے - ہمکو بھی راجہ صاحب نے ایک حصہ بھیجا تھا جس کی بناپر اُن کے عمدہ ہونیکی شہادت دیتے ہیں -

مسلمانوں میں دو فریق تھے ایک وہ جنھوں نے ہندوستانی طریق پر کھانا کھایا تھا اُن صاحبوں کے لئے نہایت عمدہ اقسام کے ایشیائی کھانے تیار ہوئے تھے اور مولوی محمد کریم صاحب

اور مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب اس کے مہتمم تھے دونوں صاحبوں نے
نہایت خوبی سے اپنے کار مفوضہ کو انجام دیا۔
دوسرا فرقہ مسلمانون کا وہ تھا جو یورپین دوستون کے ساتھ کھانیں
شریک تھا ہم نہایت خوش ہین کہ اُن کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی انسٹیٹوٹ
ہال جھاڑ فانوس سے سجا دیا گیا تہا اُس کے باغ مین نہایت کثرت سی
اور خوش نمائی اور قرینہ سے روشنی کی گئی تھی کھانے کی میز بھی نہایت
خوبصورتی سے آراستہ کی گئی تی میز پر پچاس دوستون نے کھانا کہایا
جن میں دس یورپین دوست تھے اور چالیس مسلمان مسٹر کیڈل صدر
انجمن تھے۔ کھانے کے بعد مولوی محمد سمیع اللہ خان نے حضور ملکہ معظمہ
قیصرہند کا ٹوسٹ پرپوز کیا جو نہایت خوشی سے نوش کیا گیا اس کے
بعد مسٹر کیڈل نے ایک نہایت دلچسپ اسپیچ کی اور حمید اللہ خان کا
ٹوسٹ پرپوز کیا جو دلی محبت سے نوش ہوا۔ اس کے بعد مسٹر
بک صاحب پرنسپل محمڈن کالج نے اور میر مولوی خواجہ محمد یوسف
نے اور میر حامد علی خان بیرسٹرایٹ لا نے عمدہ اسپیچین کین۔
اس کے بعد محمد حمید اللہ خان نے ایک نہایت عمدہ اسپیچ مین تمام
احباب کا شکریہ ادا کیا جنہون نے نہایت محبت کے ساتھ اُن کی
سلامتی کا ٹوسٹ پیا تھا آخر کو سید احمد خان نے مسٹر کیڈل کا صدر

انجمن ہونے پر شکریہ ادا کیا اور اشعار مین محمد حمید اللہ خان کی سلامتی کی دعا کی اور ڈنر کی کارروائی چند فارسی اشعار کے پڑھے جانے پر ختم ہوئی ۔ اُس کے بعد آتشبازی نہایت دھوم دھام سے چھوڑی گئی ہم کو اُمید ہے کہ ہم آیندہ اخبار مین اُن اسپیچون کو بھی جو اس موقع پر ہوئی تھین چھاپینگے۔
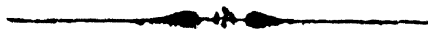
منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۶ نومبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۲۵

محمد حمید اللہ خاں کا ڈنر

جب کھانے کا دور ختم ہوگیا اور چرٹ اور سگرٹ پینے کا وقت قریب ہوا مولوی محمد سمیع اللہ خاں اٹھے اور نہایت شاندار لفظوں میں اُس سلطنت کے تاجدار کا جسکی مملکت میں کبھی آفتاب غروب نہیں ہوتا یعنی ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ امپرس آف انڈیا کی سلامتی کا جام پیا جانا تجویز کیا جو نہایت جوش وفاداری سے پیا گیا۔

اُس کے بعد مسٹر کینڈل صدر انجمن اُٹھے اور محمد حمید اللہ خاں کا جام تجویز کیا جو نہایت خوشی اور محبت سے پیا گیا۔ جام تندرستی تجویز کرتے وقت اُنہوں نے کہا۔ کہ جو کام میرے سپرد آج ہوا ہے وہ ایک لحاظ سے نہایت دل پذیر ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ٹوسٹ ہے جسکو تمام لوگ جو آج یہاں موجود ہیں دلی خوشی سے پینگے۔ جو لوگ حمید اللہ خان کے پرانے دوست ہیں انکو اس امر سے نہایت خوشی ہونی چاہیے کہ آج کی دن وہ پھر اس جلسہ میں شریک ہیں اور نیز جو لوگ اُن کے والد کی دوست ہیں اُن کو اس بات سے خوشی ہونی چاہیئے کہ آج کے دن اُنکی

۰ ایسے میں پوری ہوئیں اگر کوئی شخص یہاں بطور تماشائی کے موجود ہو اس کو بھی ایک ایسے جلسہ کی دعوت میں ہمدردی ظاہر کرنی چاہیئے جواس غرض سے کیا گیا ہے کہ ایک نوجوان شخص بعد ایک عرصۂ دراز کے اپنے ملک کو واپس آیا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے ملا ہے اور جس کے والدین نے ہر ایک طرح سے اپنا نقصان گوارا کیا ہے تاکہ اسکو ایسی کامل تعلیم دیں جیسا کہ ممکن ہے۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص ایک زمانۂ دراز کے بعد اپنے گھر کو واپس آتا ہے اسکی خوشی سے زیادہ اسکو رنج اسوجہ سے ہوتا ہی کہ جب وہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف دیکھتا ہے جنکو وہ چھوڑکر گیا تھا تو اُن میں چند جگہیں خالی بھی پاتا ہے۔

لیکن مسٹر حمید اللہ خاں گو وہ ہر طرح پر کامیاب ہوئے ہیں لیکن خاص اس امر میں اُن کو زیادہ مبارکبادی ہونی چاہیئے کہ اس قدر عرصہ دراز کے بعد واپس آکر وہ اپنے تمام عزیزوں اور اقارب کو صحیح اور تندرست اور اپنے آنیکے مبارک جلسہ میں شریک پاتے ہیں۔ اور اُن کے ولایت میں رہنے کے زمانہ کا اندازہ اس سے زیادہ کچھ اور نہیں ہوسکتا جتنا کہ اس ترقی کے دیکھنے سے ہوتا ہے جو کہ اُن کی قدیم کالج نے کی ہے۔ مجکو معلوم ہوا ہے کہ جب وہ یہاں سے گئے تھے

اُسوقت کی پختہ عمارتین اُن بنیادون کے اوپر جو آیندہ کے بہروسہ پر ڈالی گئی تہین بنی بہی نہین شروع ہوئی تہین - اور جس جگہ پر کہ آج کالج کے کلاسون کے اور بورڈرون کے رہنے کے کمرے ہین وہان بجز بنیادون کے اور کچہہ نہ تہا اور اس عرصہ مین نہ متعدد عمارتین تیار ہوگئین بلکہ اور نئی شروع ہوگئین ہین بلکہ اور باتون مین بہی بہت زیادہ ترقی ہوگئی کالج اسٹاف اب بہت مستحکم ہوگیا ہے اور طالب علمون کی تعداد مین بہت کچہہ اضافہ ہوگیا ہے اور نیز تعلیم کا درجہ بہی بڑہہ گیا ہے اور ہر سال زیادہ طالب علم ڈگریان حاصل کرتے ہین -

مجکو بعض اوقات اس امر کا خیال ہوا ہے کہ جو طالب علم یہان سے اپنی تعلیم پوری کرکے چلتے ہین اُنکو کالج سے کوئی اور تعلق نہین رہتا ہے لیکن آج کے جلسہ مین مجہے اس امر کے سُننے سے نہایت خوشی ہوئی کہ مسٹر حمید اللہ خان کو اُس کمیٹی کا ممبر مقرر کیا ہے جسکی سپرد کالج کی تعلیم کا انتظام ہے - اور مجکو اس مین کچہہ شک نہین کہ وہ اسکو اپنی عزت اور ایک قسم کی خوشی کا باعث سمجہین گے کہ جس کمیٹی کے ممبرون نے ابتدا سے کالج کے ہر ایک کام مین محنت کی ہے اور جنہون نے اُنکے کالج مین داخلہ کے وقت اپنی خوشنودی ظاہر کی تہی اور نیز جو اُنکے انگلینڈ سے واپس آنیکی اور اُنکی تعلیم مین کامیابی حاصل کرنیکی خوشی مین شریک ہین

اُن کے ساتھہ وہ اس کیٹی مین شامل ہون ۔

مجکو یقین ہے کہ تمام لوگ جو یہان اس وقت موجود ہین وہ مسٹر حمید اللہ خان کو ولایت سے واپس آنے پر مبارک باد دینے مین میرے شریک ہونگے ۔ اور نیز اس امید کے اظہار مین کہ خدا کرے وہ اپنے ملک کی بہتری اور اُسکو نفع پہونچانے مین ہمیشہ کامیاب رہین ۔

اس کے بعد مسٹر بک محمدن کالج کے پرنسپل اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور اسطرح پر گفتگو کی ۔

صاحبو ۔

مین نہایت خوش ہون کہ سب لوگون نے نہایت جوش کے ساتھہ مسٹر حمید اللہ خان کا جام تندرستی پیا ۔ مجکو انگلستان مین اُن کی ملاقات کی خوشی حاصل ہوئی تھی اُن سے میری ملاقات ایک دوست کے ذریعہ سے ہوئی تھی جن کے اس وقت موجود نہونے سے ہم سب کو افسوس ہے یعنی سید محمود صاحب نے جبکہ مین ہندستان کا آنا منظور کرچکا تہا میری اُن سے ملاقات کرائی بعد ازآن وہ میرے گھر مین اکثر مہمان ہوئے ۔ اُن سے مجھکو یہ بھی تعلق ہے کہ وہ اُسی یونیورسٹی کے گریجویٹ ہین جسکا مین ہون ۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایسی قومون کے آدمی جو ایک یا دو صدیان پیشتر ایک دوسرے سے

بالکل جدا تھے اور جن کے درمیان کی حد فاصل کسیطرح سے دور ہوتے نظر نہ آتی تھی ایک دوسرے سے ایسے واقف ہوں جیسے میں حمید اللہ خاں سے ہوں - یہ اُس نئے رابطہ کی جو مغربی سمندر کے ایک چھوٹے جزیرہ اور ہندوستان کے وسیع ملک میں پیدا ہوتا جاتا ہے ایک بدیہی مثال ہے - یہ مجمع بھی اُسی قسم کی چیزوں میں سے ہے جن سے تعلق بڑہا نواز نتائج پیدا ہونگے جبیہن آج انسٹیٹیوٹ کے باغ میں آیا جس میں بیحد روشنی ہے تو مجھکو معلوم ہوا کہ جب درحقیقت شاندار مشرقی ملک میں ہوں ہم سبکو مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کا بہت ممنون ہونا چاہیئے کہ اُنہوں نے یہ جلسہ کیا اور ہماری بڑی بہاری دعوت کی - میں اس دعوت کو جس میں ہندوستانی اور انگریز دونوں شریک ہیں زیادہ ضروری اور ملک کے واسطے مفید سمجھتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ سینکڑوں آرٹیکل اخباروں میں لکھے جائیں - وہ لوگ جو مسلمانوں کے اندرونی طریقہ زندگی سے واقف ہیں یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ایک بہت بڑی تبدیلی اس قوم کے خیالات میں ہوئی ہے جو کسی طرح سے اپنی روش کو بدلنا نہیں چاہتی تھی اور اس تبدیلی سے خود اُن کا فائدہ اور گورنمنٹ کا استحکام ہے - صاحبو میں اس کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ میں ایسی جگہ پر ہوں جہاں مجھکو

امکان کے موافق اپنے ہموطنوں اور اس ملک کے باشندوں میں دوستی اور اتحاد بڑھانے کی کوشش کا موقع ملا ہے اور صاحبو مجکو تمہاری مہربانی کا بھی مشکور ہونا چاہیئے کیونکہ تمہارا اسطرح سے جمع ہونا ہمارا آیندہ کوششوں کے لئے دل بڑہاتا ہے۔ اے علیگڈہ کے صاحبان انگریز مجکو تمہارا بھی ممنون ہونا چاہیئے کیونکہ تم ہمارے مدرسے کے طلبا پر بہت مہربانی کرتے ہو اور مجکو اپنے ہندوستانی دوستونکا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہایت اخلاق سے انگریزوں کو اپنے جلسوں میں شریک کرتے ہیں۔

مسٹر حمید اللہ خاں اُن پانچ طالب علموں میں جو اوّل مرتبہ بہیجے گئے تھے سب کے بعد تشریف لائے ہیں یہ موقع نہایت اچھا ہے اور بہت سے خوش کرنے والے خیالات میرے دل میں آتے ہیں نوجوانوں کو انگلستان بہیجنے کی پالیسی کے ہر فرقہ اور ملت میں سے بہت سے لوگ مخالف تھے مگر ہماری سید صاحب کو اُس کی سعد گی کا پورا یقین تہا اور وہ ایسے شخص نہ تھے جو مخالفت سے ڈر جاتے لوگ اکثر کہتے ہیں کہ ایک نوجوان کو بالکل یکہ و تنہا ایک ایسے دور دراز ملک میں بھیجنا جہاں کہ بہت سی گمراہ کرنے والی چیزیں بھی ہیں گویا اُسکو للچانے والی چیزوں کے درمیان بٹھاکر اُس کا سخت امتحان لینا ہے اور نتیجہ غالباً بُرا ہوگا مگر یہ نہایت خوشی کا مقام ہے کہ اس کالج کے پانچوں طالب علموں نے اپنے

مخالفین کے قول کو بالکل غلط ثابت کردیا اور یہ بہی طمانیت بخش بات
ہے کہ اُن کی خاصی وکالت چل رہی ہے اس سے ہمارے سید صاحب
کی نہایت دانائی ثابت ہوتی ہے کہ اُنہون نے اُن لوگون کے واسطے
ایسا پیشہ تجویز کیا - کیونکہ جو کچھہ مین نے دیکہا ہے اُس سے مین کہہ سکتا ہون
کہ ہندوستان مین وکالت کے پیشہ مین ابہی گنجایش ہے - یہان انگلستان
کی سی کیفیت نہین ہے مین خیال کرتا ہون کہ لایق آدمی بہت تھوڑے ہین -
اور چونکہ ہمارے کل ولایت سے آئے ہوئے طالب علم اچھی طرح سے
اپنے پیشہ سے فائدہ اُٹھا رہے ہین جو انگلستان مین نہایت لایق سے لایق
نئے بیرسٹر کو نہین ہوسکتا اور یہ میرے بیان کا کافی ثبوت ہے -

مسلمان طالب علمون کے لیئے جو انگلستان جاتے ہین یہ بڑا فائدہ
ہے (جو اور ہندوستانی طالب علم کو نہین) کہ اُن کے ہم قوم لوگ بلا
تکلف اُن کو اپنے ساتھہ شریک کرلیتے ہین پس اُن کو اپنے قومی بہائیون
کی ترقی مین کوشش کرنے کا زیادہ موقع مل سکتا ہے ہمارا کام مسلمانون کی
سوشل حالت درست کرنا ہے ہم مسلمانون مین بہی وہی تہذیب اور
شایستگی دیکہنا چاہتے ہین جو آج انگلستان کو حاصل ہے - اس مین کچھہ
شک نہین کہ اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہندوستان بہت پسندیدہ جگہہ رہنے
کی اپنے باشندون اور نیز انگریزون کے لیئے بنجائے - مجکو ڈر ہے

کہ کہین اُن ہندوستانیون کا بھی جو انگلستان کے دل لبھانے والی
سوسائٹی اور علمی مزونکو چکھ چکے ہین اس ملک مین دل نہ لگتا ہو جیسی کہ
انگریزون کی کیفیت ہے ۔ مگر اُمید ہے کہ اُن کی اس سے کسیقدر تلافی
ہو گی کہ وہ اپنے ہم وطنون کی ترقی مین کوشش کرین اور قوت خیالی
کے ذریعہ سے ان خوشیون سے محظوظ ہون جو اُن کی آیندہ نسلون کو
حاصل ہونیوالی ہین ۔ انگلستان نے ہندوستان کو اُس کی سابق حالت
سے جس مین کہ وہ اب تک تہا ترقی دینے اور یورپ کی ترقی یافتہ قومون
کے برابر کر دینے کا بیڑا اُٹھایا ہے لیکن اس کام مین کامیابی صرف اُس
وقت حاصل ہو سکتی ہے کہ جب خود ہندوستانی بھی اُسکی مدد کرین اور اگر
انگریز اور ہندوستانی دونون اس عمدہ کام کے لیئے ایک دل ہون تو
آیندہ مورخون کو ضرور کہنا پڑے گا کہ انگریزون کی ہندوستان کی سلطنت
نہ ایک صرف حیرت انگیز سلطنت ہوئی بلکہ وہ دنیا کی تاریخ مین ایک
نہایت مفید واقعہ ہے ۔

مسٹر بک کی اسپیچ ختم ہونے پر مولوی محمد یوسف صاحب اُٹھے اور
اُردو مین بڑی فصاحت سے اسطرح گفتگو کی ۔

صاحبان اس خوشی کے عظیم الشان جلسہ میں ایک مختصر اسپیچ کرنے
کی اجازت حاصل ہونے سے جو عزت اور افتخار مجکو حاصل ہوا اُس کا میں

شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

میرے پیارے محمد حمید اللہ خاں صاحب اجو دلی تعلق اور محبت مجھے آپ کے ساتھ ہے اور اسوقت جو خوشی مجکو ہے اس کا اظہار مشکل ہے ۔ مجکو یہ تیسرا موقع خوشی حاصل ہونے کا ہے ۔ پہلا وہ دن تھا جس روز آپ آگرہ میں پیدا ہوئے ۔ دوسرا وہ دن تھا جس دن آپ تحصیل علوم مغربی کے واسطے لندن کو جاتے تھے اور میں نے نہایت دہوم سے ایک الوداعی دعوت کی تہی اور سب سے بڑا دن آج ہے کہ بفضلہ تعالےٰ آپ چھ برس چھ مہینے کے بعد فارغ التحصیل ہو کر کیمبرج یونیورسٹی کی بی ۔ اے کی ڈگری حاصل کرکے اور بیرسٹرایٹ لا کی سند لیاقت پاکر ہندوستان میں واپس آئے اور اپنے والدین اور دوستوں کے دلکو مسرور کیا ۔

آپ کے والد نے یہ جلسہ نہ صرف باظہار اُس دلی مسّرت کے کیا ہے جو آپ کے ہندوستان میں واپس آنے سے ہوئی بلکہ یہ جلسہ درحقیقت اُس خوشی کا ہے جو آپ کی وجہ سے آپ کی قوم اور محمڈن کالج کے طالبعلموں کو فخر حاصل ہوا ۔ آپنے ولایت میں جاکر صرف تعلیم علم میں ہی کوشش نہیں کی بلکہ آپ نے وہاں سوشیل طریقوں اور عمدہ اخلاق کے سیکھنے میں کوشش کی ہے جس کی آپ کی قوم کو بہت ضرورت ہے یورپ اور ہندوستان کی تہذیب اور تعلیم کا آپس میں مل جانے کا طریقہ

نہایت خوشنما ہے۔ جو لوگ ولایت جاتے ہیں اور وہاں سے کیسے ہی عالم فاضل ہوکر تشریف لاویں۔ میں سچ کہتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ ہندوستان کی تہذیب اور اپنے بزرگوں اور دوستوں کی تکریم اور ادب کا خیال نہ رکھینگے تو اُنکو کوئی پسند نکرے گا اور نہ وہ ہرگز مقبول نہونگے اور اُنکو ہرگز اپنے پیشہ میں کامیابی نہوگی مگر خدا کا شکر ہی کہ جہانتک میں نے اس قلیل عرصہ میں اقوال اور افعال اور طریقۂ ملنساری اور سمجھ بوجھ پر خیال کیا ہے آپ کو بہت مودب اور مہذب اور لایق پایا ہے مجھے خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ آپ بہت جلد اپنے مقاصد میں کامیاب ہونگے اور ایک نام آور بیرسٹر ہوجاوینگے۔

محمد حمید اللہ خانصاحب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ یا اور جو کوئی لندن جاوے اور وہاں کے علوم اور فنون اور تہذیب میں کمال حاصل کرکے اعلےٰ سے اعلےٰ عہدہ ہندوستان میں پاوے اور وہ اپنے یورپین بہائیوں اور عیسائی دوستوں میں ایسا گھل مل جاوے کہ کسی طرح کی تمیز باقی نہ رہے کچھ خوف کی بات نہیں ہے لیکن وہ کیسی حالت ہو کسی جلسہ میں ہو خواہ ایسے جلسہ میں جیسا کہ آجکا جلسہ ہے جس میں عیسائی اور مسلمان اور پارسی ایک میز پر جمع ہیں لیکن اُنکو

اپنے پاک مذہب اور مقدس اسلام کا ضرور پابند اور عقیدت مند ہونا چاہیئے وہ کیسی ہی حالت مین محو ہو مگر جب نعرہ اللہ اکبر اُسکے کان مین پہنچے تو فوراً اُسکا دل ہجائے اور نماز کو اُٹھہ کھڑا ہوے عیسائی اور مسلمان کی تمیز صرف اللہ اکبر کی آواز اور گرجا کے گھنٹہ کی صدا کے سوا کچھہ نہو لیکن اگر یہ نہین تو کچھہ خوشی کا مقام نہین بلکہ افسوس کی بات ہے اب مین خدا سے دعا مانگتا ہون کہ وہ ہمارے کالج کے مربی آنریبل سید احمد خان صاحب اور کالج کے معین مولوی محمد سمیع اللہ خان کی عمر مین برکت دے اور ہمارا کالج پھلے پھولے جس سے ایسے نونہال پرورش پاوین اور ایک عمدہ اور وفادار رعیت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا نبجاوے جس سے ہمیشہ کو سلطنت کا استحکام ہوے اب مین اس اسپیچ کو ختم کرتا ہون اور جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب اور آنریبل سید احمد خان صاحب کو محمد حمید اللہ خانصاحب کے واپس آنے پر مبارکباد دیتا ہون -

اسکے بعد محمد حلیم علیخان اسکوئر بیرسٹرایٹ لا جو حمید اللہ خان خان کے کالج فیلو اور انگلستان مین اُن کے ہم سفر تھے کھڑے ہوے اور کہا -

مسٹر پریسیڈنٹ و دیگر احباب -

مین جانتا ہون کہ آپ سب لوگ اس بات پر متفق ہونگے کہ کہانے کے بعد اسپیچ کرنا بڑی مشکل شے ہے (قہقہ) خاص کر اُس حالت مین جبکہ ایسا بامزا عمدہ ڈنر ہو جیساکہ آج ہم سب نے کہایا ہے۔ مین یہ تو نہین تبا سکتا کہ اُن صاحبون کی جنہون نے مجہسے پہلے اسپیچین کی ہین کیا کیفیت ہے لیکن میرا تو حال مثل کاسۂ پُرشدہ کے ہے (قہقہ) اور اسی سبب سے آواز بہی مجہسے بیوفائی کر رہی ہی۔ (قہقہ) اور اگر آپ مجہے ایک راز کی بات کے بتانے کی اجازت دین تو مین آپ سے کہتا ہون کہ مین نے خوب ہی دل بہر کر کہایا ہے (قہقہ) لیکن جب مین آپسے اس کے ساتہہ یہ بہی کہہ دون کہ بارہ گہنٹے سے مین نے کچہہ منہ مین نہین ڈالا تہا تو آپ کو اس سے کچہہ تعجب نہین ہوگا۔ (قہقہ)

اے صاحبو مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مین جب داخل ہوا تہا تو میرا ارادہ اسپیچ دینے کا نہین تہا لیکن یہ جلسہ ایسا مفرح القلب ہے کہ اگر نہ بولون تو اپنے حق مین بڑی بے انصافی کرون درانحالیکہ مین مسٹر حمید اللہ خان کو جنکی دعوت کا یہ جلسہ ہے ایسی اچہی طرح جانتا ہون اور جن سے مجہے دلی محبت ہے اور جن کے ساتہہ مین انگلستان گیا تہا اور چہہ سال تک اُس ملک دور دراز مین ساتہہ رہا۔

جب مین اپنے ارگرد دیکہتا ہون تو ہر فرقہ کے نہایت

معزز صاحبوں کو پاتا ہوں اور اسمیں صاحبان انگریز و ہندوستانی دونوں شامل ہیں بڑے بڑے پوزیشن کے انگریز و نواب و رئیسا و دیگر معزز عہدہ داران سرکار و معزز برہمن پارسی و عالم مولوی جنکو کہ میں آگے بڑہنے والوں کو پیچھے کھینچنے والے کا لقب دیتا ہوں سب ایک میز پر کہانے کو جمع ہیں۔ (قہقہ) یہ بہت خوشی کی بات ہے اور ہماری قوم کی کم عقلی و سوشل ترقی کا نیا زمانہ شروع ہونے کی نشانی ہے۔ یہ بات ہماری قوم کی آیندہ کی بہبودی و بہتری کی بڑہانے والی ہے (چیرز)۔

میں اس بات کے خیال کو ہرگز اپنے دل میں نہیں لاسکتا کہ آپ سب لوگ اس خوشی کے جلسہ میں صرف کہانیکے واسطے دور دور مقاموں سے تشریف لائے ہیں میں آپ کے دلوں کے حال کو دیکھہ سکتا ہوں اور وہ قومی ہمدردی و محبت برادرانہ و ملک کی بہلائی کا خیال جو آپ کے دل میں ہے سب کو جانچ سکتا ہوں۔

وہ اتفاق کا بیج جو آپ کے دلوں میں بویا گیا تھا اب بار آور ہوگیا ہے اور سرسبز درخت بڑی بڑی شاخوں دار اُسمیں سے پیدا ہو گئے ہیں اور وہ درخت کا ہے کے ہیں محبت برادرانہ و حمیت ملک کے۔ اس سے ہماری قوم کو نیا وجود حاصل

ہوگا جوکہ لسبب فساد دشمنی کی گرم گرم ہواؤں سے پژمردہ ہو گئے تھے۔
اور صاحبان انگریز جوکہ یہاں موجود ہیں اُن سے میری یہ عرض ہے کہ
ایسی مجلس جس مین کہ مین اس شب کو موجود ہون پولیٹکل باتوں کے لیئے
بڑی مفید ہے۔ جو فائدہ اُس سے ہوتا ہے میری زبان اُس کے بیان
سے قاصر ہے۔ یقین کیجئے کہ گورنمنٹ کیسی ہی قوی کیوں نہ ہو ہرگز کسی
مدت تک قایم نہیں رہ سکتی اگر حاکم و محکوم کی رضامندی نہ ہو۔ ایک
طریقہ سب سے عمدہ اس بات کے حاصل کرنے کے واسطے سوشل
مجمعوں کا ہوتا ہے۔ اس بات کو خوب سمجھنا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو سرکار صرف
شمشیر برہنہ و ہتیاروں کے زور سے نہیں دبا سکتی بلکہ اس کا صرف
یہ طریقہ ہے کہ ہندوستانی اشرافوں سے اچھی طرح اُن کے حاکم میل جول
رکھیں۔ انگلستان و ہندوستان متفق ہو کر روس کے ریچھ کو بہت آسانی
سے ساتھ روک سکتے ہیں۔ (چیرز) میں اسبات کے دیکھنے سے
خوش ہون کہ آپ صاحبان ضلع علیگڈھ ہندوستانیون سے میل جول
اچھی طرح کرتے ہیں اور یہ ایسا کام ہے کہ میں اسکی حد سے زیادہ تعریف
کرتا ہوں۔ (چیرز) اب مین مجمع کی تو خاطر کرچکا۔ (قہقہہ) ایک دو لفظ
اپنے دوست حمید اللہ خاں کی بابت کہتا ہوں (چیرز) اُن کی خوش مزاجی
و خوش اخلاقی و عدم غروری آپ سب صاحبوں کو معلوم ہے (چیرز) اور
مین اُن کو صحیح و تندرست انگلستان سے آنے کی مبارکباد دیتا ہون
اور نہ صرف اُنکو بلکہ اُن کے والد ماجد کو اور نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ

اُن سب صاحبون کی طرف سے جو کہ یہان جمع ہین اور اُنکی طرف
سے بھی جو کہ یہان کسی سبب سے نہین آسکے ۔ مجھے یاد ہے کہ چھ مہینو
پہلے اس سے جبکہ مجھے اس ہال مین اسپیچ دینے کا اتفاق ہوا تہا تو میری
دوست بڑے سلیقہ دان مسٹر رفیق نے میری نسبت کہا تہا کہ اُنکو خدا
نے خیالات کا ایک خزانہ قارون کا عطا کیا ہے اور ایک چینی مثل
ہے کہ عقل پیٹ مین رہتی ہے اور عقل و خیال قریب ہین ۔
اور مین آپ سے کہتا ہون کہ جب آدمی کا پیٹ بھرا ہوتا ہے تو خیال
سب خارج ہوجاتا ہے (قہقہ) اس لیے مین سمجھتا ہون کہ اب مجھو
بات ختم کرنی چاہیئے لیکن اس کے قبل مین دوبارہ اپنے عالی قدر
میزبان کو مبارکباد دیتا ہون ۔
حامد علیخان کی اسپیچ ختم ہونے پر محمد حمید اللہ خان اُٹھے اور مندرجہ
ذیل لفظون مین دوستون کا شکریہ ادا کیا ۔
جناب صدر انجمن و دیگر صاحبان ۔
مین امید کرتا ہون کہ آپ سب صاحب مجھکو اجازت دینگے کہ مین
اُس مہربانی کا شکریہ ادا کرون جو آپ نے میرا جام تندرستی پینا
تجویز کرنے سے مجھ پر کی ہے اور نیز اُس دلی گرم جوشی کا جس سے
کہ سب لوگون نے جو آج رات کو یہان جمع ہوئے ہین اُس جام کو پیا ہے

اس ہال مین مین اپنے گرد اپنے بچپن کے بہت سے دوستون کو دیکھتا ہون اُن مین سے بعض دوستون سی مجھے یہان آنے سے پہلے ملنے کی خوشی حاصل ہو چکی ہے اور مجھے اُمید ہے کہ باقی صاحبون سے بھی جن سے ابھی تک بات چیت کرنے کا موقع نہین ملا ہے بہت جلد دوستی کو تازہ کر لون گا آج کے جلسہ کا فخر زیادہ تر میرے والد کو یا سید احمد خان صاحب کو جو ہمارے باپ سے کے ہین ہے - جب میرے والد کی علیگڈھ سے تبدیلی ہو گئی تھی تو مین اپنے پیارے نانا (سید احمد خان) ہی کی نگرانی مین رہا اور انہین کے مکان میں میرا بہت سا بچپن کا زمانہ جو نہایت خوشی کا زمانہ ہوتا ہے بسر ہوا اور انہین کی تحریک سے تکمیل تعلیم کے لیے مین انگلستان کو بھیجا گیا - اُنہون نے ہمیشہ میری رہنمائی کی اور مجھے عمدہ صلاحین تبلائین -

اس موقع پر مجکو اپنے ماموں سید محمود کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیئے جو بعض اسباب سے اسوقت موجود نہین ہین اُنہون نے میری مدد کی ہے اور تعلیم کا راستہ جس سے کہ وہ انگلستان مین رہنے کے سبب سے بخوبی واقف تھے بتلایا ہے - اب اگر مین اپنے والد کا اُن اخراجات اور تکلیفون کی عوض مین جو اُنہون نے میرے لیے برداشت کی ہون شکریہ ادا کرون تو یہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر کام کرنا ہے -

ہاں صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ محبت اور احسان مندی کے ساتھ اُنکا
فرمانبردار رہوں ۔ جیساکہ اب تک ہوا ہے آیندہ بھی میری یہی کوشش
ہوگی کہ اُن کی خوشنودی مزاج کا بہت خیال رکھوں اور کوئی بات اُنکی مرضی
کے خلاف نہ کروں ۔ مجھکو خواجہ محمد یوسف صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے
جیساکہ اُنہوں نے ابھی بیان کیا ہے کہ جب سے مین پیدا ہوا ہون اُنہوں
نے مجھسے محبت کی ہے اور نیز مجکو اُس شخص کا بھی مشکور ہونا چاہیئے جو
میرے مقابل بیٹھا ہوا ہے (مسٹر تھیوڈور بک) اور اس عظیم الشان
مدرسہ کا افسر ہے جسکا ہم سب کو فخر ہے ۔ اور فخر بھی کچھ بیجا نہیں ہے
سب کے بعد مگر کسی سے کم نہیں مجھکو اپنے ہم پیشہ بھائی حامد علی خاں کا
شکریہ ادا کرنا چاہیئے جنہوں نے نہایت مہربانی کے لفظوں مین میرا ذکر
کیا ہے ۔ مجکو معلوم ہوا ہے کہ میرے اکثر دوست جو اس وقت موجود ہیں اور
دور دراز فاصلہ سے تکلیف اٹھا کر تشریف لائے ہین چاہتے ہیں کہ میری
ساڑھے چھ برس کی دلپسند غریب الوطنی کے حالات سُنیں ۔ اسوقت
مجکو سخت مشکل درپیش ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ میرے ان تمام حالات کے
بیان کرنے سے یہ خیال پیدا ہو کہ میں اپنی تعلیم کی تعریف کرنی چاہتا ہوں لیکن
چونکہ ہم سب یہاں دوست ہیں اور دوستوں کی خواہش کا پورا نکرنا بھی
ایک نوعمر آدمی کے شرم وحیا کے خلاف ہوگا ۔ مختصر یہ ہے کہ جیسا ہمارے
اکثر دوست جانتے ہیں مجکو میرے والد نے اوائل عمر مین سول سروس
مین داخل ہونے کے لئے کوشش کرنے کو بھیجا ۔ اگرچہ مین جانتا تھا

کہ میں بہت کمزور رہوں اور امتحان بہت سخت ہوتا ہے مگر میں نے
یہ بھاری کام اپنے ذمہ لیا لیکن آخری امتحان سے چند مہینے پیشتر
سخت بیمار ہو جانے کے سبب سے میں امتحان میں ناکامیاب رہا
بعد ازآں میں نے وہ رستہ اختیار کیا جو سید محمود صاحب نے مجکو تبلایا
اور میں خیال کرتا ہوں کہ اس میں مجکو بہت کچھ کامیابی حاصل ہوئی -
میرے والد نے پیشہ کا پسند کرنا میری مرضی پر چھوڑا مگر یہ خواہش
ظاہر کی کہ بیرسٹری کے واسطے کوشش کروں تو اچھا ہے اخیر نومبر
میں ایک نہایت شریف ارل کی مہربانی سے جنکا نام ہندوستان کا
بچہ بچہ جانتا ہے اور جنکو ہندوستان سے نہایت محبت ہے یعنی
لارڈ نارتھ بروک کی توجہ سے مجکو مصر کے مشن میں اتاچی کا عہدہ ملا -
اگرچہ مجکو خود اس قسم کی ڈپلومٹک خدمات بہت مرغوب ہیں مگر یہ عزت
انگریز دوستوں اور خصوصًا مسٹر جی ایس - ڈی فلس جیرلڈ کی نصیحتوں
سے جو میرے نگران حال تھے اور بھی بڑھ گئی - ان صاحب کی مہربانیوں کا
میں اس موقع پر ضرور شکریہ ادا کروں گا - اپنے مربیوں کی خواہش کے
بموجب میرا ارادہ ہے کہ چند روز وکالت میں قسمت آزمائی کروں -
ہاں مجکو یہاں یہ بھی بیان کرنا چاہیئے کہ مین نے اپنے انگلستان کے
قیام میں بھی افشل طور پر فارن آفس انڈیا آفس مین اکثر کام کیا ہے
اور ہندوستان اور نوآبادی کی نمائش میں جس مین حال کے اور سابق
کے سکرٹری آف اسٹیٹ نے اور ہندوستان کے دیسرایوں نے

ایک بہت بڑا جلسہ کیا تہا اس مین شریک ہونے کے واسطے جو
خطوط ایب بہیجے گئے اُن مین مدد کرنے کے لیئے بہی مین منتخب ہوا اور
مجکو اپنی ناچیز کوششون کا کافی صلہ ملگیا جیسا کہ شاہزادۂ والا تبار
پرنس آف ویلز اور ساری دنیا نے کہا کہ جلسے نہایت خوش اسلوبی
کے ساتہہ ہوئے - مجکو ہمیشہ اس بات کا فخر رہیگا کہ جو ہندوستانی
انگلستان مین تہے اُن مین سے مین ہی منتخب ہوا - بعد ازان مجکو ایک
اور یہ عزت حاصل ہوئی کہ وائنا مین جو مشرقی زبان جاننے والون
کی کانگرس ہوئی اُس مین انڈیا آفس کی طرف سے مین بہیجا گیا وہان
سے مجکو گہر کی محبت و تعلقات دوستی نے کہینچا اور مین جلد ہندوستان
کو واپس آیا اگرچہ بہتر تو یہ ہوتا کہ مین انگلستان کو جاتا - اب مین چند باتین
اپنے علیگڈہ کالج کی بابت بیان کرتا ہون کہ اُسکی نسبت انگلستان
مین لوگون کے کیا خیالات ہین - ہر شخص پر وہان جانے سے یہ
ظاہر ہو جاوے گا کہ وہان کے انگریز مدرسۃ العلوم کے طالبعلمون
کو نہایت ہونہار ہونے ہندوستان کے نوجوانون کے خیال کرتے ہین
اور انہین ہندوستان کے اور طالب علمون سے جو انگلستان کو جاتے
ہین انگریزی رسم و رواج سے بہت زیادہ واقف جانتے ہین -
اس مین کوئی شک نہین کہ یہ اُس عمدہ طریقہ کا جو ہمارے کالج مین

جاری ہے اور اُس توجہ کا نتیجہ اسٹاف پروفیسرون کا طالبعلمون
کی بہبودی کی طرف ہی نتیجہ ہے۔ میرے انگلستان سے روانہ ہونے سے
پیشتر کل مدرسۃ العلوم کے طالب علم جوان دنون مین لندن مین تھے
اور جن کی تعداد بارہ تھی میرے بلانے سے ایک گروپ مین اپنی تصویرین
کھنچوانے آئے اور مجھکو امید ہے کہ اُس گروپ کی نقلین جلد میرے
پاس آجاینگی اور مدرسہ کے نفع کے لئے فروخت ہونگی۔ اس وقت
تقریر کرنے والون مین سے بعض نے کچھ ملکی معاملات کا بھی ذکر کیا ہے۔
اگرچہ زیادہ تر مین سوشیل اسپیچ کہنی چاہتا تھا مگر مقتضائے اخلاق یہ ہے
کہ مین بھی ملکی معاملات کی نسبت کچھ کہون۔ مجکو یقین ہے کہ اس قسم
کے جلسے انگریزون اور ہندوستانیون کے درمیان ارتباط کو بہت
بڑھاتے ہین۔ ہم علیگڈھ والون کو تو آنریبل سید احمدخان صاحب کی
رہنمائی مین ہین اس بات کے جاننے سے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اس
قسم کے سوشیل جلسے اول ہمارے ہان سے جاری ہوئے ہین اور اب
وہ ہندوستان بھر مین پھیلتے جاتے ہین۔ روز بروز ہندوستان اور
اُسکی تاریخ سے اور اُس کے باشندون کے حالات سے یورپ
والے زیادہ واقف ہوتے جاتے ہین۔ یورپ کو واقفیت کی بہت
پیاس ہے اور اب جہان تک ہوسکتا ہے اُس کی پیاس بجھانے کی
کوشش کی جارہی ہے۔ کچھ عرصہ گذرا کہ میری ایک لیڈی سے ملاقات
ہوئی جس نے صرف ہندوستان کا ایک سرسری طور پر ذکر سُنا تھا

اُس نے مجھ سے سوال کیا کہ تم ہندوستان سے آئے ہو یا بمبئی سے مجکو اس سوال سے سخت تکلیف ہوئی - مگر اس سال کی نمایش سے ہندوستان کی تاریخ اور فنون کی واقفیت انگلستان والوں کو تو بہت ہو گئی اور مجکو امید ہے کہ ہمارے ملک کے بچوں کو اب پھر یہ دقت پیش نہ آوے گی کہ ایک خوبصورت لیڈی کے سامنے بیان کریں کہ بمبئی اُس عظیم الشان ہندوستان کا ایک شہر ہے - روس کے حملہ کی بابت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجکو بالکل اس کی لڑائی کا خوف نہیں ہے - میں ایک دفعہ والنیٹر رہ چکا ہوں اور اگر کبھی ایسا وقت پڑ گیا تو گو مجھ پر اپنے کیمبرج کے طالب علم کا بازو اسقدر قوی نہ ہو جیسا کہ ایک ہندوستانی سپاہی کا مگر میں اپنے تئیں گورنمنٹ کے حوالہ کرونگا کہ جو کام چاہیں مجھ سے لے سکیں اور اُس شخص کی ناچیز امداد جس میں صرف یہ نقص ہے کہ اس ملک کی پیدایش ہے قبول ہوتی ہے یا نہیں - آخر میں اے صاحبو میں اپنے والد کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپنے خرچ اور تکلیف اُٹھا کر آج رات کو یہاں جمع ہونے سے ہمکو سربلندی بخشی ہے - میں اس جلسہ کو اپنی زندگی کا ایک بڑا واقعہ خیال کرونگا اور یاد رکھونگا مگر اس کا مجکو بار بار خیال آنا چاہیے

کہ مین نے ابھی کوئی ایسا کام نہین کیا ہے جو اس عزت کا مستحق
ہون - آپ کی مجھ پر ساری مہربانی میرے نانا اور والد کے
لحاظ اور محبت کے سبب سے ہے جو آپ کو اُن کے عمدہ کامون
کے سبب سے ہو گئی ہے - آیندہ میری کوشش یہ ہو گی کہ اپنے
تیئن آپ کی محبت کا مستحق بناؤن اور مجکو امید ہے کہ آیندہ ہمکو
ایک دوسرے کی خدمت کرنے کا زیادہ موقع ملے گا۔ بہ نسبت اس
کے کہ اب تک تھا -

مین ہمیشہ آپ کے حکم کی تعمیل کرون گا - اگر آپ کو اپنی اولاد
کے انگلستان مین تعلیم دینے یا خود یورپ مین سفر کرنے کی نسبت
کچھ دریافت کرنا ہو گا مین بغیر شیخی کے کہتا ہون کہ اس بارہ مین آپ
کا کچھ بہت اصلاح کا رنہ ہونگا کیونکہ مدت تک انگلستان کے مختلف مدرسون
مین مینے پڑھا ہے اور خوشنما یورپ کے اکثر حصّون مین سفر کیا ہے -
جب حمید اللہ خان اپنی کرسی پر بیٹھے سید احمد خان اُٹھے اور کہا

محمد حمید اللہ خان -

مدرسۃ العلوم کی کمیٹی ڈائرکٹر انسٹرکشن کے ممبرون نے آپ کو
اپنی کمیٹی کا ممبر مقرر کیا ہے اور مین بحیثیت سکریٹری کمیٹی آپ کے
تقرری کی سند آپ کے سامنے پیش کرتا ہون اور مدرسۃ العلوم کو

اس بات کی مبارک باد دیتا ہوں کہ ایک ایسے شخص نے جو اس مدرسۃ العلوم کا پہلا طالب علم تھا اپنی تعلیم میں ایسی ترقی کی ہے کہ رکن مدرسہ ہونے کی حیثیت سے اعلیٰ درجہ پر پہونچا ہے اور ممبران کمیٹی ڈائرکٹر انسٹرکشن نے اُس کو اپنی کمیٹی کا ممبر منتخب کیا ہے۔

محمد حمید اللہ خاں ایک اور بات بہی ہے جس کی اطلاع میں تم کو دینا چاہتا ہوں۔ اگرچہ آج کا جلسہ تمہارے والد مولوی محمد سمیع اللہ خاں کی طرف سے ہوا ہے لیکن تمہارے اور بہت سے دوست بہی تمہارے آنے کی خوشی میں تمہارے لیے دعوت کے جلسے کرنے چاہتے ہیں مگر تمہارے دوستوں مین رائے کا اختلاف ہوگیا ہی۔ بعض کی تو یہہ رائے ہے کہ اسی قسم کی جلسے جیسا کہ آج کا جلسہ ہی پے در پے کیے جاوین اور نہایت عمدہ لذیذ کہانے لگاتار تمکو کہلاتے رہیں کیونکہ تم تو اُس کہانے میں سے تہوڑا سا کہاؤ گے اور بہت سا کہانے کا خود اُن ہی کو موقع ملیگا۔

بعض کی یہ رائے ہے کہ جسقدر روپیہ تمہاری دعوت میں تمہارے دوست خرچ کرنا چاہتے ہیں وہ جمع کیا جاوے اور اُس سے مدرسۃ العلوم میں ایک مکان جو لکچر روم ہو اُس خوشی کی یادگاری میں بنایا جاوے اور اُس پر کتبہ لگایا جاوے تاکہ ہمیشہ کو اس خوشی کی یادگاری قایم رہے

اور ہماری قوم کے بچوں کی روحانی دعوت ہمیشہ اُس کے ذریعہ سے ہوتی رہے۔ جو تمہارے دوست اس پہلی دانشمندانہ رائے پر مستقل ہیں اور جسقدر روپیہ اُنہوں نے تمہاری دعوت کی بابت دیا ہے اُن کی نام یہ ہیں۔

مولوی سید مہدیعلیخاں منیر نواز جنگ بہادر .. .. الت

سید محمد محمود .. .. عمار

خواجہ ابوالحسن ازمقام حیدرآباد دکن .. .. صمار

حامد علیخاں اسکویر بارسٹرایٹ لا .. .. صمار

کنور محمد عبد الغفور خاں صاحب رئیس دھرم پور .. .. صمار

سید احمد .. .. صمار

منشی محمد ذکاءاللہ پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد .. .. مامہ

منشی صفدر حسین خاں بہادر .. .. مار

افسوس ہے کہ ان میں سے سوائے میرے اور کنور عبد الغفور خاں کی اور کوئی اس جلسہ میں موجود نہیں ہے مگر مولوی مہدیعلی نے جو پیغام تاربرقی تمکو اور تمہارے والد کو مبارکبادی دینے کو میرے نام بھیجا ہے وہ تمکو اور تمہارے والد کو سنایا جاتا ہے۔

ازمقام حیدرآباد دکن

از طرف مہدیعلی

بنام مولوی سید احمد خان بہادر سی - ایس آئی -
حمید اللہ خان کے عرصۂ دراز کے بعد واپس آنے کی خبر سُننے سے
مجکو بے انتہا خوشی حاصل ہوئی - وہ اسقدر کامیابی کے ساتھہ واپس
آئے ہین کہ جس سے نہ صرف اُنہین کی عزت بلکہ تمام مسلمان قوم کی عزت
ہے - مجکو افسوس ہے کہ مین خود اُن کے واپس آنے کی خوشی کے
جلسہ مین شریک نہین ہوسکتا لیکن آپ کی فہرست چندہ مین ایک
ہزار روپیہ دیتا ہون - میری طرف سے اُن کے والد کو مبارکباد
دیدیجئے -
حمید اللہ خان نے نہایت ادب کے ساتھہ سند تقرری ممبری
کو لیا اور کہا -
میرے پیارے نانا سید احمد خان -
مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جو عزت آپ نے مجھ کو اپنے صیغہ تعلیم
کی کمیٹی کی ممبری سے بخشی ہے اسکا مجھ کو بہت فخر ہے - یہ ایک ایسا
درجہ ہے جس کی مجکو اس مدرسہ کا پہلا طالب علم ہونے کی وجہ سے
واجبی تمنا ہوتی مگر افسوس ہے مین نے ابھی تک اس مدرسہ کے واسطے
کچھہ نہین کیا اور اس لحاظ سے شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ مین اس
عزت کا مستحق نہین - میرا ارادہ تہا کہ جرمنی کے شمالی حصّہ مین سفر

کرون اور وہان کے طریقہ تعلیم کو دیکھکر آپ کے مدرسہ کو فائدہ پہونچاؤن مگر بعض وجوہ سے ایسا نہو سکا - مگر انگلینڈ اور آیرلینڈ مین مجکو چند باتین معلوم کرنیکے موقعے ملے ہین جو مدرستہ العلوم کے طریقۂ تعلیم کی درستی مین مفید ہونگے اور جو یادداشت مین نے لکہی ہے وہ کسی آیندہ موقع پر مین کمیٹی مین پیش کرونگا - لیکن ابہی جرمنی کے طریقہ تعلیم دیکھنے کا ارادہ میرے دل سے بالکل نہین گیا ہے اور امید ہے کہ وہ دن بہت دور نہین ہے کہ جب مین نہ صرف جرمنی بلکہ سوئیٹرزلینڈ اور فرانس مین اس غرض سے سفر کرونگا کہ وہان کی تعلیم کے مختلف طریقون کا مقابلہ کرون اور اُسوقت غالبًا مین زیادہ اچھی رپورٹ لکہہ سکونگا بہ نسبت اس کے جو مین اب لکہہ سکتا کیونکہ اسوقت مین بہت جلدی مین تہا -

جناب مین دوبارہ اس عزت کا شکریہ ادا کرتا ہون جو کمیٹی نے مجکو بخشی ہے جسکے آپ لائق سکرٹری ہین اور قوی امید ہے کہ آپ مجکو ایک اچھا ساتہی پائینگے اسکے بعد مسٹر حمید اللہ خان بیٹھ گئے مگر پہر اُسکے اُٹھے اور کہا جناب جو عزتین کہ مجکو عطا ہوئین اُن سب مین مین اتنی کسی کی قدر نہین کرتا ہون جتنی کہ اُس کی جو آپ نے اور ابّا جان نے اور مین فخر کے ساتہہ کہتا ہون کہ میرے دوستون نے کی ہے - جنکے نام آپنے ابہی

سیلیئے ہیں اور جنہوں نے اپنی مہربانی اور فیاضی سے ایک بڑی رقم چندہ
کی میرے واپس آنے کی یادگار میں مدرسۃ العلوم میں ایک کمرہ بنانے
کی غرض سے عطا فرمائی ہے - اس سے زیادہ مجکو اور کس چیز سے
خوشی ہو گی کہ اس کالج کی عمارتوں میں جہاں میں نے تعلیم پائی اور میری
عمر کا نہایت خوش حصہ لبسر ہوا ہے ترقی ہو جناب آپ (سید صاحب
کی طرف اشارہ کرکے) اور نیز میرے والد اور فی الحقیقت ہم سب
افسوس کرتے ہیں کہ مختلف وجوہات سے ہمارے بہت سے دوست
موجود نہیں ہیں جنکے آنے سے ہم کو کمال خوشی ہوتی مگر انہوں نے بطور
اظہار اپنی محبت کے اس غرض کے لیئے چندہ بہیجدیا ہے - جسکا
آپ نے اپنی فصیح بلیغ تقریر میں ذکر کیا - اگر مجکو اپنے عزیزوں سے ملنے
اور خصوصاً اپنی والدہ کو دیکھنے کی خواہش یہانتک نہ لاتی تو مین ضرور اپنے معزز
دوست مولوی مہدیعلی خاں صاحب اور اپنے ماموں (خواجہ ابو الحسن) سے
حیدرآباد میں ملاقات کرتا مگر مجکو جلد امید ہے کہ بہت جلد اُن سے اور نیز
اُن دوستوں سے جو اسوقت موجود نہیں ہیں مجکو ملنے کا موقع ملیگا -
سید محمود صاحب پیشتر ہی سے مجکو لکھ چکے ہیں کہ میں اُن سے ملنے کو آؤں
اور جتنے دن تک چاہوں اُن کے پاس رہوں اور اب ہماری اور
اُنکی ملاقات میں صرف دنوں کی دیر ہے - اب سپیچ کے اس حصہ کی

کی نسبت جس میں کہ آپ نے دعوت کا ذکر کیا ہے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا
اُس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں لیکن صرف اسقدر عرض کروں گا کہ
جس بات سے آپکی رضامندی ہو گی اُس سے میں بھی ضرور خوش ہوں گا
اور وہ بات جس سے آپ کی رضامندی ہو گی ان صاحبوں کے فیصلہ پر
چھوڑتا ہوں جنھوں نے آپکی اپیچ کو سنا ہے چونکہ رات بہت گذر گئی ہے
اس لیئے میں زیادہ گفتگو نہیں کروں گا اور جن باتوں کو کہ زبان ظاہر
نہ کرے گی اُنکو دل خود معلوم کرینگے۔ اور پھر میں سب دوستوں کا شکریہ
ایک شاعر کے لفظوں میں ادا کرتا ہوں جسکا مضمون یہ ہے کہ۔ اپنے دوست
کو اپنی جان کے مضبوط بند سے باندھو۔

اختتام مجلس پر سید احمد خاں کھڑے ہوئے اور صدر انجمن کا شکریہ ادا
کیا اور کہا۔

مسٹر کیڈل

میں ان تمام لوگوں کی طرف سے جو اسوقت اس بڑے ہال میں
موجود ہیں اور اُن لوگوں کی طرف سے جو ہمارے کالج سے علاقہ رکھتے
ہیں اور اسوقت موجود نہیں ہیں آپ کی اس مہربانی کا جو آپ نے آج
رات کو اس جلسہ کے صدر انجمن ہونیسے فرمائی ہے شکریہ ادا کرتا ہوں
ہمیشہ آپنے ہمارے کالج کے ساتھ مہربانی کی ہے اور پھر ایک جلسہ میں

صدر انجمن ہونے سے ہماری خوشی اور ہمارے کالج کی عزت کو بڑھایا ہے۔ مسٹر کیڈل - بلاشبہ آپ اس ضلع کے حاکم ہین مگر مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ آپ کے صدر انجمن ہونے سے جو ہمکو خوشی اور عزت ہوئی ہے اُس کو آپ کے منصب سے کچھ علاقہ نہین ہے بلکہ آپ کی ذات خاص سے تعلق ہے - آپکا اخلاق اور ہندوستانیون کے ساتھ آپ کی محبت وہمدردی نے آپ کو ہر دل عزیز کر دیا ہے اور بالتخصیص جو دلی مہربانی آپ کی ہمارے کالج اور ہمارے کالج کے طالب علمون کے ساتھ ہے اُس نے ہمارے دلون مین آپ کی ایسی جگہ کر دی ہے کہ ہم آپ کو اپنی ہی قوم کا سا ایک مربی سمجھتے ہین - ہماری کیٹی کا جو سب سے بڑا مقصد ہے کہ اُس مین انگریزون اور مسلمانون کی سچی دوستی اور محبت پیدا ہو اُس مین مدد دینے کو آپ ہمیشہ فیاضی سے موجود ہین - یہی سبب ہے کہ ہم آپ کو ہمیشہ تکلیف دیتے ہین اور اس بات کے ظاہر کرنیکیلیے کہ آپ کے صدر انجمن ہونے سے ہمارے دلون کو کسقدر خوشی ہوئی ہے ہمارے پاس کافی لفظ موجود نہین ہین اس کے بعد حمید اللہ خان کے لیئے دعائیہ چند اشعار عربی وفارسی کے گائے جانیکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور آتشبازی چھوڑی گئی -

صفحہ ۱۳۱۲

منقول از علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۸۶ء

محمڈن اینگلو اورنیٹیل کالج علیگڈھ

مولوی محمد سمیع اللہ خاں بہادر سی۔ایم۔جی نے جسطرح کہ
بہت بڑا جلسہ اپنے دوستوں کی دعوت کا محمد حمید اللہ خاں
بی۔اے بارسٹرایٹ لا کے ولایت سے واپس آنے کا کیا تھا
اُسی طرح ۷ ماہ حال روز یکشنبہ کو مدرسۃ العلوم کے تمام بورڈرز
کی دعوت کا جلسہ سالار منزل (ڈیننگ ہال) میں کیا۔ اس جلسہ
میں کالج اسٹاف کے چند پروفیسر ہندوستانی اور یورپین اور کمیٹی
ممبر بھی موجود تھے۔ مسلمان بورڈروں کے اور سب لوگوں کے
لیئے سالار منزل میں اور ہندو بورڈروں کے واسطے
ایک علیحدہ کمرے میں دعوت کا سامان کیا گیا تھا۔ لیکن جس وقت
کہ کھانا تمام ہو گیا تو ہندو بورڈر بھی اپنے مسلمان بورڈروں کے

ساتھ آکر شریک ہو گئے۔

مسٹر بک پرنسپل کالج اس جلسہ کے پریسیڈنٹ تھے کھانا ختم ہونے کے بعد وہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے اور ایک مختصر اوپننگ اسپیچ کی اور کہاکہ مین طالب علمون مین سے بعض سے درخواست کرونگا کہ وہ اسوقت اسپیچین کرین۔

چنانچہ نو طالب العلمون نے اسپیچین کین جنمین مولوی محمد سمیع اللہ خان کا شکریہ ادا کیا گیا اور انکو اور اُن کے فرزند مسٹر حمید اللہ خان کو اُن کے بخیریت اور بہ کامیابی واپس آنے پر مبارکباد دی گئی محمد عزیز مرزا اور بھگوان داس برہمن اور مصطفی خان کی اسپیچین بہت فصیح تھین اور اُن پر بہت سی چیرز دی گئین ان لوگون نے اپنی اسپیچون مین اس جلسہ کی خوبیون کا اور اُس کے اثر کا ذکر کیا۔

مصطفے خاں نے اپنی اسپیچ مین کہاکہ ہندوستانیون کے لئے سفر انگلستان ایک قسم کا قومی سفر ہے کیونکہ جو ہندوستانی نوجوان انگلستان سے تعلیم پاکر واپس آئینگے اُن سے قوی اُمید ہے کہ وہ اپنی قوم کو بہت کچھ نفع پہنچا ئینگے اور اس کی موجودہ حالت کی بہتری کے لئے کوشش کرین گے۔

اس کے بعد مسٹر ریلی پروفیسر انگلش لٹریچر اور مسٹر محمد رفیق

بارسٹرایٹ لا نے اسپیچین کین - مسٹر ریلی نے محمد حمید اللہ خان کے
واپس آنے پر اپنی خوشی ظاہر کی اور کہا کہ مین اپنے دوست
کی قدر نہ صرف اُنکی علمی لیاقت کی وجہ سے کرتا ہون بلکہ زیادہ تر
اُن کی ذاتی خوبیون کی وجہہ سے کرتا ہون - اُنہون نے یہ بھی کہا
کہ صرف انگریزی تعلیم ہی سے آدمی کچھہ نہین ہو جاتا اور چند لوگون
کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ لوگ انگلستان کبھی نہین گئے لیکن
باوجود اس کے وہ بہت اچھے آدمی ہین -

مسٹر رفیق نے اپنے دوست مسٹر حمید اللہ خان کی ذاتی
خوبیون کا ذکر کیا اور کہا کہ اُنہون نے انگلستان مین اپنا بہت
اچھا اثر چھوڑا ہے اور بہت عرصہ تک اُن کو لوگ یاد رکھینگے -
اس کے بعد مسٹر بک نے محمد حمید اللہ خان کا ٹوسٹ ایک
بڑی اور دلچسپ اسپیچ مین پروپوز کیا - اُن کی اسپیچ کے بعد مسٹر
حمید اللہ خان کا جام تندرستی نہایت جوش کے ساتھہ پیا گیا
اور مسٹر حمید اللہ خان نے مندرجۂ ذیل اسپیچ مین جواب دیا

اے صاحبو -

مین اس عزت سے جو آپ نے مجھے آج شب کو میری صحت کا
جام پینے سے بخشی ہے - نہایت ممنون و خوش ہون -

ممنون تو اس سبب سے ہوں کہ میرے دل میں آپ کے جوش طبعی کا
پورا پورا اثر ہو گیا ہے اور میں خوش اس سبب سے ہوں کہ میں اپنے
دوستوں اور کالج فیلو کی صحبت میں اپنے تئیں پاتا ہوں ۔
بڑی بڑی اسپیچیں ایسے موقعوں پر حاضرین جلسہ کو تھکانے والی
ہوتی ہیں اور اس لئے میرا یہ ارادہ ہے کہ صرف جو باتیں آپ صاحبوں نے
اپنی اپنی اسپیچوں میں بیان کیں ہیں اُن ہی کے جواب پر کفایت کروں ۔
میرے مشفق بھگوان داس صاحب نے بہت درست بیان کیا
کہ ہمارے کالج کا ایک یہ مقصد ہے کہ ہندو مسلمان دونوں قوموں میں
اتفاق باہمی پیدا کرے ۔ مجھے اُمید ہے کہ یہ بات صرف اُن لوگوں کی
ہی سننے کے واسطے نہ رہیگی جو کہ آج شب کو اس کمرہ میں موجود ہیں
بلکہ دنیا میں سب کے گوش زد ہو گی ۔ آپ صاحبوں کو بلاشک
معلوم ہوگا کہ اس کالج کا نام جو مدرسۃ العلوم مسلمانان رکھا گیا ہے وہ
صرف اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ ہمارے ہم قوم مسلمان جو کہ تعلیم
میں بہت پیچھے تھے اس کی طرف رجوع ہوں اور بانیان مدرسہ
کے خیال و گمان میں بھی یہ بات نہیں گزری تھی کہ اہل ہنود کو اس میں
شامل نکریں ۔
جناب من صرف یہی بات نہیں ہے بلکہ بہت سے ہندو صاحب

اس کالج کے بڑے مددگار و معاون ستھے اور ہیں منجملہ اُن کے
ب مجھے نہایت خوشی ہے کہ اسوقت میں اپنے ناناکے پاس ایک کو
بیٹھا دیکھتا ہوں۔ (جناب راجہ جیکشن داس صاحب بہادر کی
طرف اشارہ کیا) اُنہوں نے ابتدا سے مدرسہ کو اپنے مال اور
وقت سے مدد دی اور دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہی بڑے
بڑے معزز ہندو ہمارے مدرسہ کے مددگار ہیں۔ میرے عالم
دوست نے جو کہ برہمن ہیں وقت دعا کرنے کے ہم لوگوں سے
خواہش کی تہی کہ ہم اُن لوگوں کے فرقہ میں سے ہین جو کہ ہر چیز کو
ہنسی میں اُڑاتے ہیں میں ہرگز ہرگز ان لوگوں میں سے نہیں ہونا
چاہتا جو اس بات کو باور نہیں کرتے کہ برہمنوں کی دعا اور ہندوؤں
کی دعا سے جلد قبول نہیں ہوتی لیکن چونکہ میں خود برہمن نہیں ہوں
اسواسطے میں صرف ایک خواہش ظاہر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے
کہ ہندو و مسلمان کے بیچ میں دوستی زیادہ ہو۔ اے صاحب
آپ خوب جانتے ہیں کہ ہندو مسلمان دونوں قومیں ایک بڑی مدت
سے ساتھ رہتی ہوئی چلی آئی ہیں اور مجھے اس بات کی کوئی وجہ
نہیں معلوم ہوتی کہ ہم میں دوستی کیوں کم ہو بلکہ مجھے قوی اُمید ہے
کہ جوں جوں تعلیم بڑھتی جاوے گی ہم سب کی دوستی بہی زیادہ

ممنون تو اس سبب سے ہوں کہ میرے دل میں آپ کے جوش طبعی کا
پورا پورا اثر ہو گیا ہے اور میں خوش اس سبب سے ہوں کہ میں اپنے
دوستوں اور کالج فیلو کی صحبت میں اپنے تئیں پاتا ہوں -
بڑی بڑی اسپیچیں ایسے موقعوں پر حاضرین جلسہ کو تھکانے والی
ہوتی ہیں اور اس لئے میرا یہ ارادہ ہے کہ صرف جو باتیں آپ صاحبوں نے
اپنی اپنی اسپیچوں میں بیان کیں ہیں اُن ہی کے جواب پر کفایت کروں -
میرے شفیق بھگوان داس صاحب نے بہت درست بیان کیا
کہ ہمارے کالج کا ایک یہ مقصد ہے کہ ہندو مسلمان دونوں قوموں میں
اتفاق باہمی پیدا کرے - مجھے اُمید ہے کہ یہ بات صرف اُن لوگوں کی
ہی سننے کے واسطے نہ رہیگی جو کہ آج شب کو اس کمرہ میں موجود ہیں
بلکہ دنیا میں سب کے گوش زد ہو گی - آپ صاحبوں کو بلا شک
معلوم ہو گا کہ اس کالج کا نام جو مدرستہ العلوم مسلمانان رکھا گیا ہے وہ
صرف اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ ہمارے ہم قوم مسلمان جو کہ تعلیم
میں بہت پیچھے تھے اس کی طرف رجوع ہوں اور بانیان مدرسہ
کے خیال دگمان میں بھی یہ بات نہیں گزری تھی کہ اہل ہنود کو اس میں
شامل نکریں -
جناب من صرف یہی بات نہیں ہے بلکہ بہت سے ہندو صاحب

اس کالج کے بڑے مددگار و معاون تھے اور ہیں بجملہ اُن کے
مجھے نہایت خوشی ہے کہ اسوقت میں اپنے نانا کے پاس ایک کو
بیٹھا دیکھتا ہوں - (جناب راجہ جیکشن داس صاحب بہادر کی
طرف اشارہ کیا) اُنہوں نے ابتدا سے مدرسہ کو اپنے مال اور
وقت سے مددی اور دیتے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی بڑے
بڑے معزز ہندو ہمارے مدرسہ کے مددگار ہیں - میرے عالم
دوست نے جو کہ برہمن ہیں وقت دعا کرنے کے ہم لوگوں سے
خواہش کی تھی کہ ہم اُن لوگوں کے فرقہ میں سے ہیں جو کہ ہر چیز کو
ہنسی میں اُڑاتے ہیں میں ہرگز ہرگز ان لوگوں میں سے نہیں ہونا
چاہتا جو اس بات کو باور نہیں کرتے کہ برہمنوں کی دعا اور ہندوؤں
کی دعا سے جلد قبول نہیں ہوتی لیکن چونکہ میں خود برہمن نہیں ہوں
اسواسطے میں صرف ایک خواہش ظاہر کرتا ہوں اور وہ یہ ہے
کہ ہندو و مسلمان کے بیچ میں دوستی زیادہ ہو - اے صاحب
آپ خوب جانتے ہیں کہ ہندو مسلمان دونوں قومیں ایک بڑی مدت
سے ساتھ رہتی ہوئی چلی آئی ہیں اور مجھے اس بات کی کوئی وجہ
نہیں معلوم ہوتی کہ ہم میں دوستی کیوں کم ہو بلکہ مجھے قوی اُمید ہے
کہ جوں جوں تعلیم بڑھتی جاوے گی ہم سب کی دوستی بھی زیادہ

ہوتی جاوے گی - آپ کو یاد ہوگا کہ نامی شاعر شیکسپیر مین ایک یہودی نے ایک عیسائی سے کہا تھا -

،، مین تیرے ساتھہ خرید و فروخت کرونگا لیکن نماز نہین پڑھنے کا

مجھے اُمید ہے کہ اسی طرح ہندو و مسلمان بہی آپس مین متفق ہوکر رہینگے اور ایک دوسرے کی مدد کرین گے اور صرف فرق اُن مین یہ ہی رہیگا کہ مذہب دونون کے مختلف ہونگے -

میرے دوست عزیز مرزا جسوقت کہ مین علیگڈہ چھوڑکر گیا تہا ایک اسکول کی جماعت مین تھے اور جو ترقی کہ انہون نے چند سال مین کی ہے اُس سے مجھے تعجب ہے - اُن کی اپیچ کے چند فقرے برک اور شیریڈان کے فقرون کا لطف رکھتے تھے - اوّل اوّل تو مجھے یہ ہی گمان ہوا تھا کہ وہ کسی کتاب سے کوٹ کرتے ہین لیکن پھر معلوم ہوا کہ اُنہون نے اپنے خیالات کو دوسرے دن کی لباس سے آراستہ کیا تہا -

جو صاحب کہ بولنے والون مین چوتھے تھے اُنہون نے مدرسہ کی عمارت کا ذکر کیا تہا - درحقیقت مجھے بڑا ہی تعجب ہوا تہا جب کہ مین نے پہلے روز آکر مدرسہ کو دیکھا تہا - جب مین گیا تہا تو صرف بنیادین ہی مدرسہ کی پڑین تہین اور جب

مین واپس آیا تو ایک بڑا خوش نما مکان بنا پایا جس مین کہ لکچر کے
کمرے اور رہنے کے مکان دونون نہایت عمدہ عمدہ ہین اور
انگلستان کے مدرسہ کی مکاینت پر سبقت لیجاتے ہین - یہ ہی
ایک ایسا مدرسہ ہے جہان یورپین طرز پر بود باش کا طریقہ اختیار
کیا گیا ہے اور اگر وہ والدین جو اپنے لڑکون کو یہان تعلیم کے لئے
بھیجتے ہین زیادتی خرچ کے شاکی ہون تو اُنکی قدر سے بے انصافی
ہے - وہ احباب جو یہان موجود ہین جب انگلستان جاوین گے
تو اُنکو معلوم ہوگا کہ یہان کے خرچ سے دوگنا دینے کے بعد اُنکو
اس قدر عمدہ جگہ نہین ملنے کی اور جو فائدے بود و باش اور میل
جول کے اس کالج مین ہین اُسکا جواب کہین نہین -

جب مین نے اپنے اُن دوست کی اسپیچ سُنی جو کہ میرے سامنے
بیٹھے ہین (مصطفی خان) تو مجکو حد سے زیادہ تعجب ہوا - وہ ایسی
اچھی طرح بولے کہ جس مجلس مین وہ بولتے اُس مین اُنکے
بولنے کے طریقہ کی تعریف ہوتی اور مجھے پہلے کسی نوعمر ہندوستانی
کی ایسی تقریر سننی یاد نہین - اُنہون نے بحر ہند کی خوفناک
راہ کا ذکر کیا لیکن مجھے اُمید ہے کہ وہ خوفناک راستہ اُن کے
انگلستان جانے کا مانع نہ ہوگا - میرے عالم دوست مسٹر ریلی جنکا

میں شکریہ ادا کرتا ہوں اس لئے کہ وہ میرے گھر صحیح و تندرست
واپس آنے سے خوش ہوئے جیساکہ اُنہوں نے اپنی اسپیچ میں کہا
کیمبرج میں وہ میرے ہمعصر تھے اور وہ وہاں کے یونین کے صدر انجمن
تھے اور اس سبب سے میں جب کبھی وہاں اسپیچ دینا چاہتا تھا تو اس بات کا
خواہاں رہا کرتا تھا کہ انکی نظر میری طرف پڑے مجھے اُمید ہے کہ
میرے دوست مصطفےٰ خاں بھی اسی طرح کسی نہ کسی روز کیمبرج یا
اکسفورڈ کی یونین میں صدر انجمن کی التفات کے مستحق رہینگے اور اپنے
اسپیکر ہونے کی شہرت حاصل کریں گے۔

انہوں نے ولایت والوں کو یہ صلاح بھی دی کہ وہ ایک پاکٹ بک
اپنی جیب میں رکھا کریں اور اُس کے پہلے صفحے پر عمدہ خط میں یہ
الفاظ لکھیں۔ " قومی حج " اسے صاحب میں کوئی پاکٹ بک اپنی
ساتھ نہیں لے گیا تھا لیکن ایک لوح لے گیا تھا اور وہ میری لوح میرا
دل تھا اور اُس ہی پر بطور یاد داشت میں نے یہ بات کندہ کر لی تھی
چاہے کیسا ہی خوش خط کوئی پاکٹ کے صفحہ پر لکھے اُس کے مٹ جانیکا
ڈر ہے لیکن جو قلب پر لکھا ہے اُسکو موسمی تبدیلیاں بھی نہیں بگاڑ
سکتیں۔

پالٹکس کی نسبت اسقدر کہونگا کہ ہندوستان کے نوجوان طالبعلم

انگلستان پہنچ کر پالیٹکس میں بہت دل لگاتے ہیں اور یہ بات قیاس کے مطابق ہے کیونکہ وہ ایسی ہوا میں رہتے ہیں جو پالیٹکس سے بھری ہوئی ہے۔ اوّل اوّل تو وہ ریڈیکل خیالات پر عاشق ہو جاتے ہیں لیکن جب تجربہ ہوتا جاتا ہے تو لبرل اور پنیز لیٹی بھی ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی بہت روز انگلستان میں ٹھہرا جیسے کہ میں خوش قسمتی سے ٹھیرا تھا تو بالکل پالیٹکس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ آپ بھی خیال کیجئے کہ اُس شخص کو سوا نفرت کے اور کیا ہو سکتا ہے جسنے کہ جنرل الکشن اور کئی وزارت کی تبدیلیاں دیکھی ہوں۔ لیکن جب نفرت کا اثر کم ہو جاتا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ جو واقفیت انگلستان کی حکومت کے طریقہ کو معلوم کرنے سے ہوتی ہے وہ بڑی کارآمد ہو جاتی ہے خاصکر ہندوستان میں۔

انگلستان میں ہر نوجوان پالیٹیشن اور اپنے تئیں وزیر اعظم کے برابر عاقل سمجھتا ہے اور پارلیمنٹ کی ممبری کا امیدوار اپنے الکٹرز کو ہر قسم کے وعدے دینے پر موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً فری ایجوکیشن زیادتی مزدوری۔ ازدیاد تجارت۔ اور مشہور و معروف اقرار تین ایکڑ اور ایک گائے کا" لیکن جب اُنمیں سے کوئی وزارت کے عہدہ پر مامور ہو جاتا ہے تو اُسکو وہ مشکلیں پیش آتی ہیں جنکا کبھی خواب میں بھی اُسکو خیال نہ ہوا ہو گا۔

اس سب کا حاصل یہ ہے کہ ترقی ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے اور جب ہی وہ مستحکم ہوتی ہے اور ہندوستان میں اُسکی ہمکو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

اصول حکومت انگلستان میں خوب اچھی طرح سیکھے جا سکتے ہیں کیونکہ وہاں آزادی کی اصول کو لوگ سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔

اہل جرمنی اور فرانس جہاں کہ تعلیم نے بڑی ترقی کی ہے جو کریں انکو منزا دار ہے چاہیے وہ سوشلسٹ نہیں چاہے ریبلین رہیں لیکن ہندوستان میں ہمکو اپنی آزادی سے زیادہ اپنی حفاظت اور اپنے ملک کی امن و امان کو سمجھنا چاہیئے - اسکیلیئے مجھے اس سے کوئی بہتر بات نہیں معلوم ہوتی کہ ہم سلطنت انگلیشیہ کے خیر خواہ رہیں تا وقتیکہ وہ ہماری پشت پناہی کرے اور اپنے اقرارات ہمارے ساتھ پورے - کچھ شبہ نہیں کہ ایک وقت وہ ہوگا کہ ہم لوگ اپنے ملک کے کُل انتظامات کرنیکے قابل ہوجاوینگے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ عالی دماغ انگریز اسبات کی مخالف نہیں ہیں - اے صاحبو میرا اس سے یہ مطلب نہیں ہیکہ ہم حمایت انگلیشیہ سے جدا ہوجاویں ہندوستان کی قومیں بڑی احسان مند ہیں اور وہ کبھی اس امن و امان کو اور ان احسانات کو جو کہ ہماری قیصرۂ ہند کی حکومت میں ملے ذہن نہیں بھولینگے - کالونیز میں بھی لوگ بڑے خیر خواہ سرکار ہیں لیکن وہاں وہ آپ ہی اپنے اُمور ملکی کا انتظام کرتے ہیں اسیطرح مجھے یہ عجیب بات معلوم ہوگی اگر بعد ترقی تعلیم و باہمی اتفاق کے بڑھنیکے سبب ہم اپنے کاموں پر مسلط ہوجاویں اب میں چند الفاظ اپنے نوردسال دوستوں کی نسبت عرض کرنے چاہتا ہوں - مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ صاحب سول سروس کے امتحان کے واسطے جانیکے خواہاں ہیں - امتحان سول سروس ہندوستانی طالب علم کے حق میں ایک سنگ راہ ہے اور میرے حق میں تو وہ ایسا ہی تھا لیکن مجھے امید ہے کہ طریقہ تعلیم کی زیادہ واقفیت حاصل ہوجانیکے سبب سے میرے یہ دونوں دوست میری حالت سے زیادہ اچھی حالت رکھینگے - شاید آپکو معلوم ہوگا کہ دو برس کا عرصہ ہوئے پہلا مسلمان طالب علم داخلہ امتحان سول سروس میں کامیاب ہوا اور مجھے توقع ہے

کہ یہ دولوتل صاحب اس مدرسہ میں دوم وسویم ہونگے۔

جناب من میری دوست محمد رفیق صاحب نے میری نسبت ایسی محبت آمیز باتیں کہیں کہ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا اگرچہ کیمبرج اور لندن میں میں نے اپنی اچھی یادگار چھوڑی ہو لیکن بموجب مثل مشہور کے سگ حضور بہ از برادر دور مجھے تھوڑی ہی زمانہ میں سب بھول بھلا جاوینگے جیسے کہ زمانہ نے اورونکو بھلا دیا۔ لیکن اگرچہ وہ مجھے بھول جاویں میں اُن مقامات کو جہاں کہ میری زندگی کا بہت خوش حصہ صرف ہوا ہرگز نہیں بھول سکتا میری دلی خواہش ہی" کہ جب خدا تعالی مجھے توفیق بخشے تو میں چند روز پھر کیمبرج میں جاکر رہوں اور اگرچہ وہ میرے نوجوان دوست وہاں نہوں گے اور جن پروفیسر اور فیلوز دوستوں سے جو کہ میرے ساتھ نہایت مہربانی و مہمان نوازی کے ساتھ پیش آتے تھے ملکر خوشی حاصل کروں ملن اُن مولوی صاحب کی (مولوی شبلی) جنہوں نے آج فارسی کے چند اشعار پڑہے اور اس سی قبل بھی ایک بار مہربانی فرماکر پڑھی تھی شکر گذاری کرنی بھولنا نہیں چاہتا۔ افسوس ہو کہ پہلی مرتبہ میں اتفاقاً اُس بات کو بھول گیا تہا اور امید ہو کہ مولوی صاحب آج دونوں روز کی شکر گذاری کو میری قبول فرما دیں گے۔

اس مدرسہ میں ایک یہ بات خاص ہو کہ اکثر اس قسم کے جلسے ہوتے رہتے ہیں جیسے کہ اس شب کو ہے۔ میں نے سنا ہے کہ جب کوئی طالب علم اس مدرسہ کا انگلستان جاتا ہے اور واپس آتا ہے اُسکے واسطے ایک جلسہ منعقد کیا جاتا ہے مجھے امید ہو کہ یہ جلسہ چند روز میں سالانہ ہو جاویگا اس کالج کی انیس طالبعلم اسوقت تک انگلستان میں تکمیل علم کے واسطے گئے ہیں اور لکن

میں سے ۱۴ ابھی تک وہاں باقی ہیں مجھے اُمید ہے کہ ہر سال یہاں سے طالبعلم انگلستان جاوینگے اور واپس آوینگے۔ کہتے ہیں کہ ایک وقت جبکہ تعطیل کا زمانہ ہوتا ہے ایک ریل کی گاڑی پر علیگڈہ اسٹیشن سے ایک تختہ جسپر "مدرستہ العلوم مسلمانان" لکھا ہوا ہوتا ہے لگتا ہے اور وہ دن بھی خدا دیکھاویگا جبکہ اسی قسم کا ایک تختہ اینڈ ا ِدکینی گے جہازکے کمروں پر لگے گا۔

جنٹلمن میں ایک خاص بات سب طالبعلموں سے کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ اے میرے بھائیو جب تم انگلستان جانیکا قصد مصمم کرلو تو تمکو چاہیئے کہ ایک ایسی دوست کے پاس جاؤ جو کہ تمکو ٹھیک صلاح تعلیم طریقے کی دے اور وہاں رہنے کے انتظام کو اچھی طرح سمجھتا ہو اور تمکو چاہیئے کہ اپنے سب انتظام کی ایک اسکیم یہاں ہی سے بنالو۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ جونہیں تم زمین انگلستان پر قدم رکھو گے سب تمہارے آپ ہی آپ دوست ہو جاوینگے میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر شخص کا بارسٹری کا امتحان دینا کچھ ٹھیک بات نہیں ہے۔ تمہارے واسطے اور بھی پیشے موجود ہیں ڈاکٹری انجنیری زراعت اور تجارت۔ اگر سب لوگ بارسٹر ہو جاوینگے تو میں اسبات سے ڈرتا ہوں کہ ہم سب کو معاش پیدا کرنی مشکل ہو گی۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگوں میں تجارت کے شایق لوگ نہیں ہیں۔ انگلستان میں تجار لوگ بڑی ہی قدر و منزلت رکھتے ہیں۔ بڑے مہاجن راسچایلڈ کی برابری کون کرسکتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ بغیر ایسے مہاجنوں کے یورپ کا کام کیونکر چلیگا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے ہندو دوست جن کو مقدور اور عقل دونوں ہیں انگلستان جاکر تجارت کے کاروبار میں ماہر ہو کر اپنے ملک کی بھلائی کے واسطے آوینگے۔ گورنمنٹ

سب کو نوکریاں نہیں دے سکتی اور اسلیئے ہمکو لازم ہے کہ اور اَور میدان اپنی عقل کی جولانی کے واسطے ڈہونڈیں اور وہ ایسے میدان ہیں کہ اُن میں نفع کی بڑی بڑی اُمیدیں ہیں بعد آپکے شکر ادا کرنیکے اور اپنے طالبعلم بہائیوں کو صلاح دینے کو میں اپنا ایک اور فرض کو ادا کرتا ہوں - اور میں اس بات سے بہت اپنا فخر سمجھتا ہوں کہ مدرستہ العلوم کی ترقی اور بہتری کے جام پینے کی تحریک کرنا میرے سپرد کیا گیا ہے -

میں ایک ایسی بات کی تحریک میں جو کہ سب حاضرین جلسہ کو بدل وجان منظور ہو گی بڑی اسپیچ کرنیکا کچھ فائدہ نہیں سمجھتا اور اس سبب سے بلا طوالت تقریر کے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مدرستہ العلوم کی ترقی کا جام نوش فرمایئے -

بعد اس کے یہ جام نہایت خوشی سے پیا گیا محمد حمید اللہ خاں نے حاضرین سے تین چیرز آنریبل سید احمد خاں صاحب بہادر کے واسطے دینے کی خواہش کی اور وہ سب نے بہت جوش کے ساتھ دیں -

اور بعد اس کے جلسہ برخاست ہوا -

صفحہ ۱۳۶۸

منقول از انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈہ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۸۶ء

جلسہ دعوت محمد حمید اللہ خاں

منجانب

بورڈرز سکنڈ کلاس

جمعہ کے دن بارہویں نومبر کو ایک بالکل نئی قسم کا جلسہ مدرستہ العلوم میں ہوا۔ سکنڈ کلاس بورڈرز ان نے محمد حمید اللہ خاں کی ولایت سے واپس آنیکی مبارکباد میں ایک جلسہ دعوت کیا تہا۔ تمام اخراجات اور کُل کاموں کے انصرام کے کفیل خود بورڈران سکنڈ کلاس ہی تہے انہوں نے تمام کاموں کو نہایت خوبی اور حسن لیاقت کے ساتہہ انجام دیا اور اُن کو اسبات کی مبارکباد دی جاسکتی ہی کہ اگر انکی دعوت مدرستہ العلوم کے اندر جتنی دعوتیں کہ ہوئیں اُن سب سے اچھی نہ تہی تو بہی اُسکے ایک نہایت ہی پر لطف اور کامیاب دعوت ہونے میں شبہ نہیں۔ ایکسو بیاسی آدمی جنمیں مسٹر حمید اللہ خاں مہمان خاص۔ مولوی سمیع اللہ خاں۔ آنریبل سید احمد خاں۔ مولوی محمد کریم۔ کالج کے یورپین اور مسلمان پروفیسر اور مولوی۔ تمام طالبعلمان موجودہ اور مسٹر نبی اللہ اور مسٹر سید حسن طالبعلمان سابق شامل تہے کہانا کہانیکے لئے میزوں پر بیٹہے مسٹر تہیوڈور بک پرنسپل کالج نے ازراہ مہربانی جلسہ کا صدر انجمن ہونا قبول فرمایا تہا۔ دروازہ نو تعمیر کی باڑوں کو لالٹینوں سے روشن کیا تہا اور دروازہ سے برآمدہ تک چھوٹے چھوٹے چراغوں کی قطاریں لگی ہوئی تہیں۔ برآمدہ میں ہانڈیوں اور

لیمپوں کی روشنی تھی اور ایک فقرہ مبارکباد فارسی میں مولوی محمد اسحٰق کا لکھا اور ایک انگریزی کا
جیسے رضا علی نے جو اسکول کے کسی کلاس میں پڑھتا ہے نہایت عمدگی کے ساتھ بنایا تھا لگے
ہوئے تھے۔ سالار منزل تو خوب ہی روشن کی گئی تھی اور بورڈنگ ہوس کی ایک کمرہ میں کرسیاں اور
کوچیں مہمانوں کے کھانے سے پہلے بیٹھنے کیلئے بچھی ہوئی تھیں۔ کھانا تین لمبی لمبی میزوں پر چنا گیا
تھا اور صرف پلاؤ متنجن اور دوسرے اسلامی کھانے تھے جو نہایت عمدہ پکے ہوئے تھے۔
متنجن پر چاندی کے ورق لگے ہوئے اس سے سیاست مدن کے پروفیسر کی بہت دل جمعی ہوئی
کیونکہ انکے خیال میں ایسی باتوں سے روپیہ کی قیمت بڑھنی منصور ہے۔ پہلے آدھ گھنٹہ کی خاموشی
سے ظاہر ہوتا تھا کہ نوجوان اشتہاؤں کو غیر معمولی اور لذیذ کھانے جنسے میزیں لدی ہوئی
تھیں کچھ ایسے کم مرغوب نتھے۔ کھانے کے بعد کشمیری چاء پلائی گئی۔ ہندو بورڈروں کو بھی سکنڈ
کلاس کے بورڈرن کی طرفسے کھانا کھلایا گیا۔ کھانیکے بعد وہ بھی سالار منزل میں آگئے اور انکی
رسوم کا عقلی حصہ شروع ہوا۔ پہلے مسٹر بیک صدر انجمن اٹھے اور انہوں نے متعدد میزبانوں
کا شکریہ ادا کرنیکے بعد محمد عزیز مرزا سے اسپیچ کہنے کی درخواست کی۔ محمد عزیز مرزا نے کھڑے ہوکر
محمد حمید اللہ خاں کا جام صحت تجویز کیا۔ انہوں نے تبلایا کہ ایک عجیب دغریب اتفاق سے
سکنڈ کلاس بورڈروں کی تعداد جو چھیاسی تھی بالکل آئرش پارٹی کے برابر ہے اور انہوں نے
اس امید کا اظہار کیا کہ گو وہ انکے طرز عمل کو اختیار نکریں تو بھی حب ملکی میں ان سے
کم ثابت نہ ہونگے۔ انکے بعد عبد المجید نے ایک نہایت طویل اور پرجوش اسپیچ مسلمانوں کی
نسبت جو آثار کہ کالج کے قایم ہونے سے انکی ذلیل اور گری ہوئی حالت کی تبدیل ہونیکے نمایاں

ہوئے تھے اُنکی نسبت دی۔ حاضرین نے نہایت جوش کے ساتھ انکی اسپیچ کی تعریف کی۔
اسکے بعد سید محمد حسن شمس الحسن اور ظفر علی نے اسپیچیں دیں۔ تب محمد امین نے انگریزی
کے چند شعر جو اس جلسہ کی خوشی میں انہوں نے لکھے تھے پڑھے۔ عبد المجید نے ایک اُردو
کا قصیدہ پڑہا۔ سید حسن نے فارسی کا اور عبد العلی نے عربی کا قصیدہ جو مولوی خلیل احمد نے
لکھا تھا پڑہا۔ رضا علی نے اسکے بعد چند رامائن کے سنسکرت کے شعر پڑھے۔ اسپر سب لوگوں نے
تعریف کی اور ہر طرف سے نعرۂ تحسین بلند ہوا۔ سردار حسین نے جو مدرسۃ العلوم میں سب سے زیادہ
خوش الحان ہیں ایک فارسی کا قطعہ جو مولوی اسحاق نے لکھا تھا پڑہا۔ اسکے بعد مسٹر حمید اللہ خاں
نے اپنے جام صحت کا جواب دیا اور طالبعلموں کا شکریہ دعوت کے لحاظ سے اور اس
گرمجوشی کی وجہ سے جس سے کہ وہ اُن سے پیش آئے تھے ادا کیا اور کالج کی نسبت نہایت
وفاداری کے خیالات ظاہر کئے اور اسبات کی خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنی آیندہ زندگی
میں ہمیشہ کالج اور اپنے ہموطنوں کے معاون رہینگے۔ محمد عزیز مرزا نے تب صدر انجمن کا
شکریہ ادا کیا اور اُنہوں نے اس کے جواب میں مہمان عزیز کی خاطر سے طالبعلموں کو
ایک دن کی چھٹی دی۔ اس میں تو کلام نہیں کہ اُس روز فصیح ترین اسپیچ اور فصیح ترین فقرہ
پر بھی اتنی تعریف نہیں ہوئی جتنی کہ اس آخر جلسہ پر ہوئی اس کے بعد جلسہ ختم ہوا اور
ہر شخص کو نہایت خوش و خرم چھوڑا۔

صحت نامہ اغلاط جلد دوم سوانح عمری مولوی حاجی محمد سمیع اللہ خان بہادر مرحوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	١	تساداب	شاداب	٢١	١٤	نیبچ	نبچ
〃	٩	عدالت مین سے	عدالت سے	٢٣	١	ہمارے	ہماری
٨	١٦	ظلم ہے	ظلم کرنا او.	٣٧	٧	وکٹوریاترلیس	وکٹوریاٹیرس
١١	٥	جناب مولوی	مولوی	٣٩	١٢	آپکو	آنکو
〃	٦	وڈپٹی	ڈپٹی	٤٤	١٧	مسٹر بلک	بلنٹ
〃	٨	ٹپنڈت	پنڈت	٤٧	١	سنہ ١٨٨٢ع	سنہ ١٨٨٤ع
١٣	٩	بسندیدہ	پسندیدہ	٥٣	٦	ٹپری	بٹری
〃	١١	نظامت	نظامت	٥٥	١١	مباد.	مبارکباد
١٤	٢	مسبرت	مسرت	٦١	١	ہونی ہے	ہوتی ہے
〃	٦	کاگزاری	کارگزاری	٦٦	١٧	مسٔلہ	مسئلہ
〃	١٢	حنیوق	صنیوق	٦٧	٢	قبدر	قدر
١٦	٧	سنامنے	سامنے	٧١	٨	پرنیرٹڈنٹ	پرنیرٹڈینٹ
٢٠	٤	آھ	آٹھ	〃	١٢	مین شریک	مین بھی شریک
٢١	١٠	مارے	ملاح	٧٣	١	نہین	تھین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱	آرذنیت	آرڈنیٹ	۱۰۸	۱۴	خان خان	خان
۷۶	۱	اورمہان	مہمان	۱۱۱	۵	ہہے	سے
۸۲	۶	مبا کباد	مبارکباد	۱۱۵	۷	نون	دنون
۹۶	۶	کھانے۔کی	کھانے کی	؍؍	۱۰	نوجہ	توجہ
۹۷	۳	آتشازی	آتشبازی	۱۱۷	۷	معامات	معاملات
۱۰۰	۱۰	چلتے	جاتے	۱۱۹	۱۰	ہوگا	ہوگا تو
۱۰۱	۶	محمدن	محمڈن	۱۲۱	۵	نیرنوازجنگ	منیرنوازجنگ
۱۰۲	۵	ایک	ایک	۱۲۳	۷	سوئیٹرز	سوئٹیزرر
۱۰۴	۴	کمونکہ	کیونکہ	۱۲۴	۱	ایک	ایک
۱۰۵	۷	دیپنے	دینے	؍؍	۱۵	محکو	مجکو
؍؍	۱۳	واقعہ ہی	واقعہ ہوا ہی	؍؍	۱۷	سپیچ	اسپیچ
۱۰۶	۵	علموم	علوم	۱۲۵	۱	کی نسبت	نسبت
؍؍	۸	بعا	بعد	۱۲۶	۱۰	ایس	آپس
۱۰۷	۵	مقسول	مقبول	۱۲۸	۶	طالبعلمون	طالبعلمون
؍؍	۱۶	حالت ہو	حالت مین ہو	۱۲۹	۱۶	اپ	آپ
۱۰۸	۳	ہجاے	ہل جائے	۱۳۰	۳	فیلو	فیلوز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۰	۴	حاضرین	حاضرین	۱۳۷	۱۴	جیسے	جیسا
۱۳۱	۱۱	دعاسے جلد	دعا جلد	۱۳۸	۴	اینڈاو	پلی اینڈاو
〃	۱۳	مسلمان	مسلمانون	〃	۵	مرے	میرے
۱۳۵	۳	ٹوری	ٹوڑی	〃	۶	چاہے	چاہیئے
〃	۷	جو	جو	۱۳۹	۳	شکرادا	شکریہ ادا
۱۳۶	۲	ریپلین	ریپبلکن	۱۴۰	۱۱	بباسی	بیاسی
〃	۹	بھولین گے	بھولینگی	۱۴۱	۱	لکھا اور	لکھا ہوا اور
〃	۱۵	آمید	اُمید	〃	۱۰	بورڈرن	بورڈرون
۱۳۷	۶	ہی"	ہی				